بسم الله الرحمن الرحیم

سَيَذَّكَّرُ مَن يَّخشٰى

فلاح دارین

جلد سوّم

بیانات

مشہور مفسر قرآن، الحاج حضرت مولانا محمد فاروق صاحب بڑودوی مدنی
دامت برکاتہم، استاذ تفسیر وحدیث جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا مہاراشٹر

پسند فرمودہ

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب نروری قاسمیؒ
سابق شیخ الحدیث جامعہ فلاح دارین ترکیسر (گجرات)

مرتب

محمد بلال اشاعتی ساتونوی

نام کتاب : فلاح دارین جلد سوم

مرتب : محمد بلال اشاعتی ساتونوی

تعداد : ۱۱۰۰

ایڈیشن : دوسرا

ملنے کے پتے

محمد بلال بن محمد حسام الدین صاحب اشاعتی ساتونوی

9405060763

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درس ختم بخاری شریف

اللہ تعالیٰ کا دیدار عظیم ترین نعمت ہے

اسلامی نقطہ نظر سے عقلمند کون ہے؟

اختیاری غربت اور مسکنت افضل ہے

فلسفہ عید الفطر

سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلکیاں

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے

ہمارے دنیا میں آنے کا مقصد بہت بلند ہے

اپنے آپ کو اور اپنی اُل اولاد کو نار جہنم سے بچاؤ

عصر حاضر میں مکاتب کی اہمیت اور اس کی افادیت

علم دین کی اہمیت اور اس کے فوائد

انسان اپنی انسانیت کی قدر کرے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

ایک وقت وہ آئیگا کہ میری امت کے بعض افراد اپنی مسہریوں پر، اپنے تکیوں پر، ٹیک لگائے ہونگے اور یہ کہیں گے کہ مجھے تو صرف کتاب اللہ میں جو بات مل جائے وہی میرے لئے کافی ہے اس کے بعد مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ،، اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ ،،تم اپنے آپ کو ایسے لوگوں سے کوسوں دور رکھنا اس لئے میں سب سے پہلے میں اپنے آپ کو اور آپ سبھی حضرات کو ایک خطرناک قسم کے فتنے سے آگاہ کر کے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اسلامی وراثت، اسلامی علوم، اور اسلامی روحانیت، کا تمام تر دارمدار سینہ بسینہ پر ہے کتابی علوم پر، کسی چینل یا کسی ویب سائٹ پر، یا کسی اسکرین لٹریچر پر ہرگز ہرگز نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس ختم بخاری شریف

حضرت کا یہ خطاب عام شہر پرتور ضلع جالنہ میں، جامعہ حضرت خدیجۃ الکبری للبنات میں ختم بخاری کی مناسبت سے بروز جمعہ بتاریخ 31، ڈسمبر 2010 کو ہوا تھا جس میں حضرت والا نے عوام وخواص ہر دو مجمع کو مدنظر رکھتے ہوئے جامع ومدلل ختم بخاری کا درس دیا۔

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به ونتوكل عليه ونعوذ با لله من شرور انفسنا ومن سيات اعما لنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا ها دى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له ونشهد ان سيدنا ومولناقائد الغرا لمحجلين محمدا عبده ورسوله ارسله الله تعالى الى كا فة الناس بشيرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا صلى الله تبا رک وتعالى عليه وعلى اٰله واصحابه وَاَزوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَمَنِ اهْتَدٰى بِهَديِهٖ وَاستَنَّ بِسُنَّتِهٖ، وَحَمَلَ وِرَاثَتَهٗ وَعِلمَهٗ اِلٰى يَو مِ الدِّينِ وَبَا رَکَ وَسَلَّمَ تَسلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا، اَمَّابَعْدُ،فَيَقُولُ الْاِمَامُ الْمُحَدِّ ثُ الْجَلِيلُ الْاِمَامُ الْبُخَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاَرضَاهُ، بَابُ

قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی، وَنَضَعُ الْمَوَازِینَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَ اَنَّ اَعْمَالَ بَنِی اٰدَمَ، وَقَوْلُھُمْ یُوْزَنُ، وَقَالَ الْمُجَاھِدُ اَلْقِسْطَاسُ وَفِی رِوَایَۃِ اَلْقِسْطَا سُ وَالْعَدْلُ بِا لرُّومِیَّۃِ وَیُقَالُ اَلْمَصدَ رُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ، وَھُوَ الْعَادِلُ وَاَمَّا الْقَاسِطُ فَھُوَ الْجَآئِرُ، وَبِا الْاِسنَادِ الْمُتَّصِلِ مِنَّا اِلَی الْاِمَامِ الْحَافِظِ الْجَلِیلِ ، قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَشْکَابُ قَال حَدَّ ثَنا مُحَمَّدُ بنُ فُضَیْلٍ عَن عُمَارَۃَ بنِ الْقَعْقَاعِ عَن اَبِی زُرْعَۃَ عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَنھُم قَا لَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ کَلِمَتَانِ حَبِیبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیزَانِ سُبحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیم. صدق رسوله النبی الامی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشا کرین والحمد لله رب العالمین ۔

معزز علماء کرام، محترم بھائیو بزرگو، اور دوستو، اور اسلامی مستقبل کی ضمانت بشکل معصوم نونہال بچوں۔ پس پردہ بیٹھ کر سننے والی خواتین اسلام۔ اور آج کے اس پروگرام کی سب سے زیادہ فرحت ومسرت کے قابل میری وہ بیٹیاں اور وہ بہنیں جو اپنے آپ کو علوم نبویہ سے سرفراز اور سعادت مند کر کے اس ادارہ سے فراغت پا رہی ہیں۔

سکون نبوی صحبت سے حاصل ہوتا ہے

اللہ رب العزت کا احسان اور اس کا فضل وکرم ہے کہ اس نے ہمیں ایسی مجلس میں جمع ہونے کی توفیق ارزانی نصیب فرمائی جس کو بلا کسی شک وشبہ کے فرشتوں کی طرف

سے گھیرا جاتا ہے اللہ تعالی کی رحمتیں اور سکینتیں اس پر اترتی ہیں، قبل اس کے کہ میں اس حدیث پر کچھ گفتگو کروں یہ بتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہر انسان رحمت سے زیادہ سکینت کا محتاج ہے، سکون کا محتاج ہے، ہر شخص کسی نہ کسی مصیبت یا پریشانی اور جھمیلے میں مبتلا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کو سکون میسر نہیں ہے، سکینت ملتی ہے صحبت رسول سے، چاہے وہ جسمانی طور پر ہو، یا معنوی طور پر ہو، اس کی دلیل حق تعالی شانہ کا کلام ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو غار ثور میں جناب نبی کریم ﷺ کی جسمانی صحبت میسر تھی، تو اللہ تعالی نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے دل پر خوف اور لرزانی کی جو کیفیت تھی اس کو ختم کر کے سکینت کا نزول فرمایا، قرآن کریم دسویں پارہ کے سورہ توبہ میں فرماتا ہے کہ ،، **فَانزَلَ اللہُ سَکِینَتَه عَلَیهِ وَاَیَدَه بِجُنُودٍ لَم تَرَوھَا** :۔

اللہ تعالی نے ان پر پنی طرف سے سکون واطمینان کو نازل فرمایا اور ان کی مدد فرمائی اس لشکر کے ذریعہ جسے تم نہیں دیکھ سکتے ہو، مفسرین کرام نے یہاں بحث چھیڑی ہے کہ سکینت کا نزول خاص طور پر صدیق اکبرؓ پر ہوا تھا، اس کا ثبوت اس سے بھی ہوتا ہے کہ سیدنا ابوبکرؓ سے حضور ﷺ نے فرمایا تھا، **لَاتَحزَنْ اِنَ اللّٰہَ مَعَنَا** ، جو ہمارے علماء کشف ہیں بالخصوص سیدنا ومرشدنا حضرت حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق ؓ کو جناب نبی اکرم ﷺ کی صحبت جسمانیہ میسر تھی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالی نے ان پر سکینہ نازل فرمائی، حضور ﷺ کے بعد اس امت کو آپ ﷺ کی صحبتیں آپ کے فرامین عالیہ کے طفیل آپ ﷺ کی معنوی صحبت میسر ہو گی۔ بطور خلاصہ یہ کہ اس امت پر بھی نزولِ سکینت کے بارے میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا اس لئے میرے اور آپ کے لئے سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ اس قسم کی مجلسوں سے مجھے

اور آپ کو سکینت حاصل ہوتی ہے اور سکینت کے بعد خدا تعالی کی رحمت کا اُترنا یقینی ہے حق تعالی شانہ ہمیں اس قسم کی مجالس کی قیمت سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین

اسلامی علوم سینہ بسینہ ہیں

میرے بھائیو! اس وقت امت پر ایک بہت بڑے فتنہ کی یلغار ہے، نبی کریم ﷺ اس فتنہ کی طرف نشاندہی فرما کر تشریف لے گئے، مشکوۃ شریف میں بحوالہ رزین ایک روایت نقل کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک وقت وہ آئیگا کہ میری امت کے بعض افراد اپنی مسہریوں پر، اور تکیوں پر ٹیک لگائے ہونگے اور یہ کہیں گے کہ مجھے تو صرف کتاب اللہ میں جو بات مل جائے وہی میرے لئے کافی ہے، اس کے علاوہ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ،، اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ ،،تم اپنے آپ کو ایسے لوگوں سے کوسوں دور رکھنا لہذا سب سے پہلے میں اپنے آپ کو اور آپ سبھی حضرات کو ایک خطرناک قسم کے فتنہ سے آگاہ کر کے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اسلامی وراثت، اسلامی علوم، اور اسلامی روحانیت، کا تمام تر دارومدار سینہ بسینہ پر ہے کتابی علوم کسی چینل پر، کسی ویب سائٹ یا کسی اسکرین اور لٹریچر پر ہرگز ہرگز نہیں ہے۔اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ میرے نبی کو کسی مدرسہ میں نہیں پڑھایا گیا میرے نبی کو کسی یونیورسیٹی کی ڈگری نہیں دلائی گئی، نبی نے کوئی **تخصص فی الادب** ، **تخصص فی اللغت** ، **تخصص فی العلوم** ، یا کسی فن میں مہارت حاصل نہیں کی، نبی کے اندر علوم اِلٰہیہ کے انتقال کے لئے سب سے پہلے جبرئیل امین کے آمد کے ذریعہ سینہ کو سینہ سے ملا کر ان علوم کو ڈالا گیا ہے، جس کو میری ان بیٹیوں نے شروع سال میں، **بَابُ کَیْفَ کَانَ بَدْءُ**

الْوَحْیِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، کے باب میں اپنے اساتذہ کرام سے پڑھا ہوگا، (میں اس بات کو مدنظر رکھ کر چل رہا ہوں کہ درس بخاری بھی ہو، اوراس میں عوامی سطح کی بھی کچھ باتیں آجائیں) بہرحال اسلام کا تمام تر دارومدار سینہ سے سینہ میں منتقل ہونے میں ہے اگر اللہ تعالی چاہتے تو حضور ﷺ کو کوئی نصاب دیدیتے آپ ﷺ وہ نصاب کسی استاذ کے پاس بیٹھ کر پڑھتے ، یا کسی کتاب میں پڑھ کر اس کو حاصل کرتے ، اور وہ زمانہ فن بلاغت تھا، فن ادب اپنے بام عروج پر اور عوج ثریا پر پہنچا ہوا تھا۔ اور حضور ﷺ کی زبان مبارکہ میں بلاغت وفصاحت اتنی تھی کہ آپ ﷺ نے خود اپنے بارے میں فرمایا کہ، اَنَا اَفْصَحُ العَرَبِ بَیْدَ اَنِی مِن قُرَیْش۔

میں عرب ک فصیح و بلیغ ہوں، آپ کی زبان بگڑنے نہ پائے اس لئے منجملہ دیگر حکمتوں کے دکتور مصطفیٰ السِّباعی نے ایک حکمت یہ بھی لکھی ہے اور ان سے پہلے ابن ہشام نے بھی یہ بات لکھی ہے کہ آپ ﷺ کی زبان بگڑنے نہ پائے اس لئے اماجان حضرت آمنہ نے (اللہ تعالی ان کے ساتھ بہتر سے بہتر معاملہ فرمائے آمین) آپ ﷺ کو حضرت حلیمہ سعدیہ کے حوالہ فرمایا تھا، اگر اللہ تعالی چاہتے تو کوئی ٹی چینل دے کر، یا کوئی اسکرین دے کر، یا کوئی ویب سائٹ دے کر، کوئی لٹریچر دیکر حضور ﷺ کی ہدایت کا ذریعہ بنادیتے لیکن ایسا نہیں کیا گیا، قلب اطہر کو پہلے مانجھا گیا، آپ ﷺ کے قلب مبارک کو پہلے صاف کیا گیا، اس کو بشریت کی صفات سے خالی کیا گیا، اور اس میں عروج کی صفت پیدا کرنے کے لئے زمزم کے پانی سے آپ ﷺ کے قلب اطہر کو دھو کر پھر آپ ﷺ میں وہ کیفیات پیدا کی گئیں، ہم علماء دیوبند نبی کی شان اقدس میں بیجا الفاظ کا

استعمال نہیں کرتے ہیں اسی لئے میں نے ایسا نہیں کہا کہ آپ ﷺ کے قلب سے آلودگیوں کو نکالا گیا نہیں، ہم ایسا نہیں کہیں گے، ہمارے علماء نے ہمیں باادب بنایا ہے۔

علم دیا جاتا ہے حاصل نہیں کیا جاتا

میں حاضرین جلسہ سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہدایت کو اپنے قلب میں اتارنے کے لئے اپنے قلب کو صیقل کرنے کی ضرورت ہوگی، علوم باطنیہ کے لئے قلب کو صاف کرنا ہوگا، علوم باطنیہ لٹریچر سے نہیں آتے ہیں، یہ علوم علماء کے سینوں سے سینہ ملا کر آئیں گے قرآن کریم نے صاف طور پر کہا ہے، بَلْ هُوَ اٰیَاتٌ بَیِّنٰتٌ فِی صُدُورِ الَّذِینَ اُوتُوا الْعِلْمَ ،، اور آپ حضرات کی برکت سے ایک بات مجھے یاد آرہی ہے کہ علم کے باب میں قرآن مجید نے ہمیشہ فعل مجہول کا استعمال کیا ہے، مثلا،، یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِینَ اٰمَنُو مِنْکُمْ وَالَّذِینَ اُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَات ،، قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِی وَمَا اُوتِیتُم مِنَ الْعِلْمِ اِلاَ قَلِیلا ،اور ایک آیت پاک میں نے ابھی پڑھی،، بَلْ هُوَ اٰیَاتٌ بَینٰتٌ فِی صُدُورِ الَذِینَ اُوتُوا الْعِلْمَ۔

ان سب آیتوں میں علم کے دینے کے لئے مجہول کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ تمہیں علم دیا گیا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علم کے دینے کے لئے مجہول کا صیغہ کیوں استعمال کیا گیا تو جواب کا خلاصہ یہی ہے کہ اس سے اشارہ کیا کہ علم وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالی کی طرف سے دیا جاتا ہے، ان آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ علم وہبی ہے، کسبی نہیں ہے، درایت کسبی ہے، دِرایت کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کو جاننا،، اور جاننا کسبی ہے لیکن علم وہبی ہوتا ہے، امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی پتہ کی بات لکھی ہے کہ قرآن کریم میں جو

تکوینیاتِ خمسہ کو اور علوم غیبیہ خمسہ کو ذکر فرمایا ہے کہ،، وَمَا تَدرِی نَفس مَّا ذَا تَکسِبُ غَـدًا وَمَـا تَدرِی نَفس بِاَیِّ اَرضٍ تَمُوتُ ،، قرآن اس طرف اشارہ کرنا چاہتا ہے کہ وہی تو دور کی چیز ہے کوئی اسباب ووسائل کے ذریعہ بھی اگر معلوم کرنا چاہے ان پانچ چیزوں کو جن کے بارے میں ہم چلینج کررہے ہیں جس کا تعلق درایت سے ہے اس کو بھی کوئی نہیں جانتا اور وہ درایات جس کا علم کسی کو نہیں ہے یہ ہیں کہ قیامت کا علم صرف اللہ ہی کو ہے، اور بارش کا علم بھی وہی جانتا ہے، اور ماں کے پیٹ میں کیا ہے، اس کو بھی اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا، کہاں مرے گا، تو اگر کوئی اسباب اور وسائل سے معلوم کرنا چاہے تو اس کا بھی پتہ نہیں چلتا ہے: بہر حال علم اور درایت میں فرق ہے، علم علماء کرام کی صحبت سے ملتا ہے اور درایت صرف جان لینے کا نام ہے احادیث طیبہ کا علم پڑھنے پڑھانے والوں کی صحبت سے ملتا ہے۔

علم کے لئے نورِ علم ضروری ہے

اگر کوئی ڈاکٹر علم دے سکتا ہے تو پھر علماء کرام کی دنیا میں کیا ضرورت ہے؟ اگر کوئی ٹائی شرٹ پہننے والا جس کا اپنا عمل سنت کے مطابق نہ ہو، وہ اگر سنت سمجھانے بیٹھے تو اسے سب سے پہلے اپنی زندگی میں سنت لاگو کرنی پڑے گی، اگر اس کی زندگی میں علوم نبویہ نہیں ہیں تو وہ حدیث کیسے سمجھا سکتا ہے، وہ قرآن کیسے سمجھا سکتا ہے؟ اقوالِ رسول وافعالِ رسول سمجھانے کے لئے صحبت نبوی کی ضرورت ہے، اور صحبت نبوت کی ضرورت ہے، ہمارے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نوراللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ علم نبوت الگ ہے اور نور نبوت الگ ہے، نور کا ہونا ضروری ہے، اور نور کے آنے کے بعد

ظلمت نہیں رہ سکتی، اگر نور کے بعد ظلمت رہے تو اس نور کی ضیاء پاشیوں میں ہزار مرتبہ شک کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے میں آپ کو یہ بات بتلاتا ہوں کہ ہم سب سے پہلے اپنے آپ کو اس قسم کی مجلسوں سے آشنا کریں، اور اس زمانہ میں چلنے والے فتنوں سے اپنے آپ کو ہزار مرتبہ محتاط اور کوسوں دور رکھیں، اور اس بات کا یقین اپنے قلب وجگر اور اپنے ذہن ودماغ میں بٹھائیں کہ علوم نبویہ وارثینِ علوم نبوت سے ہی آسکتے ہیں۔

صحبت جبرئیل کی برکت

اور اس کی دلیل میں نے آپ کو دیدی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کے سینہ کو اپنے سینہ سے ملا کر ان علوم کا انتقال فرمایا تھا، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی مدرسہ میں نہ پڑھا ہوا ایک اُمی شخص اپنی زبان پر فر فر پڑھنا شروع کر دیتا ہے، ابن حجر نے لکھا ہے کہ یہ وہی نبی تھے جو شروع میں کہہ رہے تھے کہ،، **مَاا َنَا بِقَارِئٍ** ،، میں نہیں پڑھ سکتا ہوں مجھے پڑھنا نہیں آتا لیکن جہاں جبرئیل امین نے اپنے سینہ سے سینہ ملایا، تو آپ ﷺ اتنا جلدی پڑھنے لگے کہ اسی جبرئیل امین کو یہ پیغام لے کر آنا پڑا، کہ **لَاتُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ** ،، کہ آپ اے نبی ﷺ پڑھنے میں اور وحی کے لینے میں جلدی نہ کیا کیجئے۔ جب جبرئیل کی صحبت کی برکت سے علوم اتنے جلدی آجاتے ہیں تو پھر انسان کی صحبت میں تو خدا تعالی نے وہ کمالات رکھے ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا، انسان میں اِدراکات، احساسات، جذبات، مشاعر، اللہ رب العزت نے پیدا فرمائے ہیں، اس زمانہ میں اہلِ علم کی صحبت اختیار کرنیکی سب سے بڑی ضرورت ہے، علماء کرام سے اور اہل دین سے اپنے آپ کو جوڑنے کی ضرورت ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کی دعا میں جامع نکتہ

اور ایک بزرگ نے بہت قیمتی بات لکھی ہے، میں اس کی طرف بھی نشاندہی کردوں، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب دعا مانگ رہے تھے تو کیا الفاظ استعمال فرمائے، رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ ،اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ،اے میرے رب ایک رسول ایسا مبعوث فرما جو عرب میں سے ہو، وہ رسول ان کو تیری آیات پڑھ کر سنائے ،اور ان کو کتاب وحکمت کی باتیں سکھائے، اور ان کا تزکیہ نفس کرے، جب اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی تو دعا کی قبولیت کے اعلان کے وقت کلمات کی ترتیب کو بدل دیا، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا میں تزکیہ کا لفظ اخیر میں تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ پارہ نمبر دو کے دوسرے رکوع میں، كَمَا اَرۡسَلۡنَا فِيۡكُمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡکُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيۡكُمۡ وَيُعَلِّمُكُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُعَلِّمُکُمۡ مَّا لَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡلَمُوۡنَ، تعلیم کے مراتب اور مدارج قرآن پاک نے اس آیت میں بیان کر دیئے علماء کرام کے بھی کام کی بات ہے اور حاضرین کے لئے بھی فائدہ مند بات ہے، کہ ہم اپنی اولاد کو وراثت نبویہ سے متصف کرنے میں علم دینے میں کیا ترتیب بنائیں؟۔ چنانچہ اس آیت پاک کے خلاصہ میں فرمایا کہ سب سے پہلے کتاب اللہ ،یعنی قرآن پاک کی تلاوت کرو، اس کے بعد تزکیہ کا ذکر ہے، اور اس کے بعد تعلیم کتاب وحکمت کا بیان ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی کتاب مقدس قرآن کریم کی تلاوت کرنا سب سے اول ہے، اس بات کو واضح کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کے اعلان میں سب سے پہلے تلاوت کتاب

وحکمت کو ذکر کیا اللہ تعالی مزار قاسمی پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے کہ وہاں کے مدفونین نے اس ترتیب کا مکمل خیال فرمایا، اور وہ یہ کہ سب سے پہلے امت کے نونہالوں کو مکتب کی تعلیم دی جائے، یہ بات، یَتۡلُوۡ عَلَیۡکُمۡ اٰیَاتِنَا، سے ثابت ہورہی ہے یہاں سے اس فرقہ ضالہ مُضِلہ، فرقہ باطلہ مُبطِلہ کی بھی تردید ہوجاتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ الفاظ قرآنیہ کی محض تلاوت بے فائدہ اور بے سود ہے، اللہ تعالی ان کا شکار ہونے سے ہم سب کی حفاظت فرمائے، اگر قرآن پاک کے الفاظ کی تلاوت بے فائدہ ہوتی تو حضور ﷺ کے مستقل فرائض میں سے تلاوت کو ذکر نہ کیا جاتا۔

تلاوت قرآن پر دلائل

اور تلاوتِ قرآن پر کئی ایک دلائل ہیں قرآن پاک کی تلاوت کرو۔ قرآن کو سمجھے بغیر پڑھنا کوئی مطلب نہیں، یہ نعرہ غلط ہے یہ خود قرآن کریم کی تعلیمات کے خلاف ہے، قرآن پاک نے باقاعدہ تلاوت کا حکم دیا ہے، ارشاد ہے،، اُتۡلُ مَآ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ،، اور فرمایا،، اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰھُمُ الۡکِتَابَ یَتۡلُوۡنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ، اِنَّ الَّذِیۡنَ یَتۡلُوۡنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰھُمۡ الخ اور ایک زبردست دلیل ہے کہ،، یَا اَیُّھَا الۡمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا الی قولہ تعالی وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا ،، پتہ چلا کہ قرآن پاک کی تلاوت ایک مستقل عبادت ہے قرآن کا سمجھنا وہ ایک مستقل عبادت ہے اور اس کے الفاظ کا پڑھنا یہ ایک مستقل عبادت ہے۔

تلاوت کا بھی وزن ہوگا

اور ابھی حدیث پاک کے ذیل میں آرہا ہے کہ بنی آدم کے اقوال اور افعال دونوں تولے جائیں گےاور تلاوت انسان کا قول ہوتا ہےاس کی زبان کا بول ہوتا ہےاس کا ایک عمل بھی ہوتا ہےتو یہ قول بھی ہوا، اور عمل بھی ہوا، اور دونوں کو تولا جائے گا تلاوت کا ایک معمول بنانا چاہئیے اپنے آپ کوقرآن کریم سے جوڑنا چاہئیے ۔

گھروں سے جنات بھگایئے

عوام اور خواص سب کو چاہئیے کہ وہ قرآن پاک کی تلاوت کی عادت ڈالیں اپنے گھروں سے جنات، شیاطین، آفتیں، بلائیں قرآن پاک کی تلاوت سے خود بخود دور ہونگی ،تعویذ گنڈوں سے گھروں میں سے جنات نکلتے نہیں، بلکہ اور آتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ یہ تو اپنی پارٹی کا آدمی ہے، اس لئے کہ یہ رحمٰن کو بھلا کر شیطان کی صحبت میں جارہا ہے، اس نے اپنے نبی کے ارشاد پر تو عمل نہیں کیا اس لئے کہ ہمارے نبی نے فرمایا کہ،، اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَفِرُّ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِى تُقْرَاُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ ،،شیطان ایسے گھر سے دور بھاگتا ہے جس میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہو ہم میں سے شاید ایسے پچیس لوگ بھی نہیں ہونگے جو اپنے گھروں میں باآواز بلند سورہ بقرہ کی تلاوت کرتے ہوں ،اور کیسٹ والوں نے تو ہمیں اور سست بنادیا کہ کیسٹ سن لیا بس ہوگئی تلاوت، یاد رکھئے کیسٹ کے سننے سے تلاوت کا حق ادا نہیں ہوگا ،(میں یہ بھی نہیں بھول رہا ہوں کہ میں مسندِ درس پر بیٹھا ہوں آپ کے کام کی بات تھی اس لئے میں نے اس کو ذکر کردیا)

بہر حال ۔میرے بھائیو۔ ہم جس کتاب کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں یہ کتاب اپنی عظمتِ شان اور اپنی رفعتِ شان اور علوِ مرتبت کے اعتبار سے تمام کے نزدیک مسلم ہے اس کی وجہ امام بخاری کا اپنا اخلاص ہے مومن کسی بھی کام کو کیفیت بنا کر کرے، اخلاص سے وہ عمل کرے تو اللہ تعالی اس میں برکت اور نورانیت پیدا فرماتے ہیں، یہی تو اللہ تعالی نے سکھایا ہے اس آیت پاک میں جس میں اللہ تعالی نے تلاوت کے بعد تزکیہ کرنے کے لئے فرمایا ہے اور اس کا مقصد یہی ہے کہ اپنے آپ کو پہلے مانجھا جائے اپنے دل کو پہلے بنایا جائے پہلے نفس کو مارا جائے۔

واقعہ

مجھے ایک واقعہ یاد آرہا ہے، میں علماء کرام کے کام کی بھی بات کرتا چلوں ابھی گزشتہ ہفتہ میں میرے ایک استاذ ترکیسر سے جامعہ اکل کوا تشریف لائے تھے وہ اس وقت کینڈا میں مقیم ہیں جن سے میں نے کئی کتابیں پڑھی، ان کے اور میرے ہم دونوں کے استاذ حضرت مولانا سید ذوالفقار صاحب نور اللہ مرقدہ کا انہوں نے عجیب وغریب واقعہ سنایا کہ حضرت مولانا سید ذوالفقار صاحبؒ دو چار سال پہلے کسی مسجد کے افتتاح کے لئے کینڈا تشریف لائے تھے، تو انہوں نے کہا کہ حضرت نے میرے گھر پر قیام فرمایا میں نے ایک دن بستر برابر تیار کر دیا صبح میں اٹھ کر دیکھتا ہوں کہ بستر کی چادر ذرا بھی اِدھر سے اُدھر نہیں ہوئی تو میں نے سوچا کہ شاید حضرت الاستاذ کو باہر (کینڈا) کے گدوں پر سکون نہیں ہوا ہوگا وہاں اسپنج کے گدے ہوتے ہیں، ممکن ہے حضرت کو اس پر نیند نہ آئی ہو۔

دوسرے دن میں نے ذرا کڑک گداز مین پر بچھا دیا اور حضرت سے میں نے یہ درخواست کی کہ آپ یہیں آرام فرمائیے۔ دوسرے دن بھی میں نے دیکھا تو وہی حال تھا چادر ذرا بھی اِدھر سے اُدھر نہیں ہوئی، میں نے سوچا کہ ماجرا کیا ہے؟ تیسرے دن میں نے رات میں ڈھائی بجے اٹھ کر کمرے میں دروازے سے جھانک کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت اللہ تعالی کے سامنے گدے پر بیٹھ کر رو رہے ہیں۔

میں دیکھ کر حیران رہ گیا حضرت کی دعا ختم ہوئی تو میں نے حضرت سے جا کر کہا کہ حضرت تھوڑی دیر تو آرام فرمالیں، حضرت نے فرمایا کہ بیٹے قاسم تو نے مجھے مسجد کی سنگ بنیاد کے لئے بلایا ہے میں کم از کم اپنے ہاتھوں کو اس قابل تو بنالوں کہ اس کے ذریعہ اللہ کے گھر کی سنگ بنیاد رکھ سکوں تو نے مجھے ہزاروں کلومیٹر دور سے بلایا ہے میں اپنے آپ کو کم از کم اس قابل تو بنالوں کہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھ سکوں اس کو کہتے ہیں کیفیت، اور یہ مطلب ہے،، وَیُزَکِّیْکُم،، کا جس کی ہم لوگوں میں کمی ہے اس لئے ہماری بنیادوں میں بھی کمزوری نظر آرہی ہے۔ ہماری اپنی گھر کی بنیادوں میں، ہماری اپنی اولاد کی بنیادوں میں، ہماری اولادوں کے پیچھے شیطان محنت کر رہا ہے اس پر کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیئے ترمذی شریف کی روایت ہے کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی سے ہمبستری کرتے وقت دعا نہیں پڑھتا ہے تو شیطان اس میں پاٹنر بن جاتا ہے شیطان اس میں شرکت کر لیتا ہے اور جب شیطان شرکت کرے گا تو بچہ میں تو پچاس فیصد شیطانی آئیگی ہی، اور اگر پچاس فیصد سے زیادہ شیطانیت آگئی تو اللہ ہی محافظ، اس لئے ہم ان سلامی تعلیمات کی طرف غور کریں اور عمل کریں۔

تزکیہ ارباب تزکیہ سے ہوتا ہے

اپنے قلب پر توجہ دے کر اپنا تزکیہ کریں اور یہ تزکیہ کسی ٹیلی ویژن کی چینل سے نہیں ہوتا تزکیہ ارباب تزکیہ سے ہوتا ہے حضرت حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ کتاب علم تو سکھا دیتی ہے لیکن آدمی کو آدمی ہی بنا سکتا ہے، اور حضرت بڑی عمدہ مثال دیتے ہیں کہ اگر گدھا بھی نمک کی کان میں گر جائے تو وہ بھی نمک بن جاتا ہے، چہ جائیکہ انسان نبوت کے معدن میں گر جائے علم کے خزانہ میں گر جائے اگر انسان اپنے آپ کو نبوت کی معدن میں ڈالتا ہے تو وہ بھی بنے گا (میں نبوت کی کان نہیں بولوں گا اس لئے کہ ہم تو دنیا والوں کو ادب سکھاتے ہیں)

اِبتداء اور اِنتہاء میں مناسبت

بہر حال امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کا آغاز فرمایا تھا،، اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ،، سے اور اب اپنی کتاب کو ختم فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالی کے نزدیک دو کلمات ایسے ہیں کہ جو زبان پر ہلکے پھلکے بولنے میں آسان ہیں لیکن قیامت کے دن ترازو میں بہت زیادہ وزنی ہونگے اور اللہ تعالی کو بہت زیادہ پسند ہیں وہ دو کلمات یہ ہیں،، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیم ،، شراح نے لکھا ہے کہ کتاب کی ابتداء اور نتہاء میں متن کے اعتبار سے زبردست مناسبت ہے، کہ ابتدا اس طور پر فرمائی تھی کہ عمل میں نیت اور اخلاص سے وزن پیدا ہوتا ہے، اور اخلاص کی بنیاد توحید الٰہیہ ہے اور توحید **سبحان اللہ وبحمدہ** اور **سبحان اللہ العظیم** سے مترشح اور نمایاں ہے، اس لئے

کہ سبحان اللہ کا معنی ہوتا ہے پاک ذات اور سبحان اللہ میں اللہ تعالی کو تمام عیوب اور نقائص سے پاک بتلایا گیا، اور، وَبِحَمْدِہٖ، میں اللہ تعالی کے لئے جملہ صفات کمال کو ثابت کر دیا گیا اس لئے کہ حمد کا معنی ہوتا ہے تعریف کرنا تو اخلاص توحید کا خلاصہ ہے اخلاص کے بل بوتے پر عمل میں ثقل پیدا ہوتا ہے۔

اعمال میں جان اخلاص سے آتی ہے

اور ثَقِیلَتَانِ فِی الْمِیزَانِ کے تحت پورے مجمع سے کہہ رہا ہوں کہ عمل میں جان اخلاص سے آتی ہے اللہ تعالی یہ نہیں دیکھتے ہیں کہ کس نے کتنا بڑا عمل کیا اللہ تعالی تو دیکھتا ہے کہ کس نے کتنا میری ذات کی خاطر عمل کیا، یہ جو بات ذکر کی جارہی ہے کہ ترازو میں دونوں کلموں کا وزن بھاری ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اخلاص زیادہ پایا جاتا ہے اسی لئے حدیثوں میں کہیں آیا کہ باجماعت نماز کا ثواب پچیس گنا زیادہ ہے کہیں آیا ستائیس گنا زیادہ ہے بظاہر تو یہ دو الگ الگ باتیں معلوم ہورہی ہیں۔ بعض لوگوں نے اس میں تطبیق یہ دی ہے کہ کلام نبوت میں عدد برائے تحدید نہیں ہوتا برائے تکثیر ہوتا ہے لیکن امام نوویؒ نے قاضی عیاض کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اصل میں اخلاص کے اعتبار سے فرق پڑتا ہے کسی میں اخلاص کم ہو تو اس کو پچیس گنا ثواب ملتا ہے کسی میں اخلاص زیادہ ہو تو اس کو ستائیس گنا ثواب زیادہ ملتا ہے، اور کسی میں اخلاص اور زیادہ ہو تو اللہ تعالی اسے جتنا چاہے ثواب دیدیتے ہیں، وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَن یَّشَآءُ ،، تو ابتداء و انتہاء میں یہ بھی مناسبت ہوئی۔

دوسری مناسبت

اور ایک بڑا اچھا لطیفہ شراح نے بیان فرمایا ہے کہ سند کے اعتبار سے بھی کتاب کی ابتداء اور انتہاء میں مناسبت ہے، پہلی حدیث کے سند میں جو امام بخاریؒ کے راوی تھے وہ حمیدی تھے، اور آخری حدیث کے جو راوی ہے وہ احمد ہے، دونوں میں حمد حمد ہے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مومن کی ابتدائی زندگی بھی حمدِ الٰہی پر ہو۔ جب مومن کی ابتدائی زندگی حمد الٰہی پر ہوگی تو اس کی منزل بھی حمد الٰہی پر ہوگی جس میں یہ کہا جائیگا، **وَاٰخِرُ دَعوَاھُم اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِین** قرآن پاک کی آیت ہے کہ جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو **سبحانک اللھم** کہیں گے اور **الحمد لله** پڑھیں گے۔

تیسری مناسبت

اور مجھے ایک اور مناسبت اللہ تعالی کے فضل وکرم سے یاد آئی کہ امام بخاریؒ نے آخری حدیث وہ ذکر کی جو مومن کا جنت کی مجلسوں میں آخری ورد ہوگا اس لئے کہ مومن وہاں بھی ملاقات کرے گا اور السلام علیکم کہے گا اور جب مجلس برخواست ہو گی تو کہے گا الحمدللہ، نیک فالی لیتے ہوئے میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ جس نے ختم بخاری کے موقعہ پر ان دو کلموں کو گنگنا لیا انشاء اللہ اس کی زندگی کا خاتمہ اور اس کے عالم آخرت کا خاتمہ بھی ان دو کلموں پر ہوگا۔

چوتھی مناسبت

اور رجالِ سند کے اعتبار سے بھی ایک مناسبت ہے اور وہ یہ ہے کہ حمیدی مکی راوی ہے اور احمد ابن اَشکاب جن کو احمد ابن اِشکاب بھی کہا جاتا ہے یہ حضرموت کے رہنے والے ہیں اور حضرموت یمن کے ایک شہر کا نام ہے اور انصارِ مدینہ بھی اصل میں یمن کے رہنے والے ہیں اسی لئے حضور ﷺ نے بڑی اچھی حکمت اختیار کر کے انصار کی تعریف انصار کے نام سے نہیں کی کہ کہیں تعصب کی بو نہ آجائے، اور مہاجرین کے دل کو دھچکا نہ لگے اس لئے فرمایا کہ،، اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ وَالْحِکْمَۃُ یَمَانِیَّۃٌ اَھلُ الیَمَنِ اَرَقُّ النَّاسِ اَفئِدَۃً وَاَلیَنُھُم عَرِیکَۃً ،اس حدیث پاک میں انصار کو لفظ یمانی سے یاد کیا گیا بہرحال اس کتاب کے پہلے راوی مکہ کے اور آخری حدیث کے راوی مدینہ کے ہیں اشارہ فرمادیا کہ جو اپنے آپ کو مکہ اور مدینہ دونوں سے جوڑے رکھے گا وہی راہ اعتدال پر رہے گا، جو اپنے آپ کو صرف مکہ سے جوڑے گا مدینہ سے کٹے گا یا جو اپنے آپ کو صرف مدینہ منورہ سے جوڑے گا اور مکہ سے کٹے گا وہ راہ انحراف پر چلا جائیگا۔

اسلام نے تعصب کو ختم کر دیا

حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ،، اَلْاِیْمَانُ اَنْصَارِیٌّ وَالْحِکْمَۃُ اَنْصَارِیَّۃٌ اس طرح نہیں فرمایا، بلکہ انصار کے اصل وطن یمن کی طرف اشارہ کیا، تا کہ تعصب کی بو نہ آئے اور مہاجرین کو برا نہ لگے اس لئے ان کے وطن کی طرف اشارہ فرمایا، اسلام نے تعصب کی جڑ کو پہلے سے کاٹا اس وقت ملت اسلامیہ ان سب باتوں میں ہی پڑی ہوئی

ہے، سید، مرزا، دیش مکھ، خان، پٹھان، شیخ، وغیرہ وغیرہ۔میرے بھائیو!! امت کو اسی تشدد نے ختم کردیا پہلے ہی پارے کی ابتدائی آیات میں تعصب کی جڑ کو کاٹ دیا، اَلَّذِینَ یُؤ مِنُونَ بِمَا اُنزِلَ اِلَیکَ وَمَا اُنزِلَ مِن قَبلِکَ ، کہ وہ آپ کی نبوت پر اور آپ کی کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں ،اور کتب سابقہ پر بھی ایمان رکھتے ہیں ایسا نہیں کہ ہمارے نبی پر ایمان رکھتے ہیں اور پہلے نبی پر ایمان نہیں رکھتے ہیں، حضرت اقدس مرشد عالم حضرت تھانویؒ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ نے تعصب کی رگ کو کاٹ دیا ہے۔

تعصب انسان کو کفر تک لے جاتا ہے امت کا بٹوارہ امت کو کفر تک لے جائے گا اس کی دلیل چاہیئے تو قرآن کریم کے چوتھے پارے کے پہلے رکوع کو پڑھیئے اس کے اندر آپ کو یہی تفسیر ملے گی کہ اوس اور خزرج کا آپسی اتحاد کافروں کے دو فرقے بنو قریظہ اور بنو نضیر کے دل میں کھٹک رہا تھا چنانچہ بنو قریظہ اور بنو نضیر نے اوس اور خزرج کو پرانی لڑائیاں یاد دلا کر ان میں تشدد پیدا کرنا چاہا تھا اور قریب تھا کہ اوس اور خزرج آپس میں لڑ بیٹھیں قرآن کریم نے فوراً آیت کریمہ نازفرمائی کہ، یَاایُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اِن تُطِیعُوا فَرِیقًا مِّنَ الَّذِینَ اُوتُوالْکِتَابَ یَرُدُّوکُم بَعدَ اِیمَانِکُم کَافِرِینَ، کہ اے ایمان والو اگر تم اس قسم کی سازشوں کو کامیاب کرتے ہو، برادریوں میں بٹ جاتے ہو، علاقائیت میں بٹ جاتے ہو، اور اونچ نیچ کے فرق میں بٹ جاتے ہو، یادرکھنا، ایمان نے تم کو جمع کردیا ہے اگر تم تشدد میں پڑ جاؤ گے، اور اہل کتاب کی باتوں میں آجاؤ گے تو وہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد کفر میں لوٹا دیں گے، اس آیت پاک سے پتہ چلا کہ تعصب انسانیت کو کفر تک لے

جا تا ہے۔ میرے بھائیو۔ ایمان میں الف ہے، اسلام میں الف ہے، اور الفت میں بھی الف ہے ہمارے نبی نے ہم کو الفت میں جوڑا ہے ہم تشدد کا شکار نہیں ہونگے۔

غرباء کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے

اور سند کے اعتبار سے علماء کرام کے لئے خاص ایک قیمتی تحفہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں غربت کا حکم لگایا گیا ہے، میں اس وقت اپنی طالبات کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا کہ اس کتاب کی سند میں تَغَرُّب ہے اس میں اکثر رواۃ وہ ہیں جنہوں نے اپنے مروی عنہ سے اکیلے روایت کیا اور ان کے مروی عنہ نے اپنے مروی عنہ سے اکیلے روایت کیا بالخصوص اس کتاب کی پہلی اور آخری سند میں تغرب ہے امام بخاریؒ اس بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ ،بَدَاَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا فَطُوبٰی لِلْغُرَبَاءِ ،، کہ اسلام کی ابتدا بھی غربت سے ہوئی اور اس کی انتہاء بھی غربت سے ہوگی اس لئے ایسے غربت میں رہنے الوں کو، اور اجنبی پن میں رہنے والوں کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ لہذا میں اپنی طالبات سے کہوں گا کہ اگر آپ کا سسرال غریب ہے تو اس میں پریشان ہونے کی بات نہیں ہے، بلکہ آپ کی خوش نصیبی ہے، اس لئے کہ غریبوں کے لئے تو خوش خبری ہے۔

ایک لطیف اشارہ

اب میں آپ کو ایک زبردست پیشین گوئی کی طرف اشارہ کر دیتا ہوں، جس کی طرف بہت کم لوگوں کی توجہ جاتی ہے، حضور ﷺ کے فرمان ،، بَـــــدَاَ الْاِسْلَامُ

غَرِیْبًا وَسَیَعُودُ غَرِیْبًا ،، کا مطلب یہ ہے کہ اسلام ایسے دور میں آیا تھا جب اس کو لوگ نہیں جانتے تھے اور ایک دور ایسا آئے گا (اور میں کہہ رہا ہوں کہ وہ دور آچکا ہے) کہ اسلامی طرز ،اسلامی بود و باش، اسلامی معیشت ،اسلامی تجارت، اسلامی طریقہ زندگی اپنانے والوں کو اجنبی نظر سے دیکھا جائے گا کہ او ہو یہ ڈاڑھی ٹوپی والا محفل میں کیسے آگیا یہ کرتا پاجامہ والا کیسے آگیا؟ ٹرین کے ڈبہ میں کیسے آیا، وغیرہ وغیرہ، اور کہتے بھی ہیں کہ تم نے یہ کیا شکل اختیار کر لی؟ یہ بات تو حضور ﷺ نے بہت پہلے فرما دی تھی کہ ایسا دور آئے گا جس میں ایمان والوں کو اور صحیح العقیدہ مسلک والوں کو اجنبی نظر سے دیکھا جائے گا، بہر حال جس پر الزام لگایا جا رہا ہے وہ ان الزامات سے مرعوب نہ ہو جائے اس لئے میرے نبی نے فرمایا کہ ،فَطُوبٰی لِلْغُرَبَاءِ ، کہ ایسے اجنبی لوگوں کے لئے مبارک ہو، اسلامی طرزِ زندگی کو اپنا کر اگر تمہارے بارے میں اس قسم کی باتیں کی جا رہی ہو تو تم فکر مت کرنا تمہارے لئے تو خوشنودی ہے، میں تم کو مبارک باد اور برکت کی دعا دے رہا ہوں۔

غربت کا معنی

بہر حال اردو میں غربت کا معنی اور ہوتا ہے اور عربی میں اور ہے اردو میں غربت کا مطلب غریبی ہوتا ہے اور عربی میں غربت کا مطلب اجنبی پن ہوتا ہے، اگر عربی میں یہ کہا جائے کہ رَجُلٌ غَرِیْبٌ تو اس کا مطلب ہوگا اجنبی آدمی جس کو قصص النبیین میں اس طرح کہا گیا کہ ،رَجُلٌ غَرِیْبٌ لَیْسَ لَهُ مَا وًی فِی الْبَلَدِ ،لَایَعرِفُ اَحَدًا وَلَا یَعرِفُهُ اَحَدٌ،

ایک ضروری ہدایت

یہ باتیں علماء کے کام کی تھیں اور علم میں برکت یہ ہے کہ جو باتیں علماء کے کام کی ہو وہ ان کی طرف منسوب کر دینی چاہئیے ، اب میں اس پر حاشیہ بڑھا کے کہتا ہوں ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ آج کل لوگ دوسری کتابوں سے باتیں چراتے ہیں اور نسبت اپنی طرف کر کے کہتے ہیں کہ بندے کی یہ تحقیق ہے، ایک طرف اپنے آپ کو بندہ بھی بولتے ہیں جس سے تواضع ٹپکتی ہے اور دوسری طرف اس میں سے کبر بھی ٹپکتا ہے مصیبت کی بات یہ ہے کہ اہل علم کی باتوں کو اہل علم کی طرف منسوب بھی نہیں کیا جاتا امام اصمعیؒ نے لکھا ہے کہ اِنَّ مِن بَرَکَۃِ الْعِلْمِ اَن یُّنسَبَ الْقَوْلُ اِلٰی قَائِلِہٖ ،علم کی برکت یہ ہے کہ قول کی نسبت اس کے قائل کی طرف کر دی جائے آج یہ برکت ہمیں ختم ہوتی نظر آرہی ہے کثرت تو نظر آرہی ہے لیکن برکت نظر نہیں آرہی ہے اس لئے کہ ہم نے حوالے دینا بند کر دیئے کم از کم ہم اتنا بھی نہیں کہتے ہیں کہ ہمارے علماء نے لکھا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر آدمی کو اپنے آپ کو ثابت کر کے بتانا ہے۔

اللہ سے وہ ڈرتا ہے جو مخلوق ہوتا ہے

اللہ تعالی نے رات میں ہمارے ساتھوں کے سامنے مجھ سے ایک عجیب بات کہلوائی راستہ میں ہمارے ایک ساتھی نے کہا کہ مولانا آج کل لوگوں میں خوف خدا نہیں ہے میرے ذہن میں بات آئی میں نے کہا کہ خوف خدا اس کو ہو جو مخلوق ہو، آج کل ہر انسان نے اپنے آپ کو خالق سمجھ رکھا ہے پھر وہ اللہ تعالی سے کیوں ڈرے گا؟ اس لئے کہ

وہ خود خدا بن گیا ہے اور میں اپنی اس بات کی تائید میں مدد لے لوں مرشدنا حضرت تھانویؒ سے، حضرت کے ملفوظات میں ملتا ہے کہ اس وقت دنیا میں ہر آدمی اللہ اور رسول ہونے کا دعوی کر رہا ہے کسی نے کہا کیسے؟ فرمایا کہ ہر آدمی کہہ رہا ہے کہ میری ہی چلے گی کسی اور کی نہ چلے، یہ خدائیت کا دعوی ہے۔ رزق کی تنگی اور فراوانی کے بارے میں فکر مند تو وہ ہو جو اپنے آپ کو مرزوق سمجھتا ہو جس نے اپنے آپ کو ہی رازق سمجھ لیا ہو وہ رزق اور تنگی کی فکر ہی کیوں کرے گا؟ اس لئے اپنے اندر تواضع پیدا کرو۔

دعوت و تبلیغ میں کسرِ نفسی ہے

اللہ تعالی بہت بہت جزائے خیر دے دعوت و تبلیغ کے ان احباب کو، اور کروڑوں رحمتیں نازل ہو حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی قبر پر، کہ حضرت نے امیر کو بھی اس حکم کا پابند بنایا ہے کہ تو کسی بھی فیصلے کے کرنے میں مشورہ کا محتاج رہے گا کھانا کون بنائے گا اس میں بھی تیری نہیں چلے گی، چنانچہ آپ دیکھتے ہونگے کہ ساتھیوں کو بٹھا کر مشورہ کیا جاتا ہے کہ خدمت طعام فلاں کے ذمہ، اعلان فلاں کے ذمہ، دعوت و تبلیغ کے ایک ایک کام پر آپ غور کرو اس میں آپ کو حکمتوں کے دریا نظر آئیں گے۔ اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ پر اللہ تعالی نے کام کو کھولا تھا تو کیا کھولا تھا اس کو بھی ہمیں سمجھنا چاہئیے، کام کھولا تھا نام نہیں کھولا تھا، امیر اپنی نہیں چلا جائے گا وہاں سر تو لے جائیں گے سر گنے نہیں جائیں گے، وہاں نفس کی اصلاح ہوگی بڑا بھی ہو تو اس کو وہی کھانا پڑتا ہے جو پوری جماعت کھائے الا ماشاء اللہ کسی کو پرہیز ہو تو وہ بات اور ہے۔

معتزلہ کا فتنہ

یہاں امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے، وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ کے نام سے۔اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اعمال کو تولنے کے لئے ترازو قائم کریں گے اور جس زمانہ میں یہ کتاب لکھی جا رہی تھی ،اس زمانہ میں بھی اعتزال کا فتنہ تھا۔جنہیں معتزلہ کہا جاتا ہے، معتزلہ حضرات یہ کہتے تھے کہ قیامت کے دن اعمال کے تولنے اوراس کے ترازو کئے جانے کا جو تذکرہ ہے اس سے مراد واقعۃً کوئی ترازو اور تولنا نہیں ہے بلکہ انصاف قائم کرنا ہے قرآن کریم کی آیت صاف یہ کہہ رہی ہے کہ ہم قیامت کے دن ترازو لگائیں گے ترازو قائم کریں گے اور معتزلہ اس کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ باقاعدہ ترازو نہیں لگایا جائے گا بلکہ اس سے مراد انصاف قائم کیا جائے گا وہ تاویل کرتے ہیں۔

اور ایک بات مجھے یاد آ گئی امام بخاریؒ کے زمانہ میں اعتزال کا فتنہ تھا اور اس زمانہ میں وہی فتنے اٹھ رہے ہیں صرف نام الگ ہے نام کے الگ ہونے سے حقیقت کا الگ ہونا لازم نہیں آتا اس زمانہ میں بھی جو اعتزال کا فتنہ تھا اس زمانہ میں اِباحیت پسندی کا فتنہ اس کا نام دیا جا سکتا ہے، عقل کو غلبہ دینے والا فتنہ، اور یہ فتنہ ہمارے سامنے ہے کہ نقل پر عقل کو ترجیح دی جا رہی ہے جب کہ اسلام کا پورا دارومدار نقل یعنی قرآن اور حدیث پر ہے۔

توحید کی تین قسمیں ہیں

اہل سنت والجماعت کی توحید الگ ہے اور معتزلہ کی توحید الگ ہے معتزلہ کی بھی

توحید ہے اسی لئے کسی نے ان پر کفر کا فتوی نہیں لگا یا اہل سنت والجماعت کی توحید ذات اور صفات دونوں والی ہے توحید کا ماننا ہر شخص کے لئے ضروری ہے اور توحید کی تین قسمیں ہیں، توحید الوہیت، توحید ربوبیت، توحیدا سماء والصفات، سب کے لئے یہ علم ضروری ہے، جو میں بول رہا ہوں اس لئے کہ موحِّد بننا صرف عالموں کے لئے ضروری نہیں، بلکہ سب کے لئے ضروری ہے۔

پہلی قسم

توحیدِ ربوبیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی کو خالق و مالک، دنیا کا متصرف، پیدا کرنے والا اور دنیا کا اکیلا نظام چلانے والا ایک اللہ ماننا اس کو توحید ربوبیت کہتے ہیں، اور یہ تو سبھی جانتے ہیں مکہ کے مشرکین بھی اس عقیدہ کو مانتے تھے قرآن کہتا ہے، وَلَئِن سَالتَھُم مَن خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالارضَ وَسَخَّرَ الشَّمسَ وَالقَمرَ لَیَقُولُنَّ اللّٰـهُ،، اے نبی اگر آپ مکہ کے کافروں سے پوچھے کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا؟ شمس وقمر کو کس نے تمہارے تابع کیا وہ بھی کہیں گے کہ اللہ تعالی نے پیدا کر کے ہمارے تابع بنایا پتہ چلا کہ وہ بھی رب اللہ ہی کو مانتے تھے، صرف اتنی ربوبیت پر کام نہیں چلے گا۔

دوسری قسم

دوسری توحید بھی ضروری ہے اور وہ ہے، توحید الوہیت یعنی اپنی عبادتوں اپنی نذر و نیاز اپنی دعائیں اپنی قربانیان اور اپنے سوال میں اللہ تعالی کو واحد اور یکتا ماننا اس کو کہتے ہیں توحید الوہیت۔

تیسری قسم

اورتو حید الاَسماء و الصِّفات کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالی کی جتنی صفتیں ہیں اس میں اس کو یکتا ماننا اس میں اس کو تن تنہا ماننا اس توحید میں لوگ زیادہ تر شرک کر رہے ہیں ،مثلا خدا تعالی کی صفت ہے رزاق ،تو اسی کو رزاق ماننا یہ توحید الاسماء والصفات ہے ہم مدرسوں میں پڑھانے والوں نے رزاق سمجھا ہے اپنے ناظم اور مہتمم کو ،دوکان پر کام کرنے والے نے رزاق سمجھا ہے اپنے سیٹھ کو، سبزی بیچنے والے نے رزاق سمجھا ہے خریداروں کو، فیکٹری میں کام کرنے الوں نے رزاق سمجھا ہے اپنے بوس کو، اس لئے اس کو منانے کے لئے اس کی خوشی کے لئے ہم جتنی خوشامد کرتے ہیں۔

اس کو خوش کرنے کی کوشش ہمارے اس عیب کو بے نقاب کرتی ہے کہ ہم نے رزاق سمجھا ہے اپنے ناظم کو یہ شرک ہے، ہمیں ڈر لگتا ہے کہ ہمیں مہتمم نکال دے گا ، ناظم ہمیں اپنے تقرب سے دور کر دے گا ہمیں اپنا بوس ہٹا دیگا ہمیں اپنا سیٹھ فیکٹری سے نکال دے گا ہمارا خریدار ہم سے ناراض ہو جائیگا، اس لئے سفید کو کالا اور کالے کو سفید کر کے بتاتے ہیں، سورت کے کپڑے کو جاپان کا بتاتے ہیں اور جاپان کے کپڑے کو جرمنی کا بتاتے ہیں اور اس کا منتہاء یہ ہوتا ہے کہ ہمارا خریدار ہم سے نہ کٹ جائے اور ہمارے رزق کا دروازہ بند نہ ہو جائے ،ہم نے اس صفت میں شرک کر لیا شفا کے معاملہ میں بھی ہم نے شرک کر لیا، شفا بخشنے والے اللہ ہے، ہمارا پورا یقین تعویذ پر ہو گیا میں ان سے پوچھتا ہوں کہ پہلے والا تعویذ والا بھی اللہ کا نام لکھ کر دے رہا تھا پھر دوسرے کے پاس جانے کی ضرورت کیوں پڑی؟ پہلے والے نے تین جمعرات کروائے تھے اور دوسرا سات مرتبہ اپنے پاس کا

طواف کروار ہا ہے اور کہتا بھی ہے کہ خدا تعالی کے گھر کا طواف بھی سات مرتبہ کروایا جاتا ہے اور کسی زمانہ میں تو اجمیر کے سات چکر کٹوائے جاتے تھے اور یہ تعویذ والے اپنے آستانوں کے سات مرتبہ چکر لگوار ہے ہیں۔

ببیں تفاوت راہ از کجا تا بکجا

سمجھ سمجھ کا پھیر ہے اسی کا نام اجمیر ہے اور ساری دنیا سی میں اندھیر ہے۔

معتزلہ کی توحید اور ان کا جواب

بہر حال معتزلہ کہتے ہیں کہ ہماری توحید الگ ہے وہ صرف ربوبیت اور الوہیت کو مانتے ہیں صفات کو نہیں مانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تعددِ صفات کی وجہ سے تعددِ ذات لازم آئے گا اور ہم کہتے ہیں کہ تعدد صفات کی وجہ سے شرف ذات لازم آتا ہے اگر کسی شخص میں صرف حافظ ہونے کی صفت ہے اور دوسرے میں حافظ کے ساتھ وہ عالم بھی ہے اور قاری بھی ہے مفتی بھی ہے یا کسی اور صفت کا حامل بھی ہے تو اس کا شرف بڑھ جاتا ہے اسکی قیمت بڑھ جاتی ہے اگر اللہ تعالی کے لئے بہت ساری صفات کو ثابت کیا جائے تو خدا تعالی کی توحید پر آنچ نہیں آتی، اس لئے یہاں اللہ تعالی کی ایک صفت کو ثابت کرنا ہے کہ خدا تعالی کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن میزان قائم کریگا تر ازو رکھے گا جس کے دو پلڑے ہونگے روایت میں آتا ہے کہ لَہٗ کِفَّتَانِ اس کے دو پلڑے ہونگے۔

ترازو میں کیا تولا جائیگا؟

اور ترازو میں کیا تولا جائیگا؟ بعض علماء نے لکھا ہے کہ ترازو میں اعمال تولے

جائیں گے، بعض نے لکھا ہے کہ صحائف یعنی اعمال کے دفتر تولے جائیں گے، اور بہت سے حضرات نے لکھا ہے کہ اصحاب اعمال یعنی اعمال والے تولے جائیں گے لیکن راجح اور سب سے بہتر قول یہ ہے کہ اعمال تولے جائیں گے۔

عمل کیسے تولا جائیگا؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اعمال کیسے تولے جائیں گے؟ ہم نے نماز پڑھ لی لیکن وہ نظر نہیں آتی ہم نے کلمہ پڑھ لیا لیکن وہ ظاہر میں تو نظر نہیں آتا ہم نے بہت سی نیکیاں کر لی لیکن جب خارج میں اس کا وجود ہی نہیں ہے تو وہ کیسے تولے جائیں گے؟ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکاشفات کے نتیجہ میں لکھا ہے کہ تمام اعمال کو عالمِ مثال میں جسد کی شکل دی جائیگی۔ اور حدیثوں سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں انسان جب اپنی قبر سے اٹھے گا اگر وہ نیک انسان ہوگا تو اس کے سامنے بہترین خوبصورت شکل آئیگی حدیث کے الفاظ ہیں۔ اَحسَنُ صُورَۃً وَاَطیَبُ رِیُحًا ان اعمال کی شکل خوبصورت اور وہ خوشبودار ہونگے آدمی اس سے پوچھے گا کہ تو کون ہے؟ تو وہ کہے گا، اَنَا عَمَلُکَ الصَّالِحُ ، میں تیرا نیک عمل ہوں اور آگے کے جملے جب میں نے اس حدیث میں پہلی مرتبہ پڑھے تو میں اس کی خوبی پر تعجب میں پڑ گیا کہ جب انسان اس سے پوچھے گا کہ تو کون ہے؟ تو وہ عمل صالح اس سے کہے گا میں دنیا میں تجھ پر بہت سوار ہوا، میری فکر تیرے دماغ پر رہتی تھی، آج تو مجھ پر سوار ہو جا، میں تجھ کو جنت تک پہونچاتا ہوں، سبحان اللہ کیا حدیث کے الفاظ ہیں، میں پھر سبحان اللہ کہتا ہوں اور اگر کوئی انسان بدعملی کر کے اس دنیا سے جاتا ہے تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ، فِی

اَقْبَحِ صُورَةٍ وَاَنْتَهِ رِیْحٍ اس کے سامنے بہت ہی بدبودار اور بہت ہی بری شکل میں اس کا عمل آئے گا اور کہے گا: رَکِبتَنِی فِی الدُّنیَا تو دنیا میں مجھ پر بہت سوار ہوا تھا آج میں تجھ پر سوار ہو جاتا ہوں اور تجھ کو اتنا بوجھل کر دیتا ہوں کہ تو جنت تک نہیں جائیگا یہ تفسیر ہے آیت کریمہ اَلاَ سَاءَ مَا یَزِرُونَ کی،(برا ہے وہ بوجھ جسے نافرمان قیامت کے دن اٹھائیں گے) یہ تفسیر ہے وَلَیَحمِلُنَّ اَثقَالَھُم وَ اَثقَالًا مَعَ اَثقَالِھِم کی (جہنمی بوجھ در بوجھ اٹھائیں گے)

عمل تولنے کی مثال

ہمارے اعمال تولے جائیں گے ظاہر میں تو بخار کی بھی شکل نظر نہیں آتی لیکن آپ نے ڈاکٹر کو دیکھا ہوگا کہ وہ زبان کے نیچے یا بغل کے نیچے پارہ رکھ کر بخار کی حرارت کو ناپتا ہے اور اس کا وزن کرتا ہے، اور آج کل کا درجہ حرارت بھی بتایا جاتا ہے دوسو پانچ سو کی گھڑی میں بھی درجہ حرارت بتایا جاتا ہے حرارت باہر نظر نہیں آتی لیکن پھر بھی اس کو ناپا جاتا ہے پتہ چلا کہ تولے جانے کے لئے جواہر یا جسم کا ہونا ضروری نہیں، اعراض کو بھی تولا جاسکتا ہے۔ جب دنیا والے ان چیزوں کو جو نظر نہیں آتی ہیں آسانی کے ساتھ تول لیتے ہیں اللہ تعالی اگر ان اعمال کو تولے تو اس پر کسی قسم کا تعجب نہیں ہونا چاہیئے۔

عالمِ آخرت کو دنیا پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے

اور سب سے بہترین جواب تو مجھے یہ پسند آتا ہے کہ عالم غیب کو عالم شہود پر قیاس نہیں کرنا چاہیئے، وہ عالم آخرت پورا الگ ہے وہاں کے معاملات الگ ہیں اس دنیا

پر اس کو قیاس کرنے والا ابلیس کا بھائی ہے اس لئے کہ نصوص (فرامین خدا ورسول) کے مقابلہ میں قیاس (دماغ چلانے والا) کرنے والا سب سے پہلا شخص ابلیس ہے، اور قرآن کریم کی آیت کے آجانے کے بعد میرے نبی کے فرمان کے آجانے کے بعد ایک مسلمان کبھی اس میں حکمت دریافت نہیں کرسکتا، ایسے لوگوں سے میں پوچھتا ہوں کہ تو مرد بن کر پیدا ہوا ہے اس میں کیا حکمت ہے؟ تو لڑکی بن کر کیوں نہیں پیدا ہوا؟ تو وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالی کی مرضی ہے اس لئے میں مرد بنا۔ ہم تو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے غلام ہیں جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا نبی مان لیا اور نبی نے کوئی بات فرمادی اب چاہے ہمیں اس میں کوئی حکمت نظر آئے یا نہ آئے، ہمیں اس حکم کا غلام بن جانا چاہیئے، مطلب یہ کہ ہر چیز کی عقلی حکمت نہیں ہوتی ہے۔

جو حدیث کا نہیں وہ قرآن کا بھی نہیں

اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف قرآن پاک کو ہی مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن سے دلیل لاؤ، صرف قرآن ہی کی دلیل چلے گی، حدیث کی دلیل بھی وہ لوگ نہیں مانتے ہیں، ان لوگوں سے میں ایک صاف بات قرآن پاک کے حوالہ سے کہتا ہوں کہ،، **مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا** ،،رسول تمہیں جو دیتا ہے اسے لے لو، اور جن چیزوں سے رسول اللہ ﷺ روکے ان سے رک جاؤ، یہ قرآن کہتا ہے، پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا آپ ﷺ کی تعلیمات پر چلنا قرآن پاک نے بتایا ہے، اب اگر کوئی حدیث کو نہیں مانتا ہے تو وہ قرآن کو بھی نہیں مانتا ہے۔ اس لئے کہ خود قرآن نے کہا ہے کہ رسول للہ ﷺ کی تعلیمات کو اپناؤ اور وہ نہ مانے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قرآن کو نہیں مان رہا ہے۔

بخاری و مسلم کے علاوہ دیگر کتبِ حدیث کا مقام

اور اللہ تعالی نے ابھی میرے ذہن میں میرے اساتذہ کرام کی برکت سے اور آپ حضرات کی طلب صادق کی برکت سے ایک بات ڈالی کہ اس زمانہ میں ایجوکیٹیڈ طبقہ، تعلیم یافتہ طبقہ بخاری کے بخار میں مبتلاء ہے اور صرف مسلم (مسلم شریف) ہی کے اسلام تلے اپنے آپ کو جمع کرنے کی کوشش کرر ہا ہے، وہ کہتے ہیں کہ صرف بخاری اور مسلم کی حدیث ہو تو ہم اس کو مانتے ہیں ،دیگر کتابوں کو نہیں مانتے ،میرے بھائیو۔حدیث کی تمام کتابیں صحیح ہیں میں اس کی دلیل آپ کو بخاری سے دیتا ہوں، امام بخاریؒ نے اسی حدیث میں ترجمۃ الباب میں یہ لفظ ذکر فرمایا ہے کہ کہ بنی آدم کے اعمال اوران کے اقوال دونوں تولے جائیں گے یہ امام بخاریؒ کے الفاظ ہیں۔

اور دلیل میں وہ لائے ہیں جناب نبی اکرم ﷺ کی وہ حدیث جس میں قول کے تولے جانے کا تذکرہ ہے عمل کے تولے جانے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے،سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے دعوی کیا تھا (اس لئے کہ ترجمۃ الباب دعوی کیے قائم مقام ہوتا ہے) کہ اعمال بھی تولے جائیں گے اور اقوال بھی تولے جائیں گے اور دلیل میں آپ وہ حدیث لارہے ہیں کہ جس میں صرف قول کے تولے جانے کا ذکر ہے،اب سوال یہ ہے کہ عمل کا تذکرہ تو اس میں نہیں ہے جب کہ آپ فرمارہے ہیں کہ دونوں تولے جائیں گے اسکی حدیث کہاں ہے؟ جواب یہ ہے کہ عمل کے تولے جانے کی حدیثیں بہت ساری ہیں لیکن وہ حدیثیں امام بخاریؒ کی شرائط پر پوری نہیں اترتی ہیں اس لئے انہوں نے اپنی جامع صحیح بخاری میں ان روایات کو ذکر نہیں کیا وہ روایتیں دوسری کتبِ حدیث میں موجو ہیں،لیکن

وہ خود بھی اس کے قائل ہیں کہ بنی آدم کے اعمال تولے جائیں گے، پتہ چلا کہ انہوں نے اپنی کتاب میں جمع احادیث کے لئے الگ التزام کیا ہے لیکن اپنے عقیدہ اور اپنی ماننیا کے لئے ان شرائط کا التزام نہیں کیا ہے یہ علمی بات ہے جس کو اہل علم بعد میں کبھی آپ کے سامنے کھولیں گے، امام بخاریؒ کی شرائط پر عمل کو تولے جانی والی روایت نہیں اتری اس لئے وہ اس کو اپنی کتاب میں نہیں لائے لیکن اس کو مانتے ہیں اسی لئے تو عنوان باندھا کہ عمل کا بھی وزن ہوگا۔

ایک مثال سے وضاحت

جیسے کہ ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر کی ڈگری بڑی ہوتی ہے وہ اپنی پرچی میں آیورویدک دوائی نہیں لکھتا ہے لیکن آپ کو زبانی مشورہ دے گا کہ رات میں کشمش بھگا کر کھا جانا اس سے قبض کی بیماری دور ہو جائیگی، لیکن وہ اس کو لکھتا نہیں ہے اس لئے کہ اس کے شرائط میں نہیں ہے لکھتا نہیں ہے اور ماننا ضرور ہے، اسی طرح امام بخاریؒ نے بھی اس حدیث کو نہیں لکھا، جس میں عمل کے تولے جانے کا ذکر ہے، اس لئے کہ ان کے شرائط میں نہیں آئی، لیکن اس کو مانتے ضرور ہیں، پتہ چلا کہ دیگر کتب حدیث کو امام بخاریؒ بھی مانتے ہیں۔ جن لوگوں کو بخاری کا بخار ہے میں ان لوگوں کو بخاری کی دستر خوان پر لا کر دعوت دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ امام بخاری کے مقلد ہیں تو امام بخاری کی عدالت میں آیئے، اور ان سے کہیئے کہ جب آپ نے اپنی کتاب میں وہ روایت ذکر نہیں کی تو آپ اس کے قائل کیوں ہے؟ وہ اس لئے قائل ہے کہ نفس حدیث میں اس کا ثبوت ہے، یہ بات اور ہے کہ کھینچ کھانچ کر تاویل کی جائے اور کہا جائے قول سے جو کہا جاتا ہے وہ بھی

زبان کا ایک عمل ہے، اس لئے امام بخاری نے قول کی تاویل میں عمل کو لیا اور ذکر نہیں فرمایا یہ تاویل ہے اصل بات وہی ہے کہ امام بخاریؒ بھی ان حدیثوں کو مانتے ہیں۔

پہلے تولیں پھر بولیں

بہر حال قیامت کے دن انسان کے اعمال تولے جائیں گے ہمارا جو بھی عمل ہے، ہمارا جو بھی قول ہے اس پر ہم غور کریں ہمارا جھوٹ، ہماری غیبت، ہمارا بہتان ہمارے لگائے ہوئے الزامات سب کے سب تولے جائیں گے، اس لئے کہ قرآن مجید کہتا ہے کہ، مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ،انسان جو بھی بولتا ہے وہاں ایک نگران طے ہے وہ اس کو ٹیپ کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ٹیپ ریکارڈ میں کبھی سیل چلے جانے یا پاور چلے جانے کی کوئی بات ہی نہیں ہے، وہ ٹیپ قیامت کے دن چالو کر دیا جائے گا۔اس کے اعضاء اور جوارح سب بولیں گے لہذا ہم کسی بھی بات کے کہنے سے پہلے یہ سوچیں کہ ہماری بات قیامت کے دن تولی جائے گی ہمارا عمل تولا جائے گا۔

عمل کرنے والا خود تولا جائے گا

اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ عمل کرنے والا خود تولا جائیگا اس کی دلیل ایک روایت ہے، کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے لئے مسواک توڑنے کے لئے درخت پر چڑھے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی پنڈلی کھل گئی، ہوا کے تھپیڑے آرہے تھے تو آپ کی پنڈلی کھل گئی، بہت ہی پتلی پتلی اور باریک پنڈلیاں تھیں، صحابہ کرام دیکھ کر ہنس پڑے حضور ﷺ نے انہیں ہنستا ہوا دیکھ کر کہا

کہ،،لَرِجلاعَبْدِ اللّٰہِ بنِ مَسعُودٍ اَثقَلُ شَیُ ءٍ یُوزَنُ فِی المِیزَانِ یَو مَ القِیَامَۃِ ،، کہ عبداللہ بن مسعود کی ٹانگیں قیامت کے دن میزان عمل میں سب سے زیادہ وزن دار ہونگی ،اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان خودتو لا جائیگا اللہ کے دین کے لئے محنت کرنے والوں کومبارکباد دیتا ہوں چاہے وہ علماء کی شکل میں ہوں، چاہے وہ مبلغین کی شکل میں ہوں، چاہےامت کے لئے ہاسپٹل چلانے والوں کی شکل میں ہو، چاہے مدارس کے لئے دوڑ بھاگ کرنے والوں کی شکل میں ہو، جب ثواب بیان کرنے میں اللہ تعالی نے بخیلی نہیں کی تو ہم علماء فضائل کو اپنے لئے ہی کیوں بیان کریں؟ سب کے لئے فضائل ہیں تو جن کے بھی قدم اللہ تعالی کے راستہ میں چلتے ہیں انشاء اللہ ان قدموں کو قیامت کے دن میزان عمل میں تو لا جائیگا اور وہ بڑے وزن دار ہوجائیں گے۔

صحیفے تولے جائیں گے

اور ایک قول یہ ہے کہ صحائف تولے جائیں گے اس کے لئے بھی ہمارے علماء نے حدیث بِطَاقَہ، کی دلیل دی، کہ ایک انسان آئے گا اور اس کے پاس کوئی عمل نہیں ہوگا وہ مایوس ہوجائیگا اللہ تعالی اس کے ایک پلڑے میں لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ، والا لفافہ رکھیں گے تو حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ طَاشَتِ السِّجِّلاتُ، برائیوں کے تمام رجسٹر ہوامیں ہوجائیں گے اور یہ لا الہ الااللہ والا پلڑا جھک جائے گا پتہ چلا کہ صحائفِ اعمال تولے جائیں گے اعمال کے رجسٹر تولے جائیں گے۔

کچھ لوگوں کے اعمال نہیں تولے جائیں گے

یہاں پر ایک بحث یہ بھی ہے کہ کچھ لوگوں کے اعمال نہیں تولے جائیں گے اور وہ کون لوگ ہونگے نمبر ایک ۔انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام ان کے اعمال تولنے کی ضرورت نہیں ،نمبر دو۔ وہ ستر ہزار لوگ جن کو بلا حساب وکتاب جنت میں داخل کر دیا جائیگا، نمبر تین۔وہ کفار جن کے نامہ اعمال میں ایک بھی نیکی نہیں ہوگی سب برائیاں ہی برائیاں ہوگی اب ان کے بھی اعمال تولنے کی ضرورت نہیں ،نمبر چار۔وہ مومنین جن کے نامہ اعمال میں ایک بھی برائی نہیں ہوگی اگر برائی کی بھی ہوگی تو توبہ کی توفیق ارزانی سے انہوں نے معاف بھی کروالی ہوگی ،لہذا ہم سے برائیاں ہو جائیں تو ہم اللہ تعالی کے حضور توبہ کرلیں ،انشاءاللہ وہ سب کے سب ہماری برائیاں معاف ہو جائیگی۔

یہاں امام بخاری نے جو روایت پیش کی اس میں دو کلمے ہیں **سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم** اس کو بھی تولا جائے گا اور یہ کلمے قیامت کے دن میزان میں سب سے زیادہ وزن دار ہونگے کیوں وزن دار ہونگے اس لئے کہ کتاب التوحید سے اس کی مناسبت ہوگئی اس لئے کہ یہ دو کلمے بظاہر دو کلمے ہیں لیکن اس میں خدا تعالی کی توحید ہے اللہ کو تمام عیوب سے پاک کرنا اور اللہ تعالی کے لئے جملہ اوصاف کمال کو ثابت کرنا یہی توحید کا خلاصہ ہے اس لئے ہم لوگ اپنی زندگی کو اللہ تعالی کی حمد وثنا میں گزارتے رہیں اپنے قول سے بھی اپنے عمل سے بھی ،مسلمانوں اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا یہ اس کی تعریف ہے اور شکر کہا نہیں جاتا بلکہ کیا جاتا ہے شکر کا تعلق عمل سے ہے اس لئے اللہ تعالی نے جو نعمتیں دی ہیں ان نعمتوں کو اس کے فرامین میں ہی استعمال کیا جائے اس کی مرضیات پر

ہم چلیں گے تو انشاء اللہ اس کا شکریہ صحیح طور پر ادا ہوگا، اللہ تعالی ہم لوگوں کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

احادیث طیبہ سے ہم لوگوں کو جوڑے رکھیں نور نبوت اور نور علم سے، حضور ﷺ کے فرامین عالیہ سے اللہ تعالی ہم سب لوگوں کو وابستہ رکھے اخیر میں وہی کہتا ہوں جہا سے چلا تھا کہ اسلامی علوم کی نسبت سینہ بسینہ ہے اس لئے اس زمانہ میں اپنے آپ کو اہل علم اور اہل قلوب سے وابستہ رکھنے کی کوشش کریں حق تعالی شانہ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اس حدیث پر تدریسی اور درسی اعتبار سے اور بھی بہت سے کلام ہیں جو طالبان اور طالبات علوم نبوت کے کام کے ہیں لیکن اب وقت بھی ساتھ نہیں دے رہا ہے یہ موقعہ عوام کے بھی کام کا تھا اس لئے میں نے کچھ باتیں کہہ دیں کچھ باتیں اور میں اہل علم کے کام کی کہتا چلوں جس میں طالبات کو بھی فائدہ ہو جائے۔

قرآن کریم میں غیر عربی الفاظ کیوں؟

ایک بحث علماء نے چھیڑی ہے کہ قِسْــط، رومی زبان کا لفظ ہے، تو سوال یہ ہے کہ رومی زبان کا لفظ قرآن کریم میں کیسے آ گیا؟ ایک جواب تو آپ نے سنا ہوگا کہ جب دوسری زبان کا لفظ عربی میں آجائے تو وہ عربی بن جاتا ہے، علماء نے اس کی بھی کوشش کی کہ قرآن کریم میں کتنے الفاظ غیر عربی ہیں۔ چنانچہ علامہ تاج الدین سبکیؒ نے ستائیس کلمات فرمائے، ابن حجر عسقلانیؒ نے انہتر، ۶۹، الفاظ فرمائے اور دیگر کچھ علماء نے اور بھی کچھ کلمات کا اضافہ کیا، چنانچہ تتبع کے بعد پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم میں ایک سو بیس کلمات ایسے ہیں جو غیر عربی ہیں اور اس کی وجہ بھی عجیب وغریب لکھی ہوئی ہے کہ

قرآن پاک عربوں کے لئے نازل ہوا لیکن یہ عجمیوں کے بھی پڑھے جانے والی کتاب تھی اس لئے کچھ کلمات ایسے رکھ دیئے گئے ہیں جن کے ادا کرنے میں عجمیوں کو بھی سہولت ہو جائے۔ اس لئے اللہ تعالی نے تمام لوگوں کی رعایت کر کے اس قسم کا اسلوب اختیار فرمایا۔

بہر حال اللہ تعالی انصاف کرے گا وہاں کسی کی کچھ چلنے والی نہیں ہے انصاف کا ترازو قائم کیا جائے گا وہاں کسی کی سفارش کسی کا مرتبہ کسی کا دبدبہ کسی کا رعب کچھ بھی کام نہیں آئیگا آخری آیت پڑھ کر اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں، وَاتَّقُوا یَومًا لَّاتَجزِی نَفسٌ عَن نَفسٍ شَیئاً وَّلایُقبَلُ مِنھَا عَدلٌ وَّلاتَنفَعُھَا شَفَاعَۃٌ وَّلاھُم یُنصَرُونَ۔ اس دن کے قائم ہونے سے ڈرو جب کوئی بھی انسان کچھ بھی نہیں کر پائے گا، کسی کی طرف سے کوئی کرنسی قبول نہیں ہوگی اور کسی کی طرف سے کوئی سفارش قبول نہیں کی جائیگی، اللہ تعالی ہمیں قیامت کے دن کا استحضار نصیب فرمائے، میں مبارک پیش کرتا ہوں ان فارغ ہونے والی بچیوں کو جنھوں نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے فضیلت مکمل کی ہے اللہ تعالی ان کے والدین کے لئے اعزاء اور رقارب کے لئے ذریعہ نجات بنائے ان کے لئے فرحت اور مسرت کا باعث بنائے، اور اس شہر کے لئے بھی اللہ تعالی اس ادارہ کو برکت کا ذریعہ بنائے اور اس ادارہ کے منتظمین کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے ساتھ کام کرنے والے رفقاء کار، منتظمین کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں اللہ تعالی ان کے علم وعمل میں دن دونی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے امین۔۔۔۔۔۔۔۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

اور اللہ تعالی کی زیارت تو دنیا میں بھی ممکن ہے لیکن دنیا کے یہ اسباب کچھ ایسے ہیں کہ اللہ تعالی نے دنیا میں لوگوں کو اس سے محروم رکھا ہے اگر اللہ تعالی کی زیارت ممکن نہ ہوتی تو حضرت موسیٰؑ جیسے جلیل القدر پیغمبر اس کا مطالبہ اور شوق نہ فرماتے حضرت موسیٰؑ نے جبل طور پر اللہ تعالی کا کلام سنا تو کلام سننے کے بعد چونکہ محبوب کو دیکھنے کی طلب ہوتی ہے اس لئے حضرت موسیٰؑ کو بھی دیدار کی طلب ہوئی مثلا ہم کسی کا بیان ٹیپ ریکارڈ میں سنتے ہیں یا کسی کی نعت یا نظم سنیں تو ہمارے دل میں اس کی آواز کو سن کر یہ تڑپ ہوتی ہے کہ ہم اس کو روبرو دیکھیں تو اس کلام سننے میں اور بھی مزا آئے گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالی کا دیدار عظیم ترین نعمت ہے

الحمد للہ وحدہ، والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ،وعلی اٰلہ واصحابہ الذین اوفوا عھدہ ،اما بعد۔

محترم بھائیو بزرگواور دوستو!!

جس کو اپنے محبوب یعنی اللہ تعالی سے ملنے کی تمنا اور تڑپ ہوتی ہے اس کی زندگی کا آخری منتہاء اور مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنے مولی کی زیارت کرے، قرآن مجید میں بھی اسکی طرف اشارہ ہے کہ جب جنتیوں کو جنت میں داخل کیا جائیگا اور جب وہ اپنی متعین سیٹ لے لیں گے اور جب ان کو تمام نعمتوں سے نواز دیا جائے گا تو اللہ تعالی ان سے پوچھیں گے کہ کیا ابھی کوئی اور نعمت باقی ہے؟ تو جنتی لوگ اس سوال کے بعد تعجب میں پڑ جائیں گے کہیں گے،، الہ العالمین، تمام نعمتوں سے تو آپ نے ہم کو نواز دیا اب کونسی نعمت باقی ہے؟ تو اللہ تعالی فرمائیں گے ایک نعمت باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں تم پر اپنے رضوان کو نازل کرتا ہوں اپنی رضامندی کو نازل کرتا ہوں،، **فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعدَهٗ اَبَدًا** ،اب اس کے بعد میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا، اور پھر ہر جمعہ کو اللہ تعالی جنتیوں کو اپنا دیدار عطا فرمائیں گے اور حدیثوں میں آتا ہے کہ اللہ کی زیارت اور اللہ تعالی کی ملاقات سے بڑھ کر کوئی نعمت جنتیوں کے لئے نہیں ہو سکتی،، **وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ**

اَکْبَر ذَالِکَ ھُوَ الْفَوزُ الْعَظِیمُ ،،اور قرآن پاک نے اس کو ایک جگہ اس طرح کہا ہے کہ،، لَھُم مَا یَشَآءُ وْنَ فِیھَا وَلَدَیْنَا مَزِیدٌ ،، کہ جنت میں جنتیوں کے لئے تمام چیزیں ہونگی جو وہ چاہیں گے سب ہوگا اور ہمارے پاس ان کے لئے مزید کچھ ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے مزید کچھ ہے کی تفسیر فرمائی کہ مزید سے مراد زیارت خداوندی ہے جو چیز الگ دی جائیگی وہ اللہ تعالی کا دیدار ہوگا قرآن مجید ایک دوسرے مقام پر اس طرح کہتا ہے کہ،،وُجُوہٌ یَّومَئِذٍ مُّسفِرَۃٌ ضَاحِکَۃٌ مُّستَبشِرَۃٌ،، کہ بہت سے چہرے قیامت کے دن چمکدار ہونگے بہت سے چہرے قیامت کے دن سر سبز وشاداب ہونگے ہنستے ہوئے مسکراتے ہوئے خوش وخرم ہونگے صحابہ کرام نے اللہ کے رسول ﷺ سے اس کی تفسیر یہی نقل فرمائی کہ جو چہرے چمکدار ہونگے وہ وہی چہرے ہونگے جنہیں اللہ تعالی کی زیارت نصیب ہوئی ہوگی چنانچہ ہر جمعہ کو اللہ تعالی اپنی زیارت کے لئے وہاں جنتیوں کو جمع فرمائیں گے آخرت میں اس دن کو یوم العید کے نام سے جانا جائیگا اس کو عید کا دن کہا جائیگا کسی اردو شاعر نے اس کو اسطرح کہا ہے کہ،،

تیری دید ہی میری عید ہے،،،،

یعنی تیرا دیدار اور تیری زیارت میرے لئے عید کا دن ہوگا۔

دیدار خداوندی سے حسن بڑھے گا

اور حدیثوں میں آتا ہے کہ جب مومن بندے اور بندیاں حق تعالی کا دیدار فر مائیں گے اور شام کو وہ جنتی حضرات اپنی اپنی جنت میں جائیں گے تو ایک دوسرے سے پو چھیں گے کہ جب ہم یہاں سے روانہ ہوئے تھے تو اتنے خوبصورت تو نہیں تھے چنانچہ اللہ تعالی کی طرف سے آواز آئیگی کہ یہ خوبصورتی کسی بیوٹی پارلر کا کمال نہیں ہے یہ تو میرے

دیدار کا پرتو، اور عکس ہے، کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ کالے سے کالا آدمی جب سورج کی تپش میں کھڑا ہوتا ہے تو چمکتا ہے اس کی چمڑی چمکتی ہوئی نظر آتی ہے اللہ تعالی تو نور ہی نور ہے اس نے تو اپنا تعارف ہی کروایا ہے کہ،، اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

دنیا میں اللہ تعالی سے پردہ کیوں؟

ایک حدیث میں تو یوں آیا ہے کہ اس دنیا میں اللہ تعالی کے دیدار سے جو چیز رکاوٹ بنی ہوئی ہے وہ خود اس کا نور ہے اس کو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے یوں سمجھایا ہے کہ جب سورج بہت زیادہ تپش پر ہوتا ہے جب سورج کی شعاعیں بہت زیادہ تیز ہوتی ہیں تو خود سورج کی شعاعیں اس کی زیارت کے لئے رکاوٹ بن جاتی ہیں اگر کسی آئینہ پر سورج کی کرنیں پڑیں تو ہم اس آئینہ کو بھی نہیں دیکھ سکتے تو سورج خود اپنی زیارت سے رکاوٹ بن جاتا ہے اور اس وقت کسی کی بھی ہمت نہیں ہوتی ہے کہ سورج کے سامنے کھڑا رہے، اسیطرح اللہ تعالی کا نور ہی اس کی زیارت کے لئے رکاوٹ بنا ہوا ہے وہ نور ہے جس کو اس نے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے ذریعہ تعبیر فرمایا اور اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالی اپنے حجاب اور پردہ کو ہٹا دے تو اس کے نور کی تپش اور گرمی جہاں تک اس کی نگاہ پہونچتی ہے ساری چیزوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے جو حقیقت میں مومن کے لئے راحت اور ٹھنڈی ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالی نے اپنے نور پر پردہ ڈالا ہے اللہ تعالی نے اس کو چھپا دیا ہے قرآن پاک کے انتیسویں پارہ میں ہے کہ ،،وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃ ،، کہ قیامت کے دن بہت سے چہرے خوش ہونگے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہونگے۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ مومنین کو اللہ تعالی کی زیارت نصیب ہوگی۔

مشرکین اس سعادت سے محروم رہیں گے

اور کفار جنہوں نے اللہ تعالی کی ذات کا انکار کیا ہے وہ اس سعادت اور خوش نصیبی سے محروم رہیں گے قرآن پاک کے تیسویں پارے میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں کہ ،،**اِنَّھُم عَن رَّبِّھِم یَو مَئِذٍلَّمَحجُوبُونَ** ،،کہ قیامت کے دن یہ کفار اور مشرکین اللہ تعالی کی زیارت سے محروم رہیں گے۔

مومن جنت سے زیادہ خدا کا طالب ہوتا ہے

ایک عاشق جو اپنے معشوق کی یاد میں تڑپتا ہو، اس نے اپنی زندگی خدا کے عشق میں فنا کردی ہو، اس کی تمنا جنت کو پانے کی اتنی نہیں ہوتی ہے، جتنی کہ محبوب کی زیارت کی ہوتی ہے یہ تو عشق کی دنیا ہے، جو باخبر لوگ ہیں وہ اس کو بخوبی جانتے ہیں کہ محبوب اپنی طرف سے کتنے ہی ہدیئے دیدے مگر اس کو اس پر قناعت نہیں ہوتی ہے اس کو خوشی نہیں ہوتی ہے حقیقی خوشی اس وقت تک نہیں ہوتی ہے جب تک کہ محبوب کی ملاقات نہ ہو جائے یہ تو اُنہی لوگوں کو احساس ہوسکتا ہے جنہوں نے عشق الٰہی میں اپنے دل کو تپایا ہو۔

دنیا میں زیارت کیوں ممکن نہیں؟

اور اللہ تعالی کی زیارت تو دنیا میں بھی ممکن ہے لیکن دنیا کے یہ اسباب کچھ ایسے ہیں کہ اللہ تعالی نے دنیا میں لوگوں کو اس سے محروم رکھا ہے اگر اللہ تعالی کی زیارت ممکن نہ ہو تی تو حضرت موسی علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر اس کا مطالبہ اور شوق نہ فرماتے حضرت موسی علیہ السلام نے جبل طور پر اللہ تعالی کا کلام سنا تو کلام سننے کے بعد چونکہ محبوب کو دیکھنے کی طلب ہوتی ہے اس لئے حضرت موسیٰؑ کو بھی دیدار کی طلب ہوئی مثلاً ہم کسی کا بیان ٹیپ

ریکارڈ میں سنتے ہیں یا کسی کی نعت یا نظم سنیں تو ہمارے دل میں اس کی آواز کو سن کر یہ تڑپ ہوتی ہے کہ ہم اس کو روبرو دیکھیں تو اس کا کلام سننے میں اور مزا آئے گا۔

حضرت موسیٰ کا مطالبہ اور خدا تعالی کا جواب

حضرت موسیٰ نے جب اللہ تعالی کی آواز کو جبل طور پر تورات دیئے جانے اور وحی اتارنے کی شکل میں سنا جو یہ تھی ،،اِنَّنِی اَنَا اللّٰہُ لَااِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِی،، اسی طریقہ سے فرمایا مِنْ شَاطِئِ الْوَادِی الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبَارَکَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰی اِنِّی اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِینَ ،، یہ آیت کریمہ اشارہ کرتی ہے کہ حضرت موسیٰ نے بے ساختہ مطالبہ فرمایا اور اللہ تعالی سے سوال کیا کہ ،رَبِّ اَرِنِی اَنْظُرْ اِلَیْکَ، کہ اے اللہ تو مجھے اپنا دیدار کروادے،تاکہ میں تجھے دیکھ کر اپنے دل کی طلب اور اپنے دل کی تڑپ ٹھنڈی کروں، اللہ تعالی نے فرمایا کہ موسیٰ تم ابھی دنیا میں ہو،اور دنیا میری تجلی کو برداشت نہیں کرسکتی دنیا میرے نور کو برداشت نہیں کرسکتی ،لیکن جب تم نے سوال کیا ہی ہے تو اس پہاڑ کی طرف دیکھو،اللہ تعالی نے کوہ طور پر تھوڑی سی تجلی نازل فرمائی تو پہاڑ بھوسہ بھوسہ اور چورا چورا ہو گیا اس لئے کہ یہ دنیا ہے اور دنیا اللہ تعالی کے نور کو برداشت نہیں کرسکتی اس لئے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر گئے۔

معراج میں حضرت موسیٰ کے آپ ﷺ کو بار بار واپس بھیجنے کی حکمت

یہاں علماء نے ایک بڑی زبردست پتہ کی بات لکھی ہے کہ معراج کے موقع پر جب اللہ تعالی نے حضور اکرم ﷺ کو اپنا خصوصی مہمان بنا کر بلایا تھا اور آپ حضرات کو تو

معلوم ہی ہے کہ معراج میں آپ ﷺ نمازوں کا تحفہ لیکر آتے تھے اور موسیٰ بار بار واپس بھیجتے اور فرماتے تھے کہ،، اِرْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَاسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ ،، کہ اے محمد ذرا کچھ کم کر کے لاؤ تمہاری امت پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھ سکے گی یہاں علماء کرام نے اپنے علوم کی روشنی میں بڑی اچھی بحث فرمائی ہے کہ حضرت موسیٰ حضور ﷺ کو بار بار واپس کیوں بھیجتے تھے؟ بعض لوگوں نے یہ جواب دیا ہے کہ حضرت موسیٰ نے اپنی امت پر قیاس کیا تھا کہ میری امت نے مجھے حیران و پریشان کیا وہ جلدی اللہ تعالی کے حکم کو نہیں مانتی تھی حضور ﷺ کو بھی ان کی امت پریشان کرے گی اور آپ ﷺ کو بھی تکلیف اٹھانی پڑے گی اس لئے حضرت موسیٰ نے بار بار اللہ کے نبی ﷺ کو واپس بھیجا کہ جاؤ کم کرا کے آؤ۔

لیکن بعض علماء نے ایک وجہ بڑی اچھی لکھی ہے کہ حضرت موسیٰ حضور ﷺ کو بار بار اس لئے بھیجتے تھے کہ جتنی دفعہ آپ ﷺ اللہ تعالی کے پاس سے آئیں گے اتنی مرتبہ اتنا زیادہ اللہ تعالی کے نور کا پرتو اور عکس پڑیگا میں نے تو خدا کو دیکھنے کی درخواست کی تھی جو منظور نہیں ہوئی میں کم از کم ان آنکھوں کا نور دیکھ لوں جو آنکھیں اللہ تعالی کا دیدار کر کے آرہی ہے۔اس لئے بار بار بھیجتے رہے۔سبحان اللہ۔

فرشتے بھی عرش تک نہیں جا سکتے

اللہ تعالی نے حضور اکرم ﷺ کو تو عرش کے پاس بلایا تھا وہاں تک بلایا تھا جہاں تک کسی بڑے سے بڑے فرشتہ کے جانے کی بھی ہمت نہیں ہوتی ہے اور اگر کوئی وہاں جائے تو وہی بات ہے کہ اللہ تعالی کے نور کی تجلی کی وجہ سے اس کے نور کی تاب نہ لا کر وہ فرشتہ بھی خاکستر ہو جائیگا جبکہ فرشتے بھی نور سے بنے ہوئے ہیں علامہ سعدی

شیرازیؒ اس کو اس طرح تعبیر فرماتے ہیں کہ ؎

اگر یکسر موئے برتر پرم

فروغ تجلی بسوزد پرم

حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ اگر میں ایک بال کے برابر بھی یہاں سے بڑھوں گا تو اللہ تعالی کی تجلی مجھے جلا کر خاکستر کر دے گی۔

آپ ﷺ عرش تک کیسے گئے تھے؟

اور آپ ﷺ کا قلب اطہر اور آپ ﷺ کا بدن مبارک اور آپ ﷺ کی روح مبارک کو اللہ تعالی نے اتنا مضبوط بنایا تھا کہ اس نے اس تجلی کو برداشت کر لیا اس عالم کے اعتبار سے ہی اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو اس انداز سے بنایا تھا کہ وہ اس نور کی تپش کو برداشت کرے، بہر حال۔ اہل سنت والجماعت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اللہ تعالی کا دیدار مومنوں کو قیامت کے دن نصیب ہوگا اللہ تعالی ہم لوگوں کو مومنوں کے اس زمرہ میں شامل فرمائیں (امین) اللہ تعالی ہم لوگوں کو اپنے دیدار سے محروم نہ فرمائیں امین،،،، اور بعض حضرات ہیں جو اس کا انکار کرتے ہیں لیکن قرآن وحدیث میں یہ بات بتواتر ثابت ہے اور ہم اہل سنت ولجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ہم مومنوں کو انشاء اللہ قیامت کے دن اللہ تعالی کا دیدار نصیب ہوگا۔

فاسق دیدار سے محروم رہے گا

مجھے یہ بات یہاں خاص طور سے ذکر کرنی ہے کہ وہ لوگ جو دنیا میں فسق وفجور کرتے ہیں اپنے آپ کو گناہوں میں مبتلا رکھتے ہیں اللہ تعالی ان کو اپنے دیدار سے محروم رکھیں گے حدیث پاک میں آتا ہے کہ ،،مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ خُيَلَآءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ

یَوْ مَ الْقِیَامَۃِ ،، کہ جو شخص ٹخنوں کے نیچے پاجامہ پہنتا ہے اللہ تعالی اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہیں فرمائیں گے، اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ صرف نماز کے اندر ٹخنوں سے نیچے پہننا حرام ہے، بلکہ حدیث پاک میں مطلق فرمایا گیا کہ جو آدمی ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہنتا ہو چاہے نماز کے اندر ٹخنوں سے نیچے پہنے یا نماز سے باہر ٹخنوں سے نیچے پہنے اللہ تعالی اس کی طرف قیامت کے دن نظر اٹھا کر نہیں دیکھیں گے۔

چاہے ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہنتا ہو، یا لنگی پہنتا ہو، یا جبہ پہنتا ہو، کوئی بھی چیز ہو وہ درست نہیں ہے، ایک باپ جب اپنے بیٹے سے ناراض ہوتا ہے تو وہ چاہے اس کو سب کچھ دیتا ہو لیکن اس کی طرف محبت بھری نظروں سے دیکھتا نہیں ہے اسیطرح اللہ تعالی بھی نہیں دیکھیں گے اور قرآن پاک میں بھی یہ وعید سنائی گئی ہے ارشاد ہے ،، اِنَّ الَّـذِیـنَ یَشْتَـرُونَ بِـعَـهْـدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِم ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰئِکَ لَاخَلَاقَ لَهُم فِی الْاٰخِرَةِ وَلَا یُـکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَایَنْظُرُ اِلَیْهِم یَوْ مَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُزَکِّیهِمُ ، کہ جو لوگ اللہ تعالی کی آیات کو اور اس کے نام کو دنیا کے اندر چند کوڑیوں کے بدلہ میں بیچا کرتے تھے جھوٹی جھوٹی قسمیں کھایا کرتے تھے ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، اور اللہ تعالی ان سے کلام نہیں فرمائیں گے اور نہ ان کی طرف دیکھیں گے اور نہ ان کا تزکیہ کریں گے اللہ تعالی ہم سب کی حفاظت فرمائے۔۔۔۔۔آمین

صحابہ کا سوال اور آپ ﷺ کا جواب

ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نے حضور اکرم ﷺ سے سوال فرمایا کہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ صحابہ کرام کے اس سوال کے منشا کو سمجھ گئے

کہ میرے صحابہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہاں اتنا رش ہوگا اتنی بھیڑ ہوگی ازل سے لے کر ابد تک کی تمام مخلوقات جمع ہوگی اور اللہ تعالی کی ذات ایک ہے وہ فرد واحد ہے اب اس ایک ذات کو ازل سے لیکر ابد تک کی تمام انسانیت کیسے دیکھے گی؟ ان کو دیکھنے میں کتنی تکلیف ہوگی لوگوں میں بھگدڑ مچ جائیگی۔

آپ ﷺ نے اس کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا کہ دیکھو چودھواں چاند ہے اور اس کو پوری دنیا وقت واحد میں دیکھتی ہے ایک کھڑکی کھول کر کمرے والا اپنے کمرے سے اس کو دیکھ سکتا ہے جھونپڑی والا اپنی جھونپڑی میں سے اس کو دیکھ سکتا ہے، کار چلانے والا اپنی کار میں سے اس کو دیکھ سکتا ہے۔ الغرض چودھویں رات کے چاند کو آرام کے ساتھ دیکھا جاسکتا ہے، پہلی رات کا چاند تو ذرا باریک ہوتا ہے اس کو دیکھنے میں دشواری ہوتی ہے لیکن چودھویں رات کا چاند آرام کے ساتھ دیکھا جاسکتا ہے، اس لئے کہ وہ بدرِ کامل ہوتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم کیا چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں آپس میں کوئی اختلاف کرتے ہو؟ کوئی بھگدڑ مچتی ہے؟ کوئی رَش ہوتا ہے؟ اسی طرح سورج کو دیکھنے کے لئے کوئی دھماکہ ہوتا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ نہیں کوئی دھماکہ نہیں ہوتا، کوئی بھگدڑ نہیں مچتی ہے، اور خاص طور پر جب چودھویں رات کا چاند ہو، اور اس وقت بدلی وغیرہ نہ ہو، اور آسمان ابر آلود نہ ہو تو اس کے دیکھنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ،، فَوَا لَّذِی نَفسُ مُحمّدٍ بِیَدِہٖ ،، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے تم اللہ تعالی کے دیکھنے میں کسی قسم کی مشقت برداشت نہیں کروگے، جیسے یہ چاند کو دیکھنے میں تمہیں کوئی مشقت نہیں ہوتی ہے۔

اللہ تعالی کا سوال اور بندے کا جواب

پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی قیامت کے دن اپنے بعض بندوں کو بلائیں گے اور اس سے پوچھیں گے کہ میرے بندے! کیا میں نے تجھے دنیا میں عزت نہیں دی تھی؟ کیا میں نے تجھ کو دنیا میں سرداری نہیں دی تھی؟ کیا میں نے تجھ کو اپنی قوم اور اپنے سماج کا سردار نہیں بنایا تھا؟ کیا میں نے تجھ کو شادی کی نعمت سے سرشار نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے تجھ کو بچے نہیں دیئے تھے؟ کیا میں نے تیرے لئے اونٹوں، گایوں، بکریوں اور بیلوں کو تابع نہیں بنایا تھا؟ کیا میں نے تجھ کو دنیا میں اس حال میں نہیں چھوڑا تھا کہ تو جو کرنا چاہے کرے؟ تو سرداری کرنا چاہے تو سرداری کرے، بڑے بڑے مکانات حاصل کرنا چاہے تو حاصل کرے بندہ کہے گا،، کیوں نہیں، اے اللہ آپ نے مجھے ساری نعمتوں سے نوازا تھا، پھر اللہ تعالی پوچھیں گے کہ بندے کیا تجھے یقین تھا کہ تیری مجھ سے ملاقات ہونے والی ہے، اور تجھے ان چیزوں کا جواب دینا ہے، تو بندہ کہے گا کہ نہیں، میں نے ایسا نہیں سوچا تھا کہ یہ ساری نعمتیں ختم ہونگی اور میں تیری بارگاہ میں حاضر ہونگا میں نے غفلت میں زندگی گزاری، تو اللہ تعالی فرمائیں گے،، اِنِّی اَنْسَاکَ کَمَا نَسِیتَنِی ،، دنیا میں تو نے مجھ کو بھلا کر زندگی گزاری، تو نے اپنی دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ لیا تھا، اور تو بھی اپنی زبان قال سے نہیں، زبان حال سے یوں کہتا تھا، اور اعمال سے یہ کہتا تھا، اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَمَا یُهْلِکُنَا اِلَّا الدَّهْرُ، کہ میری زندگی کا آخری منتہاء اور میری زندگی کی آخری منزل دنیا ہے اور تو نے کبھی دنیا میں مجھ کو یاد نہیں کیا میرا دھیان پیدا نہیں کیا آج میں بھی تجھ کو بھول جاتا ہوں، مجھ کو تجھ سے کچھ لینا دینا نہیں ہے، اس میدان کے اندر تو جانے، تیرا

کام جانے، میں تجھے کسی بھی قسم کی شفقت واعانت سے نوازنے والانہیں ہوں،، اَعَاذَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُم ،،(اٰمین)اللہ تعالی ہم سب کی حفاظت فرمائیں اٰمین۔

پھراللہ تعالی دوسرے بندے کو بلائیں گے اس کو بھی یہی پوچھیں گے وہ بھی یہی جواب دیگا میں نے تو دنیا میں تجھ کو کبھی یادنہیں کیا میں تو دنیا کمانے کے چکر میں ہی پڑا تھا اللہ تعالی اس کو بھی یہی فرمائیں گے کہ تیرے ساتھ میں وہی معاملہ کرتا ہوں کہ مجھ کو تجھ سے کچھ لینا دینا نہیں تو جانے تیرا کام جانے۔

پھراللہ تعالی تیسرے بندے کو بلائیں گے اوراس سے پوچھیں گے کہ میں نے تجھے نعمتوں سے نوازا تھا تو اس کا اقرار کرتا ہے؟ کیا تجھے یقین تھا کہ تو مجھ سے ملنے والا ہے تو وہ بندہ کہے گا کہ،، اٰمَنتُ بِکَ وَبِکِتَابِکَ وَبِرُسلِکَ وَصَلَّیتُ وَصُمتُ وَتَصَدَّقتُ کہ اے اللہ میں تجھ پر ایمان لایا،اور تیری کتاب پر ایمان لایا، تیرے رسولوں پر ایمان لایا،اور میں نے نمازیں پڑھی، روزہ رکھا،صدقہ دیا،اور پھر وہ اللہ تعالی کی تعریفیں کریگا،اتنی تعریفیں کرے گا کہ اللہ تعالی اس سے فرمائیں گے کہ تو جھوٹ بول رہا ہے ابھی میں میرا گواہ پیش کرتا ہوں، یہ منافق بندہ ہوگا جو اس طرح جھوٹ بولے گا، کچھ لوگ قیامت کے دن بھی جھوٹ بولیں گے یہ سمجھ کر کہ یہاں بھی اپنے آپ کو جھوٹ بول کر چھڑالیں گے قرآن مجید کہتا ہے،، اُنظُرُ کَیفَ کَذَبُو ا عَلٰی اَنفُسِھِم وَضَلَّ عَنھُم مَّا کَا نُو یَفتَرُونَ،،

قیامت میں منافقین جھوٹ بولیں گے

قیامت کے دن الگ الگ احوال ہونگے یہاں آپ لوگوں کوسوال نہیں ہونا چاہئے کہ قیامت کے دن بھی آدمی جھوٹ بولے گا !وہاں ہر آدمی سچ بولے گا بیشک سچ

بولے گا۔لیکن قیامت کے بھی الگ الگ احوال ہونگے جب کافرین مشرکین فاسق اور فاجرلوگ اللہ تعالی کی رحمت کو بٹتا ہوا دیکھیں گے اور امت محمدیہ ﷺ کے گناہ گاروں کو معاف ہوتا ہوا دیکھیں گے اور اللہ تعالی تھوڑے تھوڑے بہانے پر معاف کریں گے اور کہیں گے کہ جاؤ ٹھیک ہے کوئی بات نہیں جنت میں چلے جاؤ تو اس وقت کچھ کفار ومشرکین اللہ تعالی کی رحمت عامہ کو بٹتا ہوا دیکھ کر اس امید پر جھوٹ بولیں گے کہ کہیں جھوٹ بولنے کے سہارے ہم بھی نکل جائیں لیکن جب وہ اس طرح کہیں گے تو اللہ تعالی ان کے منہ پر تالا لگادیں گے ،،فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ،، پھراس کی ران سے کہا جائیگا پھر اس کے گوشت سے کہا جائیگا،اس کی ہڈیوں سے کہا جائیگا،اس کے اعضاء وجوارح سے کہا جائیگا کہ،، اِنْطِقِي اِنطِقِي ،،اب تم بولو،چنانچہ انسان کے بدن کے تمام اعضاء بولیں گے،کہ اس نے فلاں گناہ کیا فلاں گناہ کیا اور یہ اس لئے تاکہ انسان اپنے جھوٹ کا گواہ اپنے آپ کو دیکھے،،وَذَالِکَ الْمُنَافِقُ،حدیث پاک میں فرمایا کہ یہ جو شخص ہوگا وہ منافق ہوگا اور یہ وہ شخص ہوگا جس سے اللہ تبارک وتعالی ناراض ہونگے۔

ہم دنیا میں سنبھل کر زندگی گزاریں

بہرحال اس حدیث پاک سے جہاں ایک بشارت اور خوشخبری ملتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالی اپنے بندوں کو اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں گے وہیں ایک بہت زبردست وعید بھی معلوم ہوتی ہے کہ ہم دنیا میں غفلت کے ساتھ زندگی نہ گزاریں،قرآن مجید میں ہے کہ ،،وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ،،وہ لوگ جنھوں نے اللہ تعالی کو بھلا کر زندگی گزاری ان کی طرح مت ہوجانا یہ قرآن مجید کا فرمان ہے۔انسان چاہے جتنے عیش وعشرت میں رہے،لیکن ہر وقت

اس کو خدا تعالی کا دھیان رہنا چاہیئے ہم کتنے ہی کام پر ہوں، لیکن جہاں اذان کی آواز ہمارے کان میں پڑے ہم اپنی استطاعت کے مطابق جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی پوری کوشش کریں۔ جتنا مال کمانا ہو، کمائیں لیکن اللہ تعالی کے فرض کئے ہوئے حکم کے مطابق زکوۃ ادا کرنے والے بنیں اللہ تعالی کا بہت بڑا احسان ہے ہم یہاں جو بیٹھے ہوئے ہیں اس کو سمجھیں انشاءاللہ تعالی اس حدیث پاک کی وعید سے قیامت کے دن نہیں گزرنا پڑیگا انشاءاللہ تعالی۔ ہم اللہ سے امید رکھتے ہیں اس لئے کہ ہمارا اس مسجد میں آنا، بیٹھنا اور نماز پڑھنا، اور احادیث طیبہ اور قرآن پاک کے احکام کو سننا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہم دنیا ہی کو سب کچھ نہیں سمجھے ہوئے ہیں بلکہ ہمیں اپنے اللہ کا بھی دھیان ہے، اللہ تعالی ہمیں موت کی گھڑی تک اپنا دھیان نصیب فرمائے،، امین بالخصوص آخری سانس پر ہمیں اللہ تعالی کا دھیان رہے توحید ہمارا سرچشمہ ہو، توحید ہمارا اس دنیا سے جاتے وقت کا سرمایہ ہو، تاکہ دنیا آخرت ہماری کامیاب ہو جائے، اللہ تعالی ہماری اس دعا کو قبول فرمائے۔ امین

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولنا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

سماج انسان بناتا ہے شریعت نے یہ فرمایا کہ آپ جس باپ کی اولاد ہو اس رشتہ کو بھی سنبھالنا چاہیئے ، ددھیال اور ننھیال والے رشتے کو جوڑ کر چلنا بھی صلہ رحمی میں داخل ہے شادی کے بعد سسرال والوں کی رعایت کرنے کا بھی حکم ہے انیسویں پارے میں اس کو نعمت کے طور پر ذکر فرمایا، ارشاد ہے" وَهُوَ الَّذِی خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَراً فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَّصِهْرًا " اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ وہی وہ ذات ہے جس نے منی کے نطفہ سے انسان کو پیدا کر کے اس کو ایک نسب والا رشتہ دیا اور ایک سسرال والا رشتہ دیا اس آیت پاک سے ان لوگوں کو سوچنا چاہیئے جو اپنی اولاد کو سسرال میں جانے پر سختی کرتے ہیں کہ خبردار آئندہ سسرال گیا تو تیری خیر نہیں وغیرہ وغیرہ یہ صحیح نہیں ہے شریعت تو سسرال جانے کی تعلیم دیتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی نقطۂ نظر سے عقلمند کون ہیں؟

الحمد للہ وحدہ، والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، امابعد. فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ کَمَنْ ھُوَ اَعْمٰی اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم وصدق رسولہ النبی الامی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین.

یتیم کا مال اسے کب سپرد کیا جائے؟

محترم بھائیو بزرگو اور دوستو۔

اللہ تبارک وتعالی نے انسان کو تمام نعمتوں سے نوازا ہے، ان نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت عقل ہے انسان کو سب دولتیں میسر ہوں، سب نعمتیں میسر ہوں لیکن اس کے پاس عقل نہیں تو ساری نعمتیں بے وقعت ہیں، وہ بے وقوف ہے، وہ کسی بھی نعمت کا استعمال صحیح طریقہ سے نہیں کرسکتا، اسی لئے شریعت نے یہ حکم دیا ہے کہ اگر کسی کے والد انتقال کر جائے اور اس کے بچے ابھی نابالغ ہیں، تو جب تک وہ بچے عقل کو

نہیں پہونچ پاتے ہیں تب تک ان کوان کا مال سپرد نہیں کرنا چاہئے۔

قرآن پاک نے فرمایا،، وَلَا تَقْرَبُو مَا لَ الْيَتِيم ،، کہ یتیم کے مال کے قریب بھی مت جاؤ یتیم کے مال کو ہاتھ بھی مت لگاؤ، یتیم کے مال سے دور رہو، لیکن دوسری طرف یہ بھی حکم دیا کہ،، وَابْتَلُو الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ،، کہ اگر کسی کے والد کا انتقال ہو جائے اور اولاد کے حصہ میں مال ملا ہے تو وہ مال ان بچوں کو سپرد مت کرو، بلکہ اس کو اپنے قبضے میں لے لو، اور اس کو حفاظت سے رکھو اس کو کسی بینک میں جمع کر دو، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں ابھی عقل پوری نہیں آئی ہے ابھی ان کو اچھائی اور برائی سمجھ میں نہیں آتی ہے اس لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مال کا استعمال غلط کریں.

لہذا تم ان کے مال کو اپنے قبضہ میں لو اور جب وہ اپنی پختہ عمر کو پہونچ جائیں جب ان میں عقل پوری ہو جائے اور تم یہ جان لو کہ اب یہ ہزار کے بارہ سو کر سکتے ہیں نہ کہ سولہ سو کے ہزار کریں گے، تو ان کو ان کا مال واپس کر دو،، فَا دْفَعُوا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ،، ان کو ان کا مال سپرد کر دو، ہمارے یہاں پندرہ سال کی عمر میں مال واپس کیا جائیگا ، اور امام شافعیؒ کے یہاں اٹھارہ سال کی عمر ہے اور اگر وہ بھی پورے ہونے پر عقل نہیں آئی تب بھی اس کو اس کا مال واپس نہیں کیا جائیگا اور امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر پندرہ سال ہونے پر بھی اس کو عقل نہیں آئی تو پچیس سال تک انتظار کیا جائیگا اور اگر پچیس سال پر بھی عقل نہیں آئی تو اب اس کو اس کا مال سپرد کر دو۔ انتظار کا مرحلہ ختم، کیوں؟ اس کی وجہ ہے،،

آدمی پچیس سال کی عمر میں دادا بن سکتا ہے

پچیس سال کا ہو گیا تو اس کو اس کا مال دیدیا جائے گا امام صاحب نے بڑی دلچسپ بات فرمائی کہ آدمی پچیس سال کی عمر میں دادا بن سکتا ہے اور دادا ہونے کے باوجود عقل نہیں آئی تو اس کو کون سدھار کر سکتا ہے۔ کس طرح پچیس سال کی عمر میں دادا بنتا ہے فرمایا کہ دیکھو اگر اچھا کھایا پیا ہو تو بارہ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتا ہے۔ اب اس نے بارہ سال کی عمر میں شادی کی اس کی بیوی کو حمل ٹھہرا، اور حمل کی اقل مدت چھ ماہ ہے اب اس کے یہاں ساڑھے بارہ سال کی عمر میں بچہ پیدا ہوا، باپ بن گیا، اب وہ بچہ بڑا ہوا، وہ بارہ سال کا ہوا، اس کی شادی ہوئی، اور اس کے یہاں چھ مہینہ میں بچہ پیدا ہوا، تو کل ملا کر پچیس سال کی عمر میں یہ دادا بن گیا، اب اگر پچیس سال تک بھی اس کو عقل نہیں آتی ہے جو کہ دادا بننے کی عمر ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟ امام صاحب فرماتے ہیں کہ پچیس سال کی عمر میں اس کو اس کا مال واپس کر دیا جائیگا۔

عورت سردار نہیں ہو سکتی

اللہ تعالی نے انسان کو عقل کی نعمت دی ہے اور یہ نعمت بہت بڑی نعمت ہے اور یہ عقل کی نعمت عورتوں کی بنسبت مردوں کو زیادہ ملی ہے اسی لئے مردوں کو پاور بھی زیادہ دیا گیا ہے جو عورت کو نہیں دیا گیا اسی لئے عورت کو قاضی بننے کی اجازت نہیں ہے عورت کو مفتی ہونے کی حیثیت سے فتوی دینے کی بھی اجازت نہیں ہے عورت کو امام بننے کی بھی اجازت نہیں ہے، عورت کو کسی سلطنت کا والی بننے کی بھی اجازت نہیں ہے، بلکہ مشکوۃ شریف میں ایک روایت اسطرح آئی ہے کہ،، لَنْ یَصْلُحَ قَوْمٌ وَلَّوْا

اَمِرَھُمْ امراۃ او کما قال ﷺ ،، وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اپنا بڑا کسی عورت کو بنایا ہو، اس لئے کہ عورت کی عقل ادھوری ہوتی ہے۔ آج کل تو ہمیں اپنی بیٹیوں کو الیکشن میں کھڑا کرنے کا شوق ہو گیا ہے، بہت سے لوگوں کو اس کا نشہ ہو رہا ہے، ارے سوچو تو سہی کہ اللہ کا نظام ہے عورت کبھی مرد کے برابر ہو ہی نہیں سکتی، آج کل ہم نے برابری کا مسئلہ اٹھایا ہے، تو برابری کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا تعالی کے نظام میں خلل ڈالا جائے، عورتوں کو اس لئے پیدا نہیں کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کی ذمہ داریاں سنبھالے اور لوگوں کا نظام دیکھے، کامیاب عورت تو وہ ہے جو اپنے گھر کا نظام برابر دیکھے۔

بیوی سے مشورہ کرنے کا حکم

اور اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ اسلام نے عورت کو کوئی حق ہی نہیں دیا ہے، ابو داود شریف کی روایت میں ہے کہ اگر تمہاری بیٹیوں کو کہیں سے رشتہ آئے تو اپنی بیویوں سے مشورہ کرو اس عورت کو حیثیت دی گئی ہے لڑکیوں کو کہیں سے رشتہ آئے تو اپنی بیوی سے مشورہ کرنا چاہیئے کیوں کہ ماں زیادہ جانتی ہے اس کے اندر کیا صلاحیت ہے اس کے اندر کیا عادت ہے اس کی پرسنل لائف کیا ہے دودھ چھڑانے کا مسئلہ آئے تو اس صورت میں بھی عورت سے مشورہ کا حکم دیا گیا ہے۔ بلکہ آپ ﷺ نے بیوی سے مشورہ کر کے بتایا ہے صلح حدیبیہ کے وقت ایسا نازک مرحلہ پیش آ گیا تھا کہ صحابہ کرام سے حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ اٹھو اور اپنا حلق کرواؤ، لیکن صحابہ کرام مارے غم کے بیٹھے ہوئے تھے اس لئے کہ عمرہ کی نیت سے آئے تھے اور مشرکین نے

ان کا داخلہ روک دیا تھا، جب صحابہ کرام نہیں اٹھے،تو آپ ﷺ حضرت ام سلمہؓ کے پاس تشریف لائے اور صورتحال بیان فرمائی تو انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے آپ اپنا حلق فرما لیجئے تو آپ کو دیکھ کر وہ لوگ خود حلق کرنے لگ جائیں گے حضور ﷺ نے ایسا ہی کیا تب جا کر صحابہ کرام نے اپنا اپنا حلق کروایا پتہ چلا کہ بیوی سے مشورہ کرنے کا اسلام ہمیں حکم دیتا ہے۔

انسان کے بول کی بھی قیمت ہے

بہر حال اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل کی دولت سے نوازا ہے یہ سب سے بڑی نعمت ہے اسی وجہ سے تو انسان ساری مخلوقات پر فضیلت رکھتا ہے جانور ہیں حجر شجر اور جتنی مخلوقات ہیں سب پر انسان کو فضیلت دی گئی ہے اور اس کے ایک ایک بول پر کوئی نہ کوئی حکم مرتب ہوتا ہے جانور اگر کچھ بولے تو اس پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوتا لیکن انسان جب بولتا ہے تو اس پر شریعت کا حکم مرتب ہوتا ہے بلکہ اگر مذاق میں بھی کرتا ہے تو اس پر حکم مرتب ہوتا ہے کہ تیرے اندر عقل ہے تو جو کچھ بھی بولے گا تو سوچ سمجھ کر ہی بولے گا۔ بلکہ تین چیزیں تو ایسی ہیں کہ مذاق میں بھی حقیقت واقع ہو جاتی ہیں نکاح، طلاق، عتاق، آپ نے کسی لڑکی سے مذاق میں کہدیا کہ میں نے تجھ سے شادی کی اور اس نے کہا میں نے قبول کیا اور دو گواہ بھی موجود ہوں تو آپ کا نکاح ہو گیا، اگر آپ کہیں کہ ہم تھوڑی دیر کے لئے تفریح کر رہے تھے تو نہیں چلے گا اب اس کا خرچ آپ کو دینا پڑیگا اسی طریقہ سے طلاق کا معاملہ ہے اگر مذاق میں بھی اپنی بیوی سے کہدیا تو طلاق ہو جائیگی، آپ بولو کہ میں نے تو مذاق کی تھی تو نہیں چلے گا، آپ

نے اپنے غلام سے کہا کہ میں نے تجھے آزاد کردیا بس وہ آزاد ہو گیا اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ اسلام عقل کا استعمال صحیح کرنے کا حکم دیتا ہے کہ تم بولو تو ذرا سوچ کر بولو اس لئے کہ ہم نے تم کو عقل دی ہے تم جانور تھوڑی ہو کہ تمہاری بولی پر کوئی حکم لاگو نہیں ہوگا انسان نے اللہ کی قسم یہ لفظ بولا اور وہ کام نہیں کیا تو اس کی پکڑ کی جائیگی کفارہ اس کو ادا کرنا پڑیگا، عقل اللہ تعالی کی نعمت ہے اللہ اسے ہمیں صحیح استعمال کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔۔۔۔۔آمین۔

عقلمند لوگ کون ہیں؟

انسانوں میں کس کو عقل مند کہا جائیگا یہ ایک بڑا مسئلہ ہے دنیا میں ہر آدمی اپنے آپ کو بڑا اعقلمند شمار کرتا ہے ہر آدمی کا دعوی ہے کہ میں سب سے بڑا اعقلمند ہوں بہت سے لوگ اپنے آپ کو اس وجہ سے عقلمند کہتے ہیں کہ وہ بہت زیادہ کماتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو قارون سب سے زیادہ عقلمند ہونا چاہئے تھا اور کچھ لوگ سوچتے ہیں ہم زیادہ عقلمند ہیں اس لئے کہ ہم سیاست جانتے ہیں اگر اس طرح ہوتا تو فرعون سب سے زیادہ عقلمند ہونا چاہئے تھا اس لئے کہ وہ بہت زیادہ سیاست کا جاننے والا تھا جس نے کئی برسوں تک کامیابی کے ساتھ اپنی حکومت کو چلایا ہے نمرود نے حکومت کو چلایا ہے اگر ڈاکٹر اپنے آپ کو عقلمند کہے تو بندر بھی زہر اتارنا جانتا ہے اگر سائنس والے اپنے آپ کو عقلمند کہیں تو پرندہ بھی ہوا میں اڑنا جانتا ہے اور کتا بھی کھانے سے پہلے دیکھتا ہے کہ یہ چیز مفید ہے یا نقصان دہ ہے جو پیسہ کمانا جانتا ہو وہ عقلمند نہیں ہے جو ستاروں سے بھی اوپر پہونچ گیا ہو وہ عقلمند نہیں ہے، قرآن پاک نے کس کو عقلمند کہا اس کو آج کی

تراویح میں پڑھا گیا اور وہ کون کون لوگ ہیں قرآن پاک نے ترتیب وار بیان کیا ہے
نمبرایک۔اَلَّذِینَ یُوفُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلاَ یَنْقُضُونَ الْمِیْثَاقَ ،، کہ عقلمند لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وعدے کو پورا کرتے ہیں اور اس وعدہ کونہیں توڑتے ہیں اور وہ وعدہ کونسا ہے ،فرماتے ہیں علماء دین کہ روزِ ازل میں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو صلبِ آدمؑ سے نکال کر عہد لیا تھا کہ،، اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ؟ ،، کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے کہا تھا کہ ،بَلٰی ، کیوں نہیں؟ بیشک آپ ہمارے رب ہیں ہم اقرار کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمارا نفع نقصان بس آپ ہی سے منسلک ہے آپ کے سوا ہمارا کوئی نہیں ۔اس وعدے کے مطابق جولوگ اپنی زندگی گزارتے ہیں وہ لوگ عقلمند ہیں۔

عالم ارواح میں جمع ہونے کی مثال

آپ کہیں گے کہ مولانا اس میدان میں ساری کائنات کے لوگ شروع سے لے کر اخیر تک کا مجمع کیسے جمع ہوگا؟اور کتنے لوگ ہونگے ؟ تو میرے بھائیو!اس طرح سوچنے کی ضرورت نہیں ہے موجودہ زمانہ کی ریسرچ نے یہ بات سمجھنا ہمارے لئے آسان کردیا ،کیسے ؟ آپ دیکھتے ہونگے کہ انسان کی صرف ایک آنکھ میں ہزاروں بلکہ لاکھوں جمس یعنی جراثیم ہوتے ہیں جس کو دوربین سے دیکھا جاتا ہے حتی کہ آدمی سانس باہر نکالتا ہے تو اس میں بھی ہزاروں جراثیم اس کے اندر سے نکل آتے ہیں تو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں چھوٹے چھوٹے ذرات کی شکل میں انسانوں کو جمع فرمایا تھا اور ویسے بھی اللہ تعالیٰ کے لئے کیا مشکل ہے؟ ابوداود شریف

کی ایک روایت میں آتا ہے کہ،، مَاتَعَارَفَ مِنْهَا اِئْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْهَا اِخْتَلَفَ ،، کہ اللہ تعالی نے عالم ارواح کے اندر تمام مردوں اور عورتوں کو جمع فرمایا تھا اور قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا تھا ایک بھیڑ تھی جن کی آنکھیں ایک دوسرے کے سامنے تھیں۔ جس نے وہاں ایک دوسرے کو پہچانا اور محبت کی، اس نے دنیا میں بھی ان کو پہچانا اور ان سے اسے محبت رہی، چاہے وہ لندن کا ہو، یا انگلینڈ کا ہو، اور جس نے وہاں کسی کو نہیں جانا اور نفرت کی، تو دنیا میں بھی اسے نفرت ہی رہی، آپ نے بھی اس بات کا اندازہ کیا ہو گا کہ کسی سے پانچ منٹ کی ملاقات ہوتی ہے اور آدمی سوچتا ہے کہ پتہ نہیں کتنے سالوں سے اس کے ساتھ دوستی ہے تو یہ وہیں کا اثر ہے اور اسی طرح کسی کو دیکھتا نہیں ہے، لیکن پھر بھی کہتا ہے کہ یار اس کو میں نے کہیں دیکھا ہے یہ بھی اسی کا اثر ہے۔

تو اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالی کے اس عہد کو یاد رکھتے ہیں وہ عقلمند ہیں اسی لئے حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ اس میدان میں مجھے معلوم ہے کہ میرے دائیں جانب کون تھا اور بائیں جانب کون تھا، ایک بہت بڑے بزرگ ہیں وہ فرماتے ہیں میں دو آدمیوں کی تلاش میں ہوں، ان کو دیکھ لوں گا تو پہچان لوں گا کہ یہ میرے دائیں جانب تھے، اور یہ میرے بائیں جانب تھے، بعض لوگوں کا حافظہ بڑا مضبوط ہوتا ہے ایک مرتبہ کسی آواز کو سن لیتے ہیں اور ایک سال بعد انہیں سنایا جائے تو وہ فوراً پہچان لیں گے کہ یہ اسی کی آواز ہے۔ اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کو سو دفعہ بھی کہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یار یاد نہیں آرہا ہے، اور کبھی کبھی انکار بھی کر دیتے

ہیں کہ معاف کر دیجئے یا دنہیں آ رہا ہے سمجھ میں نہیں آ رہا ہے تو عقلمند لوگ وہ ہیں جو اس عہد کو یاد رکھتے ہیں اور اسی کو حدیث پاک میں فرمایا کہ۔ اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوتِ ،، کہ عقلمند آدمی وہ ہے جو موت آنے سے پہلے موت کی تیاری کر لے وہ اس عہد کو یاد رکھتا ہے کہ اللہ ہی مجھے دینے والا ہے اللہ تعالی ہی میری ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے اور میں نے اس کو اپنا رب مانا ہے میں اس کے احکامات پر عمل کروں گا اگر کوئی گناہ ہو جائے تو توبہ کروں گا ایسا شخص عقلمند ہے۔

صلہ رحمی کرنے والے عقلمند ہیں

اور دوسرے نمبر پر فرمایا کہ عقلمند لوگ وہ ہیں جو صلہ رحمی کرتے ہیں ،،وَالَّذِینَ یَصِلُونَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ یُّو صَلَ ،، کہ عقلمند لوگ وہ ہیں جو رشتہ داریوں کو نبھاتے ہیں صلہ رحمی کرتے ہیں ،میرے بھائیو! اللہ تعالی نے انسان کو اکیلا رہنے کے لئے پیدا ہی نہیں فرمایا، انسان کو انسان اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس کو ایک دوسرے سے لگاؤ ہوتا ہے، ایک دوسرے سے مانوسیت ہوتی ہے، ایک دوسرے سے ہمدردی ہوتی ہے، ایک دوسرے سے اُنس ہوتا ہے، جانوروں کو ایک دوسرے سے مانوسیت نہیں ہوتی ہے، انسان کی فطرت ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے مانوس ہوتا ہے۔اور بعض لوگوں نے انسان کو نسیان سے مانا ہے جس کا ترجمہ بھولنے کا ہوتا ہے اور چونکہ انسان بہت جلدی کسی بھی چیز کو بھول جاتا ہے اس لئے اس کو انسان کہا جاتا ہے۔

انسان کا سجدہ فرشتے کے سجدہ سے افضل ہے

انسان کی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے تمام رشتہ داروں میں اپنی پوری سوسائٹی میں رہتے ہوئے سب سے میل میلاپ کرتے ہوئے اللہ تعالی کی عبادت کرتا ہے، فرشتے بھی اللہ تعالی کی عبادت کرتے ہیں، لیکن فرشتوں کے کروڑوں سجدے ایک طرف، اور حضرت انسان کا ایک سجدہ ایک طرف، اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ انسان کو سب کے حقوق ادا کرنے ہیں، سب کے ساتھ اس کو مل جل کر رہنا ہے تمام ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے اللہ تعالی کی عبادت بھی اس کو کرنا ہے اور یہ اس کا کمال ہے۔

شادی شدہ کی نماز افضل ہے

اور ایک حدیث پاک میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شادی شدہ آدمی کی ایک نماز اور غیر شادی شدہ آدمی کی چالیس نمازیں دونوں برابر ہیں، اس کی وجہ کیا ہے کیا اس نے نماز میں کوئی لمبی سورۃ پڑھی؟ کیا اس نے نماز میں کوئی خاص عطر لگا کر آیا؟ نہیں بلکہ اس کو چالیس نمازوں کا ثواب اس لئے ملا کہ شادی شدہ آدمی کے پیچھے مصروفیات ہوتی ہیں اس کو بل بھرنا ہے اس کو آٹا لانا ہے اس کو آفس جانا ہے اس کو کاروبار کرنا ہے اس کو گوشت وغیرہ لا کر دینا ہے ان سب کاموں کو کرتے ہوئے وہ بندہ نماز کے لئے بھی آتا ہے تو دل لگا کر ہی پڑھتا ہے اس لئے کہ بڑی محنت اور مشقت کے بعد وہ نماز کو آرہا ہے تو اس کو اسکی قدر ہوگی۔ اور غیر شادی شدہ آدمی کو یہ سب کلفتیں نہیں ہوتی ہیں، امی نے پکایا اور اس نے کھایا بہن نے پکایا اور اس نے کھایا

اس کو کوئی فکر نہیں ہوتی ہے کوئی اس کو لینا دینا نہیں ہوتا ہے اس لئے اس کو ثواب بھی کم ملتا ہے اور ایک اصول علماء نے لکھا ہے،، اَلْاَجْرُ بِقَدْرِ الْمَشَقَّةِ ،، کہ آدمی کو اجر ملتا ہے اس کی مشقت کے برابر،، جتنی تکلیف اتنا اجر زیادہ، اور اسی کو کسی نے کہا کہ، اَلْعَطَایَا عَلٰی قَدْرِ الْبَلَایَا ،، اور اسی کو کسی نے اس طرح کہا کہ، اَلْمَعُوْنَةُ تَاتِی عَلٰی قَدْرَ الْمَؤُنَةِ سب کا خلاصہ یہ ہے کہ جتنی تکلیف اتنا اجر۔

انسان معاشرہ بنانے کے لئے آیا ہے

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ شادی کرنے کے بعد ایمان مکمل ہو جاتا ہے، اور اس سے اللہ کے رسول ﷺ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ انسان اس دنیا میں سماج بنانے کے لئے آیا ہے انسان اپنی پرسنل لائف گزارنے کے لئے نہیں آیا بلکہ سوشیل لائف گزارنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے، وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک دوسرے کے حقوق پورے کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اسی صلہ رحمی کو باقی رکھنے کے لئے تو روایتوں میں آتا ہے اگر کسی کے ماں یا اس کے والد کا انتقال ہو جائے اور وہ چاہتا ہو کہ ان کی خدمت کا ثواب حاصل کرے تو اس کو چاہیئے کہ ماں باپ کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ بلکہ اللہ کے رسول ﷺ تو ماں خدیجۃ الکبریٰ کی سہیلیوں کو یاد فرما کر ان کے گھر ہدایا روانہ فرماتے تھے انکی خبر گیری فرمایا کرتے تھے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے کسی پر اتنی غیرت نہیں آتی جتنا کہ حضرت خدیجہؓ پر آتی ہے حضور ﷺ ہر سال ماں خدیجہؓ کے نام سے قربانی بھی کرتے تھے اور کوئی خوشی کا موقع ہوتا تو ماں خدیجہ کی سہیلیوں کے گھر پر بھی ہدیہ وغیرہ روانہ فرماتے تھے۔

ننھیال، ددھیال، اور سسرال والوں کا حق

انسان سماج بناتا ہے شریعت نے یہ فرمایا کہ آپ جن ماں باپ کی اولاد ہو، ان کے رشتہ داروں کا بھی خیال رکھنا چاہیئے دَدِھیال اور ننھیال والے رشتے کو جوڑ کر چلنا بھی صلہ رحمی میں داخل ہے شادی کے بعد سسرال والوں کی رعایت کرنے کا بھی حکم ہے انیسویں پارے میں اس کو نعمت کے طور پر ذکر فرمایا، ارشاد ہے،، **وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا** ، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ وہی وہ ذات ہے جس نے منی کے نطفہ سے انسان کو پیدا کر کے اس کو ایک نسب والا رشتہ دیا اور ایک سسرال والا رشتہ دیا اس آیت پاک سے ان لوگوں کو سوچنا چاہیئے جو اپنی اولاد کو سسرال میں جانے پر سختی کرتے ہیں کہ خبردار آئندہ سسرال گیا تو تیری خیر نہیں وغیرہ وغیرہ یہ صحیح نہیں ہے شریعت تو سسرال جانے کی تعلیم دیتی ہے۔

سسرال والے قابل احترام ہیں

بلکہ جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے لئے سب سے قابل اکرام وہ شخص ہے جس نے اس کو اپنی بہن شادی میں دی ہو جس نے اس کو اپنی بیٹی شادی میں دی ہو۔ سبحان اللہ اسلام کی تعلیمات دیکھئے اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ سسرال والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا آپ ﷺ کی ہدایت ہے آپ ﷺ کی تعلیمات ہیں یہ سب نبی کی ہدایات ہیں۔

آپ ﷺ خواہش پرست نہیں تھے

کچھ اسلام کے دشمن اعتراض کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ خواہش

پرست تھے وہ ذرا میدان میں آئیں ان کو سمجھنا چاہئے کہ ایک پچیس سال کا کامل نوجوان اُبھرتی ہوئی جوانی میں چالیس سالہ عورت سے شادی کرے جواس سے پہلے دوشوہر دیکھ آئی ہو، جب کہ اس کے سامنے بڑی بڑی خوبصورت عورتوں کا چیلنج ہو، اور پھر پچپن سال کی عمر تک آپ ﷺ نے دوسرا نکاح نہیں کیا اب پچپن سال بعد آپ ﷺ کی عمر ہی کیا رہ جاتی ہے آپ کو اب دنیا میں سات یا آٹھ سال زندہ رہنا ہے اس مختصر سے عرصہ میں آپ ﷺ نے مختلف قبائل کی لڑکیوں سے شادی فرمائی۔ اوراس کی سب سے بڑی وجہ خدمتِ دین اور خدمتِ اسلام تھی، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کا مقصد یہ تھا کہ حضرت عائشہ کا دماغی پاور آپ ﷺ استعمال کرنا چاہتے تھے.

تا کہ اسلام کی خوب سے خوب خدمت ہو، اور بہت سی وہ عورتیں تھیں جن سے نکاح فرما کر آپ ﷺ عربوں کو اسلام میں داخل کرنا چاہتے تھے کہ بھائی اب تو یہ آدمی ہمارا داماد بن گیا ہے۔ اس لئے کہ داماد صاحب کی رعایت کی جاتی ہے، ابوسفیان ؓ کا کیا حال تھا؟ جب ابوسفیان ؓ کی بیٹی ام حبیبہ ؓ سے آپ ﷺ کا نکاح ہوا، مدینہ منورہ میں زندگی گزار رہے تھے، ابوسفیان ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے، ابوسفیان کسی کام سے مدینہ گئے، تو سوچا کہ اپنی بیٹی سے ملاقات کرلوں، ان کی خبر پرسی کرلوں، باپ گھر میں داخل ہوا تو حضرت ام حبیبہ ؓ نے بستر لپیٹ کر سائڈ میں کردیا ، چارپائی کھڑی کردی، اور کہا کہ نیچے بیٹھ جاؤ، ابوسفیان نے کہا کہ بیٹی یہ تیرا باپ ہے، باپ کے آنے پر تو عزت کی جاتی ہے اور تو بستر لپیٹتی ہے، فرمایا کہ تم ناپاک ہو، اس لئے کہ تم مشرک ہو، اس بستر پر اللہ کے رسول ﷺ پر وحی اترتی ہے۔ ابوسفیان

نے اس وقت کہا تھا کہ محمد اپنے اندر ایسی طاقت اور ایسا پاور رکھتا ہے کہ اس کی ناک کوئی نہیں کاٹ سکتا، یہ تو میری ناک کٹ گئی کہ میں عربوں کا سردار ہوں اور میری بیٹی کو اس نے ایسا گرویدہ بنالیا بالآخر اسلام لانے پر مجبور ہو گئے۔ایک واقعہ ایسا ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت جویریہؓ سے نکاح فرمایا اس کے نتیجہ میں حضرت جویریہؓ کے بہت سے رشتہ دار جو غلام بن کر آئے تھے ان کو آزادی حاصل ہو گئی،لوگوں نے کہا کہ ان کے خاندان کی ایک بچی ہماری ماں ہے، پتہ چلا کہ امہات المومنین کی برکت سے اسلام کو فروغ ملا ہے اور یہی آپ ﷺ کا مقصد بھی تھا۔

بے لوث احسان کرنا چاہئے

بہر حال حدیث پاک میں آیا ہے کہ ،، صِلْ مَنْ قَطَعَکَ ،، جو تمہارا حق ادا نہ کرے تم اس کا حق ادا کرو، یہی کمال ہے میں تم کو کچھ دوں اور تم مجھ کو کچھ دو یہ کمال نہیں ہے،اور کچھ لینے کی نیت سے کچھ دینا یہ تو منع ہی ہے،، وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ،، سورہ مدثر میں آیا ہے کہ کسی کے ساتھ اس لئے احسان مت کرو کہ تم اس سے زیادہ چاہو کہ میں نے فلاں کی شادی میں پچیس پاؤنڈ کی چیز دی ہے تا کہ وہ میری بیٹی کی شادی میں تیس پاؤنڈ کی چیز دے۔اور ذرا معاف کیجئے آج کل تو لوگ پیسے لینے کے لئے کچھ بھی کرتے ہیں اللہ معاف فرمائے آمین۔

بہر حال قرآن مجید کہتا ہے کہ کسی پر احسان اس لئے مت کرو کہ پھر اس سے کچھ لینے کی امید رکھو، جو دیا اس کو بھول جانا چاہئے آدمی کبھی شکایت نہ کرے کہ تیری بچی کی شادی میں میں نے یہ دیا تھا تو نے کیا دیا؟ ایسا کچھ کہا تو وہ کام سے گیا اس کو آخرت میں کچھ ملنے والا نہیں ہے،، لَا تُبْطِلُوا صَدَقٰتِكُم بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ،، اے لوگو اپنے

صدقات کو احسان جتلا کر اور کسی کو ستا کر برباد نہ کرو، یہ بہت خراب عادت ہے ہم لوگوں میں ذرا کسی کے ساتھ کچھ بگڑتی ہے تو کہتا ہے کہ بھول گیا ضرورت تھی تو آیا تھا، اور تجھے دس پاؤنڈ میں نے دیئے تھے،، **لاحول ولاقوۃ الابا للہ**،، یہ جو آپ نے نیکی کی تھی وہ ختم ہوگئی۔ اور رقعہ پر فضول باتیں لکھی جانے لگی ہیں ابھی چند دن پہلے ایک صاحب نے گجرات میں اپنی بیٹی کی شادی کی اور س پر لکھا کہ دلہن کو پردہ میں رخصت کیا جائیگا میں نے کہا کہ آپ نے ظاہر کیوں کیا، یہ کیا لکھنے کی ضرورت ہے کہ ہماری بیٹی کو پردہ میں رخصت کیا جائیگا جیسے پردہ چھپانے کا ہے ویسے ہی یہ بھی چھپانے کی چیز ہے آپ نے لکھ کر اپنی بزرگی ظاہر کردی۔

ہم لوگوں میں رشتہ داریوں کا خیال نہیں

آج کل ہمارا سماج ٹوٹ رہا ہے اور ہماری اولاد جو بھٹک رہی ہے اور ہمارے اندر جو دراڑیں پڑ رہی ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگوں میں رشتہ داریوں کا کوئی خیال نہیں ہے بھائی بھائی کا دشمن، بھائی بھائی سے بات کرنے کے لئے تیار نہیں، بھائی بہن سے بات کرنے کے لئے تیار نہیں۔ باپ کی مسجد الگ، بیٹے کی مسجد الگ، سوچ الگ الگ ہوسکتی ہے، کوئی ضروری نہیں کہ دونوں کی سوچ ایک ہو، آپ کا دماغ الگ سوچ سکتا ہے آپ کے بھائی کا دماغ الگ سوچ سکتا ہے۔ ایک دوسرے کے دماغ پر کسی کا کنٹرول نہیں ہوتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ رشتہ داری کے اندر دراڑ پیدا کرو یا دشمنی پیدا کرو، اللہ تعالی نے فرمایا کہ ،، وَالَّذِینَ یَصِلُونَ مَا اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖ اَنْ یُّوصَلَ ،، جو لوگ رشتہ داریوں کو جوڑتے ہیں وہ عقلمند لوگ ہیں، اللہ

کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ،،لَیۡسَ الۡوَا صِلُ بِالۡمُکَافِی ،،رشتہ داری کا حق ادا کرنے والا وہ نہیں ہے جو برابری سرابری کرتا ہو، بلکہ رشتہ داری کا حق ادا کرنے والا وہ ہے جو دشمنی رکھنے والے کے ساتھ اچھا سلوک کرے اوراس کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے۔

عقلمندوں کی تیسری صفت

اللہ تعالی نے عقلمندوں کی تیسری صفت یہ بیان فرمائی کہ جو اپنی زندگی کے ہر قدم اور ہر مرحلہ پر اللہ تعالی کی عظمت کا استحضار رکھتے ہیں اللہ تعالی کی بڑائی کو سوچتے ہیں اللہ تعالی سے ڈرتے ہیں اللہ تعالی سے خشیت رکھتے ہیں اس کی بڑائی کا تصور کرتے ہیں انسان نماز میں بار بار ،اللہ اکبر ،کہتا ہے یہ کہکر اس کے دل ودماغ میں یہی پیدا کیا جا تا ہے ساری چیزیں ایک طرف ،سب سے بڑے اللہ ہی ہیں ڈرنے کے قابل بھی وہی ہیں یاد کرنے کے قابل وہی ہیں۔

تیسرے کلمہ میں اللہ تعالی کی بڑائی کا ذکر ہے

تیسرے کلمہ میں زیادہ اللہ تعالی کی بڑائی کا ہی تذکرہ ہےاور سب سے بڑی فضلیت تیسرے کلمہ کی ہے تیسرے کلمہ میں کتنا ترتیب وار اور اسٹیپ بہ اسٹیپ نبی اکرم ﷺ نے ایک وظیفہ بتلایا ،،سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ وَلَاحَولَ وَلاقُوَّۃَ اِلَّابِا للّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیم ،،اللہ تعالی کی ذات تمام عیوب سے پاک ہےاس میں کسی قسم کا کوئی عیب نہیں ،کوئی کمی نہیں ،اور جو ذات تمام عیوب سے پاک ہو،تمام تعریفیں اسی کے لئے کی جاسکتی ہیں ،ورنہ دنیا میں ایسا کون

ہے جس میں کوئی خامی نہ ہو، کچھ لوگ اپنے آپ کو ایسا دیکھنا چاہتے ہیں کہ ان میں کوئی خامی نہ ہو، یعنی اپنے آپ کو اللہ دیکھنا چاہتے ہیں، آدمی ہے، تو کوئی نہ کوئی کمی رہے گی کسی میں ایک خامی تو کسی میں پانچ، اس لئے کہ انسان ہے اللہ تعالی کی ذات میں کوئی خوامی نہیں کوئی عیب نہیں۔

اب جو ذات ایسی ہوگی تمام تعریفیں بھی اسی کے لئے ہونگی،، سُبُحَانَ اللّٰہِ وَالُحَمُدُ لِلّٰہِ ،، اور جس کے لئے تمام تعریفیں ہوں، وہی عبادت کے قابل ہوتا ہے اور جب وہی عبادت کے قابل ہے تو گُن بھی اسی کے گائے جائیں گے اسی لئے فرمایا کہ ،، وَیَخُشَونَ رَبَّھُم ،، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالی کی عظمت کا استحضار رکھتے ہیں باقی باتیں انشاء اللہ بعد میں ذکر کریں گے اللہ تبارک وتعالی ہم سب لوگوں کو اپنی عقل کی وہ نعمت عطا فرمائے جو عقلمندی پیدا کرنے کی صفات قرآن پاک نے بیان کی ہیں،، اور ہماری سوچ کو صحیح فرمائے اٰمین۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولنا محمد وعلی اٰلہ واصحابہ وبارک وسلم

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

اللہ تعالی نبی کے دل میں القاء فرماتے ہیں کہ ہمیشہ یہ دعا کیا کریں کہ اے اللہ ال محمد ﷺ کو اور محمد ﷺ کے گھر والوں کو اتنی روزی نصیب فرما جس سے وہ اپنی کمر سیدھی کر سکیں، ایک روایت میں آتا ہے کہ مومن ایک آنت کھا تا ہے اور کافر سات آنت کھاتا ہے اس کا پیٹ ہی نہیں بھرتا ہے وہ کہتا ہے اور آنے دو اور آنے دو، اور ایک روایت ماں عائشہ ؓ نقل فرماتی ہیں کہ۔

مَا شَبِعَ الُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ مِن طَعَامِ بُرٍّ ثَلاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ ، غور کرنے کی بات ہے ماں عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ محمد ﷺ کے گھر والوں نے جب سے وہ مدینہ سے آئے ہیں تین رات مسلسل گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی، ایک رات ملتی تھی، تو دوسری رات نہیں ملتی تھی ، اور یہ حال اس وقت سے تھا جب سے مدینہ منورہ آئے تھے تب سے لیکر وصال تک یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ آپ ﷺ وصال فرما گئے کبھی آپ ﷺ نے کھجور کبھی سرکہ کبھی روٹی کبھی سوکھا کبھی میٹھا کچھ بھی کھالیا اور زندگی گزاری۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اختیاری غربت، اور مسکنت افضل ہے

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی اٰلہ واصحابہ الذین اَوفَو اعھدہ اما بعد۔

محترم بھائیو بزرگو اور دوستو۔

غربت دو طرح کی ہوتی ہے، ایک غربت اختیاری ہوتی ہے، اور ایک غربت اضطراری ہوتی ہے، اضطراری کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آدمی کے پاس کہیں سے بھی روپیہ پیسہ آنے کی امید نہ ہو، وہ چاہتے ہوئے بھی مالدار نہیں ہوسکتا، اس کے مقدر میں ہی لکھا ہوا نہیں ہے اسے مجبوری والی غریبی کہتے ہیں، اور ایک غریبی اختیاری ہوتی ہے یعنی کہ اس کے پاس مال و دولت سب کچھ ہے، خوشحالی ہے لیکن وہ سب کو قربان کر کے اپنے آپ کو غریب ہی رکھنا چاہتا ہو۔ تاکہ آخرت میں کم سے کم حساب وکتاب میں چھوٹ جائے اور یہ غریبی زیادہ افضل ہے بنسبت مجبوری والی غریبی کے اس لئے کہ ایک آدمی ہے اس کے پاس دنیا نہیں ہے اور وہ کہے کہ میں دنیا سے دل نہیں لگاتا ہوں تو اتنا زیادہ کمال نہیں ہے اس لئے کہ اس کے پاس ہے ہی نہیں۔ اور ایک آدمی وہ ہے جس کے پاس دنیا موجود ہے پھر بھی اس کو وہ آدمی اللہ کے راستہ میں

صدقہ کر دیتا ہے اور دنیا سے دل نہیں لگا تا ہے تو یہ آدمی ظاہر سی بات ہے افضل ہوا اس میں قربانی زیادہ ہے اس کو یوں سمجھو کہ اگر کوئی گونگا دعوی کرے کہ میں نے زندگی میں کبھی کسی کی غیبت نہیں کی تو اس کا اتنا زیادہ کوئی کمال نہیں ہے اس لئے کہ اس کی زبان ہی نہیں چلتی ہے وہ بول ہی نہیں سکتا۔ اگر کوئی بہرہ آدمی ڈنکے کی چوٹ پر یہ اعلان کرے کہ میں نے زندگی میں کبھی کوئی غلط بات نہیں سنی گا نا بجانا نہیں سنا کوئی جھوٹ اور غلط نہیں سنا تو اس کا اتنا زیادہ کمال نہیں ہے۔

لیکن جس کے پاس کان موجود ہے زبان موجود ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے پھر بھی وہ نہ کرے وہ زیادہ افضل ہے، اسی لئے فرشتوں کے مقابلہ میں انسان کی عبادت کو زیادہ فضیلت حاصل ہے اس لئے کہ فرشتوں میں صرف اللہ تعالی کی عبادت کرنے کا ہی جذبہ رکھا ہوا ہے، ان میں برا کام کرنے کا کوئی جذبہ ہی نہیں ہے وہ برا کام کر ہی نہیں سکتے۔

آپ ﷺ کی غربت اختیاری تھی

جناب نبی اکرم ﷺ کی غریبی اور مسکنت اختیاری مسکنت تھی اور اسی کی آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ، اَللّٰھُمَّ اَحیِنِی مِسکِینًا وَاَمِتنِی مِسکِینًا وَاحشُرنِی فِی زُمرَۃِ المَسَاکِینِ ،، اے اللہ مجھے زندگی میں بھی غریبی عطا فرمایئے اور موت کے وقت بھی غربت ہی میں رکھیئے اور غریبوں کی صف میں میرا شمار فرمائیے ،کون دعا کر رہا ہے سید الکونین تاجدار مدینہ، لَولَاکَ لَمَا خَلَقتُ الاَفلَاکَ ،والی ذات ،اگر وہ ذات نہ ہوتی تو دنیا بھی نہ بنتی ایسی شخصیت یہ دعا کر رہی ہے کہ اے اللہ مجھے دونوں جہاں میں غربت ہی نصیب فرمایئے۔

غربت کی فضلیت

اوراس غربت کی کیا فضلیت ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ **یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَلْفُقَرَآءُ قَبْلَ الْاَغْنِیَآءِ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ،** کہ غربت میں رہنے والے لوگ اور وہ لوگ جو مالداری کی بنسبت مسکنت کو زیادہ پسند کرتے تھے ایسے لوگ مالداروں سے پانچ سوسال پہلے جنت میں چلے جائیں گے اور یہ وہ لوگ ہونگے جن کے پاس مال ودولت تھا لیکن انہوں نے اس میں دل نہیں لگایا اللہ کے راستہ میں لٹا دیا اللہ کے راستہ میں انہوں نے خرچ کیا۔اوراس کی وجہ بھی ظاہر ہے کہ ان کے پاس دنیا آئی تھی مگراس کو انہوں نے منظور نہیں کیا اللہ کے راستہ میں اس کو خرچ دیا اور جب مال ان کے پاس رہا ہی نہیں تو اب حساب وکتاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس کو تو سوال وجواب کی باری آئیگی ہی نہیں اللہ تعالی اس کو اٹکائیں گے ہی نہیں اور مالدار کو روکا جائیگا اس کو جواب دینا پڑیگا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اس مال کے بارے میں دوسوال ہونگے کہاں سے کمایا تھا اور کہاں کرچ کیا تھا۔

روزی بقدر ضرورت ہونی چاہئے

آپ ﷺ تو یہ دعا فرماکرتے تھے کہ ،،**اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا** ،،اے اللہ محمد ﷺ کی اولاد اور محمد ﷺ کے گھر والوں کو اتنی روزی نصیب فرما جس سے ان کی کمر سیدھی ہوسکے،جس سے ان کا گزربسر ہوسکے،اس سے پتہ چلا میرے بھائیو کہ روزی اتنی ہی ہونی چاہئیے کہ جس سے ہماری ضرورتیں پوری ہوجائیں،زیادہ کی لالچ میں ادھر ادھر بھاگ دوڑ نہیں کرنی چاہئے۔

ازواج مطہرات کے مطالبہ پر آپ ﷺ کی ناراضگی

زمانہ تھوڑا سا آگے بڑھ رہا تھا ضروریات بڑھ رہی تھیں، چنانچہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ازواج مطہرات نے نان نفقہ میں زیادتی کا مطالبہ کیا، اور انسان میں یہ فطرت ہوتی ہے، اور عورتوں میں تو اکثر وبیشتر ہوتی ہے، بہرحال ازواج مطہرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے نان نفقہ کی زیادتی کا مطالبہ کیا کہ ہمیں جو مہینہ بھر کا خرچ دیتے ہیں اس میں تھوڑا سا اضافہ کیجئے اس لئے کہ ضرورتیں بڑھ رہی ہیں مہنگائی آرہی ہیں آپ ﷺ ناراض ہوگئے۔

روایتوں میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مہینہ تک اپنی بیویوں سے بات چیت نہیں کی، آپ ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور قرآن پاک نے ان ازواج مطہرات کی تربیت کے لئے اکیسویں پارہ کی آیات نازل کیں کہ، اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا کیسا دوٹوک اعلان ہے کہ تم نبی کے گھرانے میں رہتی ہوں، تم اس نبی کے حرم میں رہتی ہوں جسے پوری دنیا کو مسکنت کی تعلیم دینی ہے اے نبی آپ اپنی بیویوں سے کہدو کہ اگر تم دنیا اور دنیا کی زیب وزینت کو چاہتی ہو تو تم کو میں نکاح سے چھٹکارا دیتا ہوں میرے نکاح سے جدا کرتا ہوں اور تم کو ضرورت کے مطابق دیتا ہوں، اور کیسی صاف بات قرآن پاک نے کہی کہ،، وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ ،، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو پسند کرتی ہو تو،، فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ،، تو اللہ تعالی نے تمہارے لئے بہترین اجر تیار کر رکھا ہے۔

حکم عام ہے

یہ آیت کریمہ صرف نبی کے لئے ہی نہیں بلکہ نبی کے متوالوں کے لئے بھی ہے نبی کے ماننے والوں کے لئے بھی ہے اور نبی سے عشق ومحبت کھنے والوں کے لئے بھی ہے، ضروری ہے کہ وہ اس پر عمل کریں، اگر چہ مکمل طور پر نہ ہولیکن اس کا عشرعشیر بھی ہوتو غنیمت ہے، اپنے گھر والوں کی تربیت کریں، اپنے گھر والوں کے دل میں اپنے بچوں کے دل میں یہ چیز بٹھا دیں کہ دنیا کے چاہنے والوں کے لئے نبی کے یہاں کوئی جگہ نہیں، اور دنیا کے نہ چاہنے والوں سے اللہ تعالی راضی ہوتا ہے، جنہیں اللہ تعالی کی معرفت حاصل ہوتی ہے جن کو اللہ کی پہچان حاصل ہوتی ہے وہ دنیا کو دنیا نہیں سمجھتے ہیں، آگئی تو آگئی نہیں آئی تو اس کے پیچھے بھاگتے نہیں ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حال

سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے گھر میں ماہانہ خرچ مقرر تھا کہ ہر مہینہ میں تمہیں اتنا اتنا خرچ دیدیا جائیگا ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ لذیذ کھانا پکا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا کہ ہمارے گھر میں لذیذ کھانا کیسے پکا؟ ہم تو روزانہ روٹی سالن کھاتے ہیں؟ تو ان کی بیوی نے کہا کہ امیر المومنین آپ ہم کو ہر ماہ جو خرچ کے لئے رقم دیتے ہیں اس میں ہم روزانہ تھوڑا تھوڑا بچاتے تھے روزانہ بچا بچا کر جو پیسہ جمع ہوا تھا اس سے ہم نے یہ کھانا تیار کیا ہے آپ ﷺ کی تربیت دیکھئے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اچھا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم روزانہ گھر میں جو خرچ دیتے ہیں اس میں سے اتنا بچ سکتا ہے اب آئندہ بیت المال کی جانب سے اتنا پیسہ کم کر دیا جائیگا۔

عجیب وغریب واقعہ

لکھا ہے کہ حضرت مولانا ناظم علیہ الرحمۃ ؒ جنہیں دنیا مولانا اسعد اللہ صاحب کے نام سے یاد کرتی ہے جو حضرت تھانوی کے خلیفہ اجل ہیں اور حضرت باندویؒ کے پیرومرشد ہیں انھوں نے پنا ایک عجیب وغریب واقعہ نقل فرمایا ہے زندگی گزارنے کا ایک معیار بتایا ہے کہ جو لوگ قرضوں کی شکایت کرتے ہیں ان کے لئے قرض ادا کرنے کا ایک طریقہ بتلایا ہے، بہرحال ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میری امی بیمار ہوگئی ان کے علاج کی ذمہ داری مجھ پر آپڑی ۔میں مدرسہ میں پڑھاتا تھا (ویسے بھی مولویوں کے مقدر میں مال ودولت کم ہی ہوتا ہے)۔

فرماتے ہیں کہ امی کے علاج کے لئے میں نے کچھ قرض لیا اور والدہ کا علاج کرواتا رہا، اب قرضہ کا بوجھ مجھ پر آگیا میں اس کو کیسے ادا کروں؟ کوئی سائڈ انکم تو میرے پاس نہیں تھی، جو کچھ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے تنخواہ ملتی تھی اس سے گھر کی ضرورتیں بھی پوری کرنی ہے بچوں کی تربیت بھی کرنی ہیں اور یہ ذمہ داری بھی پوری کرنی ہے اب کیا کیا جائے چنانچہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھ کر مشورہ کیا کہ ہمیں اب کیا کرنا چاہئیے دونوں نے مل کر طے کیا کہ ہم روزانہ روٹی سالن کے ساتھ کھاتے ہیں اب ہم کچھ دنوں کے لئے صرف روٹی پانی کے ساتھ کھایا کریں گے اور سالن کے پیسے بچایا کریں گے اس طریقہ سے قرض ادا ہو جائیگا۔فرماتے ہیں کہ دس بارہ سال تک ہم یہی روٹی پانی کے ساتھ کھاتے رہے یہ بات اور ہے کہ کبھی کسی کے یہاں کی دعوت آئی تو اس میں چلے گئے ورنہ تو روٹی اور پانی ہی کھاتے

رہے اور پیسہ بچاتے رہے بارہ سال کی مدت میں ہم نے وہ لیا ہوا قرض بھی واپس کر دیا۔(سبحان اللہ) وہ لوگ خوش نصیب ہیں جو اپنے والدین کی خدمت کرتے ہیں انہوں نے تو دنیا ہی میں جنت پالی، انہیں کوئی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے حق تعالی شانہ ہم لوگوں کے دلوں میں والدین کی عظمت ومحبت پیدا فرمائے (آمین) اللہ تعالی نے توحید کے بعد سب سے پہلا حکم والدین کی خدمت کا دیا ہے۔

ہم اپنے خرچ میں احتیاط کریں

میرے دوستو۔۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ہم روٹی کو پانی کے ساتھ کھائیں لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ اپنے خرچ میں احتیاط ضرور کریں، اپنے خرچ میں تھوڑی کمی کریں روٹی اور سالن پر اکتفاء کریں ،دستر خوان پر کنٹرول کریں، اگر پانچ قسم کے سالن کھاتا ہے تو دو قسم کے سالن پر اکتفاء کریں ،انشاء اللہ ایک وقت آئیگا کہ ہمارا قرض بھی ادا ہو جائیگا اور ہم دنیا میں قرض کی وبا سے نجات پائیں گے قرض کوئی اچھی چیز نہیں ہے، اس سے ہم احتیاط کریں ہمیں اپنی ضرورتوں پر دراصل کنٹرول کرنا چاہئیے ضرورت پر آدمی کنٹرول کریگا تو انشاء اللہ اس کو کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

مولوی کے مقدر میں مال زیادہ نہیں ہوتا

علماء کا یہی حال ہے اللہ ان کی گاڑی چلاتے ہیں جو کبھی نہیں رکتی ہیں لیکن ان کے مقدر میں مال کم ہے اکل کوامیں ہمارے ایک دوست دوکان ڈالنا چاہتے ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ کتنا بھی ہاتھ پیر مارو تمہیں مال ملنا مشکل ہے ملے گا لیکن تھوڑا

ہی ملے گا عام دنیا داروں کی طرح نہیں ملے گا تو کہا کہ مولانا ایسا کیوں؟ میں نے کہا کہ ان کے لئے دنیا میں مال دینے کا فیصلہ ہی نہیں ہوا، ان کو بس آخرت میں ملے گا اور ویسے بھی مسجد مدرسہ کے متولی لوگ کہتے ہیں کہ مولانا کو اتنا مال کیا کرنا ہے؟ وہ لوگ اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ مولوی حضرات کچھ کمائیں میں کہتا ہوں کہ ان کی یہ سوچ ایک حد تک ٹھیک ہے کہ وہ اپنے مولویوں کو دنیا کے پیچھے بھاگتے دیکھنا پسند نہیں کرتے ہیں وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جو قوم کے مقتدا اور قوم کے رہبر ہیں وہ دنیا کے پیچھے بھاگ کر کیا کریں گے۔

مولوی کے مال سے پیٹ میں درد کیوں؟

لیکن اتنا بھی نہیں ہونا چاہئیے کہ مولوی کے پاس ذرا دو پیسے آ گئے کہ لوگوں کے پیٹ میں درد شروع ہو جاتا ہے کہ مولوی نے اتنے پیسے کہاں سے لایا اس کے یہاں الماری بھی آ گئی ایک جگہ ایک مدرسہ میں نئی بلڈنگ کا پلان بنایا جا رہا تھا میں بھی وہاں موجود تھا پلان بن رہا تھا کہ کمرے ایسے ہوں، گیلیر ی ایسی ہو، وغیرہ وغیرہ، تو میں نے کہا کہ گیلیری کم از کم تھوڑی چوڑی بناؤ، انہوں نے کہا کیوں؟ میں نے کہا کہ اس کے دو مقصد ہیں، پہلا مقصد یہ ہے کہ کسی کی میت ہو تو جنازہ نکالنے میں سہولت رہے گی، اور دوسرا مقصد میں نے یہ بیان کیا کہ اگر کسی کے یہاں کباٹ اور الماری آ گئی تو اس کے لانے لیجانے میں بھی سہولت رہے گی، تو ایک ٹرسٹی تھے، انہوں نے جھٹ سے کہا کہ مولوی کے گھر میں کباٹ کی کیا ضرورت؟ تو میں نے کہا کیا تم مولویوں کو فقیر دیکھنا چاہتے ہو، تم ان کو فرشتہ یکھنا چاہتے ہو، یہ تنگ ذہنی ہے کہ مولوی

کے پاس کچھ نہ ہو، ہمیں اپنے علماء کرام کو کم از کم اتنا ضرور دینا چاہیئے کہ جس سے وہ اپنی زندگی آرام کے ساتھ بسر کریں۔

ائمہ کرام کو اچھی تنخواہ دینا چاہیۓ

ہمیں ان علماء کرام کو اچھی تنخواہ دینا چاہیۓ جہاں دیکھو وہاں سترہ سو اٹھارہ سو، یا زیادہ سے زیادہ تین ہزار روپیہ، کیا سمجھ رکھا ہے ہم نے ان علماء کرام کو، ان کی عزت کرو، اچھا ان سے کام فل لیتے ہیں، ارے اللہ کے بندوں ذرا تو سوچو کہ اس کو بھی ویسے ہی ضروریات ہیں، جیسے آپ کو ہے اس کی ضرورتوں کا بالکل ہمیں احساس نہیں ہوتا ہے اگر وہ کہیں جائے تو اس کی رخصت کا مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے اللہ تعالی نے ہمارے گجرات والوں کو مال دیا ہے کہ کروڑوں روپیوں کی مسجد بنائیں گے لیکن پوچھو کہ امام صاحب کی تنخواہ کتنی ہے اور مؤذن صاحب کی تنخواہ کتنی ہے تو آپ کا سر شرم سے نیچا ہو جائیگا، بڑودہ میں ہمارے محلّہ میں چالیس سال تک ایک مؤذن صاحب تھے، ابھی ان کا انتقال ہوا ہے، میں نے ان کے انتقال کے وقت معلوم کیا کہ ان کی تنخواہ کتنی تھی؟ مجھے پتہ چلا کہ ان کی تنخواہ پچیس روپیہ تھی، ایک امام بائیس سال سے امامت کر رہا ہے اس کی تنخواہ کتنی، تو کہا کہ سولہ سو روپیے، اب وہ امام دوسرا کام نہیں کرے گا تو اور کیا کرے گا ہمیں ذرا انصاف سے کام لینا چاہیۓ، ان کی ضرورت پوری کرنے کی ذمہ داری ہمیں اپنے اوپر لینی چاہیۓ۔

اٰل محمد نے مسلسل تین دن روٹی نہیں کھائی

بہر حال اللہ تعالی نبی کے دل میں القاء فرماتے ہیں کہ ہمیشہ یہ دعا کیا کریں

کہ اے اللہ آل محمد ﷺ کو اور محمد ﷺ کے گھر والوں کو اتنی روزی نصیب فرما جس سے وہ اپنی کمر سیدھی کر سکیں، ایک روایت میں آتا ہے کہ مومن ایک آنت کھاتا ہے اور کافر سات آنت کھاتا ہے اس کا پیٹ ہی نہیں بھرتا وہ کہتا ہے، آنے دو اور آنے دو، اور ایک روایت ماں عائشہ ؓ نقل فرماتی ہیں کہ۔ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلَاثَ لَیَالٍ تِبَاعًا حَتّٰی قُبِضَ ، غور کرنے کی بات ہے ماں عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ محمد ﷺ کے گھر والوں نے جب سے وہ مدینہ آئے ہیں تین رات مسلسل روٹی پیٹ بھر کر گیہوں کی روٹی نہیں کھائی، ایک رات ملتی تھی، تو دوسری رات نہیں ملتی تھی۔

اور یہ حال اس وقت سے تھا جب سے مدینہ منورہ آئے تھے تب سے لیکر وصال تک یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ آپ ﷺ وصال فرما گئے کبھی آپ ﷺ نے کھجور ، کبھی سرکہ، کبھی روٹی، کبھی سوکھا کبھی میٹھا کچھ بھی کھالیا اور اپنی زندگی گزاری، اور کونسا نبی کہہ رہا ہے جس کو فرشتے آفر کرتے ہیں کہ اے محمد ﷺ کہو تو پہاڑ کو سونا بنا دیں گے آپ بولو تو ہم مروہ پہاڑی کو چاندی بنا دیں گے اور یہ وہ نبی ہیں جس کے طفیل پوری دنیا کا وجود ہوا، یہ اللہ کے پاس ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تو کیا ایک نہیں مل سکتا تھا بغیر مانگے بھی دنیا والوں کی طرف سے بھی آیا تھا لیکن آپ ﷺ اس کو صدقہ فرما دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے آپ کو اختیاری طور پر غریب رکھا اور یہی چیز صحابہ کرام اور آپ کے خلفاء راشدین میں منتقل ہوئی اللہ تعالی ہمیں ان کی پیروی کرنے کی توفیق نصیب فرمائے امین۔

آپ ﷺ کے وصال کے بعد گھر کا حال

حتیٰ کہ جب آپ ﷺ کا وصال ہوا تو آپ کے پاس کیا تھا؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نقل فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو میرے گھر میں جو الماری تھی اس میں کوئی چیز نہیں تھی سوائے آدھی تھیلی جو کے، یعنی اگر کچھ تھا تو وہ آدھی تھیلی جو کی تھی، میں اس کو کھاتی رہی وہ بھی چند دنوں میں ختم ہوگئی۔

اور یہاں بہت اچھا واقعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نقل فرماتی ہیں کہ اس زمانہ کی بوریاں بڑی بڑی نہیں ہوتی تھیں بلکہ چھوٹی چھوٹی ہوتی تھیں پانچ کلو کی دس کلو کی بوریاں ہوتی تھیں تو فرماتی ہیں کہ وہ جو بوری تھی میں اس میں سے کھاتی رہی میں نے اس کو گنا نہیں اس میں سے نکالتی رہی اور کھاتی رہی اور میں دیکھتی نہیں تھی کہ کتنا بچا ہے جب تک میں نے اس کو گنا نہیں اس کو شمار نہیں کیا جب تک میں نے اس کا وزن نہیں کیا تب تک وہ چلتی رہی اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت برکت نصیب فرمائی، فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اس کا وزن کیا تو اس کی برکت ختم ہوگئی اور چند دنوں میں وہ بوری ختم ہوگئی۔

شمار کرنے سے برکت ختم ہو جاتی ہے

اور حضور اکرم ﷺ نے اس کو یوں بیان فرمایا کہ، **لَاتُحْصِ فَیُحْصِی اللّٰہُ عَلَیْکَ**، نعمتوں کو مت گنا کرو ورنہ اللہ بھی تجھے گن کر ہی دے گا ہم مسلمانوں اور ایمان والوں کی ایک تربیت کی جا رہی ہے کہ ہم بار بار کسی چیز کو گنتے نہ رہیں ہاں نکالنے کے لئے گننا اور اس کی تعداد کا اندازہ لگانا الگ بات ہے لیکن جو بچ گیا اس کو

بار بار نہیں گننا چاہیئے ۔ ہمارے محدثین نے اس کو یوں سمجھایا ہے کہ گھر میں اناج، غلہ اور پیسہ جو بھی چیز ہے آپ اس میں سے جب نکالیں تو اپنی ضرورت کے مطابق نکالیں کہ بھائی گھر میں اتنے مہمان آنے والے ہیں اتنے چاول سے کام چل جائیگا اپنے گھر میں اتنے لوگوں کا کھانا بنانا ہے، اس میں اتنا تیل ڈالنا ہے اب اس کو شمار نہیں کرنا چاہیئے کہ اتنا ڈالیں گے تو کتنا بچے گا اس طرح شمار کرنے سے برکت ختم ہو جائیگی۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بار بار گننا گویا کہ اللہ تعالی پر بھروسہ نہ کرنا ہے اس لئے بھروسہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی برکت اٹھ جاتی ہے اور اگر گنتا نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ کہ اس کو اللہ تعالی پر اعتماد ہے جب اعتماد ہوگا تو برکت رہے گی اور نہیں گنے گا تو اس کو اطمینان رہتا ہے کہ ابھی کچھ نہ کچھ ہے لیکن برکت کے لئے یقین کرنے والا دل ہونا شرط ہے۔ یقین کا ہونا شرط ہے یقین ہوگا تو ہی کام بنے گا ورنہ بغیر یقین کے کچھ نہیں ۔ اور یہ قرآن پاک کا وعدہ ہے کہ،، وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ،، جو اللہ تعالی پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالی اس کے لئے کافی ہو جاتے ہیں۔

تین تین مہینہ تک چولھا نہیں جلا

بلکہ ماں عائشہؓ سے ایک مرتبہ ان کے بھانجے حضرت عروہؓ نے پوچھا کہ خالہ جان آپ ﷺ کے دور میں آپ لوگ کیسی زندگی گزارتے تھے تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اے میرے بھانجے حضور ﷺ کے دور میں ہماری زندگی ایسی ہوتی تھی ،، يَمُرُّ عَلَيْنَا الْهِلَالُ ثُمَّ الْهِلَالُ ثُمَّ الْهِلَالُ ،، کہ ہم پر تین تین چاند گزر جاتے تھے یعنی تین تین مہینہ ہو جاتے تھے لیکن ہمارے گھر میں چولھا نہیں جلتا تھا

تو حضرت عروہ نے پوچھا کہ پھر تمہارا کھانا کیا ہوتا تھا تو فرماتی ہیں کہ، اَلْاَسْوَدَانِ اَلتَّمَرُ وَالْمَآءُ، ہم تو صرف پانی اور کھجور پر زندگی گزارتے تھے اور کھجور اور پانی کے لئے چولھے کی ضرروت نہیں پڑتی ہے۔

میرے بھائیو! یہ ہمارے اسلاف کی زندگی ہے بلکہ ان لوگوں کی زندگی ہے جن کے ہم نام لیوا ہیں جن پر ہمارا ایمان ہے انہوں نے اپنے آپ کو اس دنیا کے پیچھے نہیں لگا یا وہ اللہ کی طرف متوجہ رہے، انہیں معلوم تھا کہ دنیا کی زندگی مختصر ہے، وہ کسی بھی طرح نکل جائیگی ،انہوں نے اللہ کے دوسرے بندوں کا خیال رکھا، آج ہمارے پاس مال اگر وافر مقدار میں ہے تو ہمیں زیادہ اِترانے کی ضرورت نہیں ہے دیکھو یہ خیال کرو کہ میرے نبی کے گھر تین تین مہینہ تک چولھا نہیں جلا میں اگر کھا رہا ہوں اور میرے گھر میں اگر چولھا جل رہا ہے تو کم از کم ان کی نافرمانی نہ کروں میں اللہ کے دوسرے بندوں کا بھی خیال رکھوں جو میرے نبی کی سیرت ہے میں کم از کم اس کو تو اپناؤں نبی کے عشق ومحبت کے دعوے ہمارے بہت ہیں لیکن جب کرنے کی باری آتی ہے تو میں بھی پیچھے اور آپ بھی پیچھے ہو جاتے ہیں اللہ تعالی ہماری تمام غلطیوں کو اپنے نبی کے صدقہ طفیل معاف فرمائے اور اپنی نبی کی سیرت پر ہم لوگوں کو عمل کرنے توفیق مرحمت فرمائے امین۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولنا محمد وعلی اٰلہ

واصحابہ اجمعین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فلسفہ عید الفطر

الحمد للہ وحدہ ،والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ واصحابہ الذین اوفوا عہدہ ،اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدَاکُمْ وَلَعَلَّکُم تَشْکُرُونَ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّی فَاِنِّی قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَالْیَسْتَجِیْبُو لِی وَلْیُؤْمِنُوبِی لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ وَلِلّٰہِ دَرُّ الشَّاعِرِ، حَیْثُ قَالَ،.

لَیْسَ الْعِیْدُ لِمَنْ لَبِسَ الْجَدِیْدَ،
اِنَّمَاالْعِیْدُ لِمَنْ خَافَ الْوَعِیْدَ

محترم بھائیو بزرگو اور دوستو!!

اللہ رب العزت کا بے پایاں احسان فضل وکرم ہے کہ اس مُنعِمِ حقیقی نے اپنے انعامات کی بارش ہم پر مسلسل جاری رکھتے ہوئے آج پھر حدود شرعیہ میں رہ کر خوشی منانے کی ہم سب کو اجازت مرحمت فرمائی انسان کی زندگی خوشیوں اور غموں سے مرکب ہے وہ اپنی زندگی میں خوشی منانا بھی چاہتا ہے اور غمی منانا بھی چاہتا ہے اسلام کو جن لوگوں نے سمجھا نہیں ہے وہ جہاں اپنے دماغ کو خالی رکھتے ہیں، اس مذہب اسلام کو بھی خالی سمجھنے کی اور سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ یہ بات اسلام کے منافی ہے اسلام انسان کے کسی بھی مطالبہ پر ذرہ برابر بریک لگانا نہیں چاہتا، انسانی ضرورتوں میں آنے والے تقاضوں کی مکمل کفالت دین اسلام نے اپنے اندر لے رکھی ہے۔

عیدالفطر کی اجازت کب اور کیسے؟

جناب نبی اکرم ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ میں چونکہ بہت پہلے سے یہودی قوم بسا کرتی تھی اور باہر سے آنے والے لوگوں کا اختلاط اور مکسنگ میل جول یہودیوں کے ساتھ تھا تو وہ یہودیوں کو سال میں دو مرتبہ خوشیاں اور تہوار مناتے ہوئے دیکھتے تھے چنانچہ حضرات صحابہ کرامؓ نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے اس بات کا اظہار فرمایا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ مدینہ میں رہنے والی یہ قوم سال میں دو مرتبہ نیروز اور مہرجان نامی دو عید منایا کرتے ہیں تو کیا ہمیں بھی کوئی خوشی منانے کی اجازت ہے؟

جناب نبی اکرم ﷺ نے انسان کو وحیٔ الٰہی کی روشنی میں دو موقعے خوشی منانے کیے دیئے جس کو ہم عید الفطر کہتے ہیں اور دوسرا موقع عید الاضحیٰ کے نام سے جانا جاتا ہے اور عید کے لفظ ہی میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان ایک مرتبہ خوشی منانے کے بعد قناعت نہیں کرتا ہے بلکہ بار بار خوشی منانے کے لئے اس کا جی کرتا ہے اس لئے کہ عید کے لفظی معنی آتے ہیں کسی بھی چیز کا بار بار آنا تو اس کا جی چاہتا ہے کہ عید بار بار منائی جائے اس لئے اس کو سال میں دو دو مرتبہ خوشی منانے کی اجازت دی گئی۔

نیک عمل کے بعد خوشی ہوتی ہے۔

اور اسلام کیسا مقدس مذہب ہے اگر آپ عید پر ہی غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ عید ایک گھنٹہ ایک دن میں خوشیاں منا کر ختم کر دینے کی چیز نہیں ہے کہ ہم نے نماز پڑھ لی ہم نے نئے کپڑے پہن لئے چھوٹے چھوٹے بچوں نے رنگا رنگ کپڑے پہن لئے عورتوں نے اچھے کپڑے پہن لئے اور گھروں میں اعلی اور اچھے قسم کے پکوان تیار کر لئے گئے اس کا نام عید نہیں ہے عید اسلام میں کیوں ہے؟ اور عید کا فلسفہ کیا ہے؟ اگر ہم اس کے پس منظر پر نظر کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ کسی بھی مقدس ترین اور کسی بھی اہم ترین عبادت کے ختم ہونے پر اسلام انسانوں کو خوشی منانے کی اجازت اور حکم دیتا ہے۔

اس لئے کہ بندہ مومن کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کا کوئی موقع نہیں ہوسکتا ایمان والوں کے لئے فرحت و مسرت کا اس سے بڑھ کر کوئی موقع نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنے اللہ کے حکم کو پورا کر کے بتلائے ، ایمان والا جب اللہ تعالی کے کسی حکم کو پورا کرتا ہے

اللہ تعالی کی دی ہوئی تعلیم پر اپنے آپ کو پورا پورا اتارتا ہے تو اس کے دل میں اس کی خوشی ہونی چاہیئے ،اس کے دل میں فرحت ومسرت کے جذبات اٹھنے چاہیئے ،اور اس کو اپنے دل سے اپنے عمل سے اپنے جذبات سے خوشی منانی چاہیئے ،چنانچہ آپ دیکھئے ،رمضان شریف کے ختم پر اللہ تعالی کی طرف سے دی ہوئی تعلیم کے پورا ہونے پر ایک زبردست خوشی کا موقع ہے۔ ورنہ ایسے بہت سے لوگ ہیں جو اپنی ہزاروں چاہتوں کے باوجود اللہ تعالی کا حکم پورا نہیں کر سکتے ہیں۔

اعمال توفیقِ الٰہی سے ہوتے ہیں

اسلام کہتا ہے کہ ،وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّةَ ،کہ تم گنتی کو پورا کرو، گنتی کا معنی ہوتا ہے انتیس یا تیس روزے چاند کے اعتبار سے رکھنا اگر چاند دکھ گیا تو انتیس دن رمضان کے پورے کرو، ورنہ تیس دن پورے کرو، اور وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدَاکُمْ مطلب یہ ہوگا کہ اے لوگو ہم نے تمہیں جو توفیق دی ہے اور اس توفیق کے نتیجہ میں تم نے جو روزے رکھے ہیں اس کے نتیجہ میں تم ہماری بڑائی بیان کرو، یہ ہے اصل پوئنٹ ،کہ اے لوگو! تکبیر بیان کرو، عید کی تعلیم تو قرآن دیتا ہے قرآن ہمیں جو ہدایت دیتا ہے اسے ہمیں دیکھنا ہے کہ اللہ تعالی نے ہمیں جو ہدایت دی اسی ہدایت کے نتیجہ میں ہم نے روزے رکھے ہیں۔ ورنہ میں نے خود اسی رمضان کے اندر آپ کے مانچیسٹر (لندن) میں راستہ سے گزرتے ہوئے دیکھا ہے کہ ان کے ایک ہاتھ میں سینڈوچ ہے اور دوسرے ہاتھ میں پیپسی وغیرہ ہے، یہ ہدایت نہ ملنے کی وجہ سے ہے تندرستی بھی بہت اچھی ہے اگر صحت اور تندرستی نہیں ہے تو پھر چل پھر کیوں رہے

ہیں؟ مگر بات یہی ہے کہ یہ قدم اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں، یہ قدم مسجد کی طرف آتے نہیں ہیں، بلکہ اللہ تعالی کے فضل وکرم سے لائے جاتے ہیں۔ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست۔

تا نہ بخشد ۔۔۔۔خدائے بخشندہ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ نیک بختی ہماری کسی صلاحیت کہ بل بوتے پر نہیں ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ یہ رمضان کے روزے ہم نے رکھ لئے اور ہم تو بہت نیک ہو گئے بلکہ اللہ تعالی نے ہمیں ہدایت اور توفیق دی اور تم نے روزے رکھے اسی بات کو بیان فرمایا کہ عَلٰی مَا هَدَاكُمْ اس نے تم کو ہدایت دی اور ہدایت کا ایک معنی یہ بھی ہوتا ہے کہ اس نے تمہارے لئے اسباب کو آسان کر دیا راستہ پر چلنا تمہارے لئے آسان کر دیا اور اس آسانی کے نتیجہ میں تم خدا تعالی کے حکم پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

عیدین میں تکبیر کہنے کی وجہ

اور کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نے پورے تیس روزے رکھے، اور تم نے پورا قرآن سن لیا تو کہیں تمہارے دل میں کبر نہ آ جائے، تمہارے دل میں کہیں یہ جذبہ نہ آجائے کہ میں نے تو بہت بڑی عبادت کر لی اگر وہ اس طرح کہتا ہے تو گویا کہ وہ اپنی عبادت پر ناز کرتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے ایسے ہی جذبات پر بریک لگانے کے لئے خدا تعالی نے فرمایا ہے کہ اللہ کی بڑائی بیان کرو تا کہ اپنی بڑائی پر نظر نہ ہو اور کہو،، اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ،، یہ ہے وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ ،کا مطلب کہ تم خدا تعالی کی

کبریائی بیان کروعید کے موقع پر خدا تعالی کی بڑائی بیان کرو اور جب آدمی عید کے موقع پر اللہ تعالی کی بڑائی بیان کرتا ہے تو پھر اس کے نفس کی بڑائی کچل دی جاتی ہے، اس کی اپنی ذات کی بڑائی پر بریک لگ جاتا ہے۔

سرداری کے باوجود آپ ﷺ کا حال

آپ ﷺ ایسے سردار نہیں تھے کہ لوگوں کے پاس سے کام کرواتے ہوں اور خود بیٹھے بیٹھے دیکھتے ہو، حضور ﷺ نے مسجد نبوی کی تعمیر کے موقع پر بھی صحابہ کرام کے ساتھ ہاتھ بٹایا ہے اور غزوہ خندق کے موقع پر بھی جناب نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ کلہاڑی لیکر خندق کے کھودنے میں شریک رہے ہیں، روایات میں آتا ہے کہ کچھ صحابہ کرامؓ نے غزوہ خندق کے موقع پر آپ ﷺ کے سامنے شکایت فرمائی کہ یا رسول اللہ ہم نے کئی دنوں سے کھانا نہیں کھایا ہے اور ہم نے پیٹ پر پتھر باندھ کر رکھا ہے اور اپنا کرتہ اٹھا کر پتھر اور چٹان دکھلایا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ میں تم کو اپنا پیٹ دکھلاؤں لیکن اب جب تم مجھے دکھلا رہے ہو تو اب ذرا میرے پیٹ کی طرف بھی دیکھ لو صحابی نے فرمایا کہ میں نے جب دیکھا تو اپنے پیٹ پر ایک پتھر بندھا تھا لیکن آپ ﷺ نے تین پتھر باندھے ہوئے تھے،، **جَزَی اللّٰہُ عَنَّا نَبِیَّنَا مُحَمَّدًا ﷺ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ۔**

مسجد نبوی کی تعمیر پر آپ ﷺ کا فرمان

جناب نبی اکرم ﷺ مسجد نبوی کی تعمیر فرما رہے ہیں مسجد نبوی کی تعمیر کے موقع پر جہاں صحابہ کرام ایک جگہ سے دوسری جگہ پتھر اٹھا کر رکھ رہے تھے جناب نبی

اکرم ﷺ اپنے ہاتھوں سے پتھر اور چٹانوں کو اٹھا اٹھا کر رکھتے تھے۔ میں آپ کو یہ پوئنٹ بتلانا چاہتا ہوں کہ انسان کو جو بھی ہدایت ملتی ہے چاہے روزہ رکھنے کی ہو چاہے تلاوت کلام پاک کی ہو، زکوۃ خیرات وغیرہ کی ہدایت ہو، مسجد نبوی کی تعمیر پر اللہ کے رسول ﷺ کی زبان مبارک پر جو اشعار تھے ان میں جہاں ایک شعر یہ تھا کہ۔

اَللّٰھُمَّ لا عَیْشَ اِلَّا عَیْشَ الْاٰخِرَۃِ

فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃِ

وہیں حضور ﷺ یہ شعر بھی گنگنا رہے تھے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔

وَاللّٰہِ لَو لَا اللّٰہُ مَا اھْتَدَیْنَا

وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

کہ خدائے پاک کی قسم اگر اللہ تعالی ہم کو صحیح راستہ پر نہ لاتے اور اگر اللہ تعالی کی ہدایت نہ ہوتی تو نہ ہم صدقہ کر سکتے تھے اور نہ ہم نماز پڑھ سکتے تھے لہذا آج کا موقع اصل میں خدا تعالی کی کبریائی کو بیان کرنے کا ہے اور آپ آج خطیب کو خطبہ دیتے ہوئے سنیں گے کہ تین مرتبہ پانچ مرتبہ اور بار بار ایک جملہ کو دہرائے گا، اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کیوں؟ اس کی کیا وجہ ہے؟ اسکی وجہ یہی ہے کہ آدمی کہیں رمضان کے روزے رکھ کر اترا نہ جائے، بلکہ وہ خدا تعالی کی کبرائی بیان کرے، اور اس آخری جملے پر غور کیجئے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ، تم اللہ تعالی کا شکر ادا کرو کہ اللہ تعالی نے آج پھر تمہیں خوشی کا موقع عنایت فرمایا ہے۔

مسلمان اپنی خوشی میں بھی آزاد نہیں ہے

اسلام کتنا بہترین مذہب ہے کہ ایک طرف آپ دنیا کے تمام مذاہب کو رکھیئے اور ایک طرف اسلام کو رکھیئے اسلام اپنے تہوار اور خوشی کے موقع پر انسان کے جذبات کو جہاں خوشی منانے کی اجازت دیتا ہے وہیں اس کو شریعت کی حدود میں مقید کر کے بھی رکھنا چاہتا ہے دنیا کے ہر مذہب کے اندر خوشی منانے کے الگ الگ طریقے پائے جاتے ہیں کوئی مذہب جب خوشی مناتا ہے تو پٹاخے پھوڑتا ہے کسی مذہب میں جب خوشی منائی جاتی ہے تو بالکل عریانیت ہوتی ہے آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے اس ملک میں ایک دن ان لوگوں میں ایسا آتا ہے کہ اسمیں شرم وحیا کی پوری باؤنڈری پار کر لی جاتی ہے۔ اور ایسا سمجھا جاتا ہے کہ آج خوشی کا دن ہے اس لئے ہم جس کے ساتھ جو کرنا چاہیں کر سکتے ہیں آپ دیکھیں دیگر مذاہب والے اپنی خوشی کو منانے کے لئے ناچنا گانا بجانا پیسوں کو پانی کی طرح بہانا ان کے مذہب کے اندر خوشی منانے کا ایک الگ طریقہ ہے۔

مگر واہ رے شریعت اسلام۔ اور کیا شریعت اسلامیہ کا تقدس ہے کہ اس نے انسان کے نفس کو کتنا بچانے کی کوشش کی اور اس کو حکم دیا کہ تم اپنی خوشیاں بعد میں مناؤ سب سے پہلے ہماری بارگاہ میں آکر سجدہ کرو، عید کی نماز کا فلسفہ یہی ہے کہ تم خوشی مناؤ گے، اپنے بال بچوں کے ساتھ ضرور مناؤ گے، لیکن پہلے ہمیں یاد کرو بلکہ یہاں تک کہا گیا ہے کہ تم قربانی بھی نہیں کر سکتے ہو یہاں تک کہ تم عید کی نماز نہ پڑھ لو۔ اگر کسی نے عید کی نماز سے پہلے قربانی کر لی تو حدیث میں آتا ہے کہ وہ تو روزانہ کاٹے ہوئے جانور

کی طرح ہوگیا اس نے عام گوشت کھالیا لیکن اگر تم اس جانور کو عید کی نماز پڑھنے کے بعد قربان کرتے ہو تو اب یہ جانور جانور نہیں رہا بلکہ تمہیں اللہ تعالی کے قریب پہنچانے کا ذریعہ بن گیا یہ اس کی وجہ ہے، اور اگر اللہ تعالی چاہتا تو ظہر کی نماز کے بعد عید کا وقت رکھتا اگر اللہ تعالی چاہتا تو مغرب کے بعد رکھتا لیکن دن کی ابتداء ہی میں کیوں نماز کا حکم ہے؟ جہاں دن نکلا کہ فرمایا کہ تم سب سے پہلے ہماری بارگاہ میں آ کر سجدہ کرو اور ہم کو خوش کرو۔ اس لئے کہ اللہ تعالی یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ یہ خوشی منانے کی اجازت بھی تم کو ہم نے ہی دی ہے اور ہم تم کو یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ کہیں تم خوشیوں کے جذبات میں آ کر اپنے رب حقیقی کو بھول نہ جاؤ اصل مسئلہ یہ ہے کہ انسان کتنی بھی خوشیاں منائے، لیکن ہر نازک موڑ پر اس کو اللہ تعالی کے احکامات کو یاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے فرمایا کہ عید کے دن سب سے پہلے تم نماز پڑھ لیا کرو۔

عید ہمیں اتحاد کا درس دیتی ہے

اور عید جہاں ہمیں اللہ تعالی کی کبریائی، اس کی نعمتوں پر شکریہ ادا کرنے کی تعلیم دیتی ہے وہیں عید کا سب سے بڑا سبق میرے بھائیو اتحاد اتفاق ہے، آج کے دن مالدار ہو یا غریب، امیر ہو یا مفلس، کوئی منصب والا ہو، یا اپنے معاشرہ کا ادنی ترین فرد ہو، کوئی کتنا ہی اعلی ہو، کوئی کتنا ہی ادنی ہو، سب کو کہدیا گیا کہ سب ایک ساتھ کھڑے ہو کر شانہ بشانہ کھڑے ہو کر ہماری کبریائی بیان کرو۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز

نہ کوئی بندہ رہا۔۔۔۔۔۔نہ کوئی بندہ نواز

اتحاد وقت کی اہم ضرورت

مسلمانو! اس وقت ہمیں سب سے بڑی ضرورت اسی اتحاد کی ہے عید الفطر کا دن عید الاضحیٰ کا دن شب قدر کا دن اور یہ جتنے بھی اجتماعات کے دن ہیں یہ ہمیں اجتماعیت کی تعلیم دیتے ہیں، آپ حضرات میں سے جن لوگوں نے حرمین کی زیارت کی ہو، اور وہاں آپ نے عید منائی ہو تو وہاں پوری مسجد نبوی اور پوری مسجد حرام میں ایک ہی رٹ لگائی جاتی ہے وہی تکبیر کی آواز پورے مدینہ میں گونجتی ہے پورے مکہ میں گونجتی ہے یہ اسلامی شان وشوکت کا اظہار ہے۔ اسلام اپنی شان وشوکت کا اظہار ہتھیار کے ذریعہ کرنے کو نہیں بتلاتا ہے اسلام اپنی شان وشوکت کا اظہار بوڈی کو مضبوط بتلا کر نہیں کرنا چاہتا (سوائے میدان جہاد کے) اسلام کبھی کبھی اس عمومی اجتماع کے ذریعہ بھی اور خدا کی آواز کو بیک آواز ظاہر کر کے بھی شان وشوکت کا اظہار کرتا ہے تو جیسے آج ہم مسجد کے اندر بغیر کسی تفریق کے، بغیر کسی دشمنی کے آج یہاں جمع ہوئے ہیں۔ ہم یہاں سے یہی سبق لیکر جائیں کہ جیسے ہم مسجد کے اندر کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں اسطرح ہمارا باہر کا ماحول بھی ایسا ہی ہو، چاہے ہماری رائے اور نظریہ الگ ہو، لیکن ہم انشاء اللہ کفار کے خلاف ایک طاقت ہو کر رہیں گے، ہم پورے اتحاد واتفاق کے ساتھ رہیں گے۔

اسلام کی مخالفت پر دو دشمن ایک ہو گئے

ذرا غور کیجئے ! یہود اور نصاری دونوں قومیں آپس میں زبردست دشمن تھیں قرآن مجید کہہ رہا ہے کہ ہم ان کے درمیان عداوت اور دشمنی قیامت تک ڈالیں گے

،لیکن یہ دونوں دشمن بھی اسلام کی دشمنی کے لئے ایک پلیٹ فارم پر کھڑے ہوئے ہیں حضور ﷺ کی بعثت تو ان کے حق میں بھی رحمت ہے کہ ایک ہو گئے اسی لئے تو کسی نے کہا ہے کہ۔۔۔۔۔

میری وحدت سے بکھرے تم سب ایک ہوئے

میں نہ ہوتا تو۔۔۔۔ کیا حال تمہارا ہوتا

مگر غضبناک ہے مسلمان کہ اللہ تعالی کے احکام اس کے پاس ایک ہی قسم کے ہیں اللہ ایک، قرآن ایک، نبی ایک، رمضان کا مہینہ ایک، قبلہ ایک، اگر ایک نہیں ہے تو مسلمان ایک نہیں ہیں، ایک ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کھڑی کرر ہا ہے، تو کوئی ڈھائی اینٹ کی مسجد کھڑی کرر ہا ہے۔ ہر ایک اپنا اپنا گروپ الگ الگ بنا نا چاہتا ہے، ہر ایک اپنے اپنے نظریات کا مالک بن کر یہ چاہتا ہے کہ میں ہر ایک کو اپنے تابع کرلوں میرے بھائیو اس وقت زمانہ کی سب سے بڑی ضرورت یہ کہ ہم آپس میں ایک ہو جائیں۔

اطاعت اختلاف کو ختم کرتی ہے

اور قرآن پاک نے کہا کہ،، یَآ اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُو ا اَطِیعُوا اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ وَلَا تَنَازَعُوا ،، اے ایمان والو۔ تم اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو، اور آپس میں جھگڑا نہ کرو، اس سے پتہ چلا کہ اگر کوئی آدمی خدا اور رسول کی اطاعت کرتا ہے تو آپس میں کوئی اختلاف ہی نہیں رہے گا اس لئے کہ قرآن اور حدیث کے اندر کسی قسم کا بھی تضاد نہیں ہے جب سب کا مرجع ایک ہی رہے گا تو

اختلاف ہوگا ہی نہیں۔اور جب اختلاف نہیں ہوگا تو انشاء اللہ پوری دنیا میں ہمارا یعنی اسلام کا بول بالا ہوجائیگا۔

عیدالفطر ہمدردی کا درس دیتی ہے

عیدالفطر کے دن اسلام ایک اور تعلیم دینا چاہتا ہے کہ عیدالفطر کے دن ہم صدقہ فطرادا کریں اوراس کے ذریعہ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ جہاں ہم اپنی خوشیاں منائیں وہیں غریبوں کوبھی اپنی خوشیوں میں شامل کرلیں مسلمان وہ نہیں ہوتا ہے کہ خودشکم سیر ہوکرسوجائے خود پیٹ بھرکرسوجائے اوراس کا پڑوسی بھوکا سوئے،اس لئے کہا گیا کہ تم عید کی نماز پڑھنے آنے سے پہلے صدقہ فطرادا کردیا کروتا کہ تمہارے بھائی بھی تمہارے ساتھ شریک ہوجائیں۔

نیک عمل کی تکمیل پرخوشی ہوتی ہے

بہرحال آپ یہ سمجھئے۔کہ انسان جہاں کوئی بڑی عبادت ادا کرتا ہےتو اس کو خوشی منانے کی اجازت دی گئی جیسے رمضان کے ختم پراس کوخوشی منانے کی اجازت دی گئی ہے سیدنا ابراہیمؑ اللہ تعالی کی طرف سے امتحانات میں پورے اترے اورحاجی عرفات کے دن اللہ تعالی کی طرف سے مغفرت کا عمومی پروانہ لے کرجا تا ہےتو عرفات کے دوسرے دن پوری انسانیت کوعیدالاضحیٰ کے نام سے عید منانے کی اجازت دی گئی۔اورقربانی کی جاتی ہے یہ اسی خوشی کا اظہار ہے جوکسی نیک کام کی تکمیل پرعطا ہوتی ہے۔

عبادت بھی خدا کے حکم سے عبادت ہے

اور کیسی خوشی، اللہ تعالی ایسی خوشی میں شریک کرنا چاہتا ہے کہ گزشتہ کل ابھی چودہ پندرہ گھنٹہ پہلے آپ نے پانی پیا ہوتا تو آپ کی پکڑ ہو جاتی لیکن اگر آپ نے آج عید کے دن روزہ رکھا تو اللہ تعالی کے یہاں آپ کی پکڑ ہو گی اصل میں اللہ تعالی یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ عبادت بھی عبادت تب ہی بنتی ہے جب کہ اس میں میرا حکم داخل ہو، یہ بات یاد رکھنا کہ عبادت خود عبادت نہیں ہے جب تک کہ خدا تعالی کا حکم اس میں شامل نہ ہو، اگر روزہ بنفس نفیس خود بخود عبادت ہوتا تو آج روزہ رکھنا گناہ کیوں ہے؟ اگر نماز پڑھنا خود عبادت ہوتا تو فجر کی نماز کے بعد آپ دو رکعت نفل پڑھیں گے تو آپ کو گناہ ہو گا، کیوں بھائی؟ نماز روزہ تو ثواب کی چیز ہے، اصل میں بات وہی ہے کہ انسان یہ بتلانا چاہتا ہے کہ میں تو آقائے حقیقی کا غلام ہوں اگر وہ کہے کہ ابھی روزہ رکھنا ہے تو میں رکھوں گا اور اگر وہ کہے کہ ابھی روزہ نہیں رکھنا ہے تو نہیں رکھوں گا وہ جہاں کہے کہ دو رکعت نماز پڑھنی ہے وہاں میں چار رکعت نہیں پڑھوں گا اور وہ جہاں کہے کہ بیس رکعت پڑھنی ہے وہاں میں آٹھ رکعت نہیں پڑھوں گا عید کا دن ہمیں یہ سبق دیتا ہے۔

تیری دید ہی میری عید ہے

میرے بھائیو۔ اس لئے ہم سب خوشیاں منائیں اور مسلمانوں کے لئے سب سے بڑی خوشی یہ ہے کہ ہم مولیٰ کے تابعدار بن جائیں، اکل کوا میں ہمارے رفیق محترم تھے ابھی چند برس پہلے ان کا انتقال ہوا ہے انہوں نے ایک بڑا پیارا شعر کہا تھا۔ ؎

کہ میری عید ہی تیری دید ہو،

اور تیری دید ہی میری عید ہو،

کہ میری سب سے بڑی عید یہ ہے کہ اللہ تعالی آپ اپنا دیدار مجھے کروادیجئے میری خوشی کا سب سے بڑا موقع یہ ہے کہ الہ العالمین آپ اپنی زیارت سے مجھ کو مشرف فرمادیجئے، ہم آج کے دن یہ دعا کریں کہ اللہ تعالی ہمارے رمضان کے روزوں کو بے انتہاء قبول فرمائے امین ۔اللہ تعالی ہماری تراویح کو قبول فرمائے ۔اللہ تعالی ہم نے اس مہینہ میں کلام اللہ کو پڑھا ہے اور سنا ہے اس پڑھنے اور سننے کے نتیجہ میں ہمیں اپنا قرب نصیب فرمائے۔اسی لئے عید کی آیات کریمہ کے ختم پر اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ،،وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَا دِی عَنِّی فَاِنِّی قَرِیْبٌ،، کہ اگر تم میری کبریائی بیان کروگے اور میرا شکر کروگے تو میں بہت قریب ہوں، میرے پاس آنے میں تمہیں کوئی دیر نہیں لگے گی،تم ذرا چل کر تو دیکھو کہ میں تمہاری طرف دوڑ کر آؤں گا۔اس لئے ہم عید کے اس فلسفہ کو سمجھنے کی کوشش کریں اخیر میں میں اپنی طرف سے تمام مجمع کو ،بچوں کو، اور سننے والی ماؤں اور بہنوں کو عید کی مبارکباد پیش کرتا ہوں ،اور اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی مجھے اور آپ کو تمام غموں سے بچا کر ہماری زندگی کا ہر دن خوشی کا دن بنائے، اور اللہ تعالی ہمیں اپنی عبادات کے ادا کرنے میں سچا پکا مومن بنائے ،اور اخلاص کے ساتھ ایمان پر ہمیں باقی رکھے،اور موت تک اللہ تعالی ہم سب کو ایمانی جذبات کے ساتھ سرشار رکھے۔ اور جب موت آئے تو وہ موت بھی ہمارے لے عید کا پیغام بنے امین ۔اور ہمیں یہ کہہ کر بلایا جائے کہ،، اِرْجِعِی اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً۔ اللہ تعالی ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے اور آج عید کا دن

ہے جہاں آپ نے پورا مہینہ مسجد کا خیال رکھا آج اپنی خوشیوں میں اس مسجد کو بھی شریک بنالیں، میں مزید ایک مرتبہ آپ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ہر مرتبہ قرآن پاک کی آواز پر لبیک کہا اللہ تعالی ہمیں مرتے دم تک ان مدارس اور مساجد کی فکر کرنے والا بنائے کہ ہماری دنیا کی اصل پونجی یہی ہے۔

نماز عید کا طریقہ

اب تھوڑا سا نماز کا طریقہ سن لیجئے گا، سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اگر کسی کو نیت زبان سے نہ آتی ہو تو زبان سے نیت کرنا کوئی ضروری بھی نہیں ہے، آپ گھر سے جو مسجد تک آئے ہو تو کیوں آئے ہو؟ نماز کے لئے ہی تو آئے ہو، اور امام کے پیچھے بولنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں، اس لئے کہ آپ امام کے پیچھے ہی کھڑے ہیں نیت اصل میں نام ہے دل کے ارادہ کا، اب آپ کا دل سے ارادہ ہوا، یہ نیت ہوگئی لہذا خواہ مخواہ اس کو رٹنے کی اور اسمیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے دل سے نیت کرے کہ میں امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں۔

اب نماز کا طریقہ کیا ہے؟ تو سنئے کہ سب سے پہلے ہم اللہ اکبر کہہ کر ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لیں، اور اس کے بعد ثنا پڑھی جائیگی اللہ تعالی کی تعریف کی جائیگی، نماز میں بھی پہلے اللہ تعالی کی تعریف ہی ہے، میں نے ابھی آپ کو یہ فلسفہ سمجھایا، ثنا پڑھنے کے بعد دو مرتبہ اللہ اکبر کہکر ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں گے، اور تیسری مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ اور پھر امام صاحب سورہ فاتحہ اور سورۃ پڑھیں گے پہلی رکعت مکمل ہو جائیگی دوسری رکعت کے لئے جب ہم اٹھیں گے تو ہاتھ باندھ لیں اور جب امام

صاحب قرات سے فارغ ہو جائے تو اس کے بعد تین مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں گے اور بس۔اور چوتھی مرتبہ امام صاحب اللہ اکبر کہیں گے تو ہم رکوع میں جائیں گے اور جس طریقہ سے نماز پڑھتے ہیں اس طرح پوری نماز پڑھی جائیگی اللہ تعالی ہمیں اپنی عبادات کما حقہ ادا کرنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین اور ہم سب کو اپنے قرب سے نوازے۔

آمین

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین
واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلکیاں

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ با للہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعما لنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدناوسندنا وشفیعناو حبیبنا ومولنا محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ اللہ تعالی الی کا فۃ النا س بشیرا ونذیرا ودا عیا الی اللہ باذنہ و سرا جا منیرا صلی اللہ تبا رک وتعالی علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ وازوا جہ وذریاتہ ومن اھتدی بھدیہ واستن بسنتہ واھل بیتہ واھل طا عتہ وبا رک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا، اما بعد فاعوذ با للہ من الشیطن الرجیم ،بسم اللہ الرحمن الرحیم ،رَبَّنَا وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَیۡنِ لَکَ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسۡلِمَۃً لَّکَ ،وَاَرِنَا مَنا سِکَنَا وَتُبۡ عَلَیۡنَا اِنَّکَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ،رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡھِمۡ رَسُولًا مِّنۡھُمۡ یَتۡلُو عَلَیۡھِمۡ اٰیَاتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الۡکِتَابَ وَالۡحِکمَۃَ وَیُزَکِّیھِم اِنَّکَ اَنتَ الۡعَزِیز الحَکِیم، وَقَالَ تَعَالٰی مُسۡتَجِیۡبًا دُعَآءَ اِبۡرَاھِیۡمَ کَمَا اَرۡسَلۡنَا فِیۡکُمۡ

رَسُوْلًا مِّنْكُم يَتْلُو عَلَيْكُمْ ايَاتِنَا وَيُزَكِّيْكُم وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ،فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِي وَلَا تَكْفُرُونَ، وقال تعالى، اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ،وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِي انقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ،صدق الله مو لٰنا العظيم، وعن النبی ﷺ انه قال، اَنَا دَعْوَةُ اَبِيكُمْ اِبْرَا هِيْمَ، صدق رسوله النبی الكريم ونحن علی ذالک لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين .

اجلاس کا مقصد

جناب صدر، اسٹیج پر موجود علماء کرام ،عزیز طلباء، میرے محترم بزرگو بھائیو دوستو۔اوراپنے اپنے مقام پر بیٹھ کر سننے والی خواتین اسلام۔

اللہ رب العزت کا بے پایاں احسان وکرم ہے کہ اس نے ہمیں اپنی نسبت کو باقی رکھنے کے لئے اورنسبت کے تصورکو باقی رکھنے کے لئے سیرت النبی کے عنوان سے ایک اجلاس منعقد کرنے کی توفیق نصیب فرمائی، میں نے اپنی ان دوسطروں میں دومرتبہ لفظ نسبت دہرایا ہے،اس نسبت کا دوسرانام سلسلہ ہے اللہ تعالی نے اس نسبت میں بڑی خیر وبرکت رکھی ہے،نسبت کے بغیر کسی بھی چیز میں خیر وبرکت پیدا نہیں ہوسکتی ،کثرت الگ چیز ہے،اور برکت الگ چیز ہے،کسی چیز کی کونٹیٹی زیادہ ہونا ایک الگ چیز ہے،دنیا میں کفار کی کثرت زیادہ ہے،لیکن تعداد کے زیادہ ہونے سے ان کا عظیم ہونا لازم نہیں آتا لیکن کسی چیز کی نوعیت کسی چیز کی کیفیت اوراس چیز میں

نسبت اس کو چیز کو بلند و بالا بنا دیتی ہے، مسلم قوم کو اللہ تعالی نے نسبتیں باقی رکھنے کے لئے، نسبتیں بیدار کرنے لئے اعتقاد اور عقیدے جیسی اہم ترین نعمت نصیب فرمائی بغیر نسبت کے کسی بھی چیز میں لہلہاتا پن اور نورانیت پیدا نہیں ہوسکتی امت مسلمہ پر دشمنانِ اسلام کی طرف سے یہود و نصاری اور مستشرقین کی طرف سے جو زبردست فکری حملے کئے جارہے ہیں اس میں ایک بنیادی حملہ یہ ہے کہ مسلم امت کو اپنی نسبت سے کاٹ دیا جائے اور اس کو کاٹنے کے لئے مختلف قسم کی تدابیر اور کاروائی کی جارہی ہیں، اور شعوری اور غیر شعوری طور پر امت مسلمہ ان کی کوششوں میں کامیاب بھی ہوتی چلی جارہی ہے اللہ تعالی ان کا کید اور ان کا مکر انہیں کی طرف واپس لوٹادے۔ آمین۔

میرے بھائیو۔ مجھے اور آپ کو جناب نبی کریم ﷺ سے ایک عظیم ترین نسبت حاصل ہے، کوئی بھی شخص کتنا ہی علم حاصل کرلے کتنا ہی گنگنالے کتنا ہی وہ پڑھ لے لیکن جب تک جناب نبی اکرم ﷺ سے کالی کملے والے سے فخر کائنات سے اپنی نسبت کو نہیں جوڑے گا تب تک وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا، ہمارے دل کو ہمیں مدینہ منورہ سے جوڑنا پڑے گا وہاں سے پاور سپلائی ہوتا ہے۔

نبی ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہے

اور ہم علماء دیوبند کا یہ متفقہ فیصلہ ہے اگر کسی کو نہیں معلوم ہے تو قریب بیٹھ کر یا دور بیٹھ کر اس فیصلے کو سن لے ہم اس نیلگوں آسمان کے نیچے اس دھرتی کو گواہ بنا کر یہ بات پیش کرتے ہیں کہ ہم دیوبندی علماء کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ نبی اپنی قبر میں زندہ ہے ہم نے نبی کی کبھی توہین نہیں کی، بلکہ ہم نے نبی کی وہ حیات ثابت کی ہے کہ ہمارے

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ نے بعض طلباء کے اعتراض واحتجاج پر مسجد نبوی کے روضۃ من ریاض الجنۃ میں بیٹھ کر ایک بڑے مجمع کو ایک بہت بڑی جمعیت کے سامنے حضور اکرم ﷺ کو قبر میں باحیات ثابت کر کے بتلایا تھا کہ دیکھو نبی اپنی قبر میں کیسا زندہ ہوتا ہے۔

لیکن ہم کیا کریں کہ جب کوئی شخص چاند کو پتھر مارنے کے پیچھے پڑ گیا ہو، اور اس پر تھوکنے کی کوشش کر رہا ہو تو چاند کی روشنی میں کوئی کمی نہیں آنے والی ہے اس کا تھوک اسی کی طرف واپس آئیگا ہم نبی کو اپنی قبر میں زندہ مانتے ہیں بلکہ ہم نبی کی نسبتوں کو بھی اتنا زندہ مانتے ہیں کہ میں نندوربار کی اس سرزمین پر بیٹھ کر پورے مجمع کو دائیں بائیں آگے پیچھے سب کو جراتِ بجا کر کے مبارکباد پیش کرتا ہیں کہ انشاء اللہ ہماری یہ نیک فالی جو حدیث کی روشنی میں بڑی مُتَیَقَّنْ ہے کہ نبی کی روح اپنی قبر اطہر سے اس وقت پورے مجمع کی طرف متوجہ ہے کیوں؟ کیسے؟ امام مسلمؒ نے ایک روایت نقل فرمائی کہ جناب نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِّی عَنْ اُمَّتِی السَّلَامَ ، کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو روئے زمین پر پھرتے رہتے ہیں ان کی ڈیوٹی یہ ہے کہ وہ روئے زمین پر چکر لگاتے رہتے ہیں، جو کوئی حضور اکرم ﷺ پر سلام پیش کرتا ہے اس کے اور اس کے والد کے نام سے سلام پیش کرتے ہیں۔

ہم پر سلام نہ پڑھنے کا الزام ہے

ابھی نعت کی شکل میں جو اشعار پیش کئے جا رہے تھے اور ان کے وجدانیات

پر ہم سب ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ پڑھ رہے تھے آپ ﷺ کے دربار میں فرشتہ برابر پہنچا رہا ہے، ایک تو ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم سلام نہیں پڑھتے ہیں اُنہیں دیکھنا چاہئے کہ ابھی سلام ہی تو پڑھا گیا خواہ مخواہ کا الزام ہے، ساس ماں کو اگر بہو کے پیچھے پڑ جانا ہے تو کچھ بھی بہانے نکال لے گی کہ آج تو گلاس ہی دھویا نہیں، وغیرہ وغیرہ ہم دیڑھ گھنٹے سے صلوۃ وسلام ہی تو پیش کر رہے ہیں اور وہ کون شخص ہوگا جو حضور ﷺ کی خدمت میں صلوۃ وسلام پیش نہ کرے، وہ تو خدا کا دشمن ہے قرآن نے اس کا حکم دیا قرآن پاک نے اس کی گواہی دی کہ، وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ، اے نبی ہم نے آپ کے مرتبہ کو بلند کیا ہے بلکہ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ وہ نماز نہیں ہوتی جب تک کہ اس میں تشہد نہ پڑھا جائے، اور تشہد میں سلام ہی تو ہے، معراج کی رات میں حبیب ومحبوب کے درمیان میں جو مکالمہ ہوا تھا تشہد اسی کی نقالی ہے، اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، سلام تو اتنی مقدس چیز ہے کہ اس کے طفیل میں ہمیں اللہ تعالی کی طرف سے سلام ملتا ہے، اللہ تعالی کی طرف سے ہم سب پر رحمت کی دعائیں برستی ہیں۔

جب اتنے بڑے مجمع کی طرف سے بار بار ہمارے اور ہمارے والد کے نام سے سلام پیش کیا جا رہا ہوگا تو آپ ﷺ نے بھی سوچا ہوگا کہ یہ کہاں کے لوگ ہیں کہ ایک ایک سکنڈ پر مجھے سلام پیش کر رہے ہیں تو اب آپ ہی بتایئے کہ آپ ﷺ کی روح مبارک اس طرف متوجہ ہوئی ہوگی یا نہیں؟ ارے بھائی ضرور ہوئی ہوگی اور جس مجمع کی طرف حضور ﷺ کی روح متوجہ ہو جائے اس مجمع کی سعادت ہے اس مجمع

کے اقبال کے بلند ہونے میں اوراس مجمع کے مقدر کے سکندر ہونے میں اوراس مجمع کے نصیبہ کے آسمان پر چلے جانے میں کس کو کیا شک ہوسکتا ہے؟

توجہ کی اہمیت

توجہ کو تو ہم مانتے ہیں ہمارے علماء تصوف نے توجہ کو سمجھایا ہے توجہ بہت بڑی چیز ہے اس کے بغیر آدمی کام کا نہیں بنتا ہے بزرگوں کی توجہ انسان کے اندرون کو پوری بدل دیتی ہے دیکھو جب انسان کعبۃ اللہ پر نظر ڈالتا ہے تو حدیث میں آپ نے پڑھا بھی ہوگا سنا بھی ہوگا جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کعبۃ اللہ اس کو اس کے گناہوں سے ایسا پاک اور صاف کردیتا ہے جیسے کہ اسکی اماں کے پیٹ سے وہ ابھی پیدا ہوا ہو؟ اسکی وجہ کیا ہے؟ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جب انسان کا ایم آر آئی ہوتا ہے ایکسریے یا سونوگرافی ہوتا ہے تو وہ مشین انسان کی ایک ایک رگ کو پکڑ لیتی ہے ایسے ہی اللہ رب العزت نے کعبۃ اللہ میں ایسی طاقت ایسی شعاعیں اور ایسے انوار پیدا کیئے کہ وہ شعاعیں دیکھنے والے کی طرف پوری توجہ ڈالتی ہیں اور اس کے اوپر وہ شعاعیں چھوٹتی ہیں تو انسان کے اندر سے اس کی پوری کدورتوں اور پوری خباثتوں کو نکال کر پھینک دیتی ہیں اس میں اللہ تعالی نے ایک تاثیر رکھی ہے۔

نبی کی اصل سیرت کونسی؟

سیرت کی اصل ابتدا چالیس سال کے بعد ہوتی ہے اس لئے کہ چالیس سال سے پہلے وہ محمد بن عبداللہ تھے اور چالیس سال بعد وہ محمد رسول اللہ بنے اصل سیرت تو چالیس سال بعد والی ہے سیرت نبی کی زندگی کے ہر پہلو کا نام ہے صرف نبی

کی زندگی کے احوال آپ ﷺ کے یتیمی کے احوال اور مکی ،مدنی زندگی کے ذکر کرنے کا نام سیرت نہیں ہے بلکہ نبی کی احادیث نبی کی بتائی ہوئی چیزیں ان سب چیزوں کا نام بھی سیرت ہی ہے، اگر میں سیرت کے جلسہ میں کوئی حدیث پڑھوں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں سیرت کے مضمون کو بھول گیا ،ہمیں وہ تیئیس سالہ زندگی کا پورا مطالعہ کرنا پڑیگا اور اس کے تمام پہلوؤں پر نظر ڈال کر اپنا یہ جائزہ لینا پڑیگا کہ سیرت کے کون کون سے گوشے ہماری زندگی میں ہیں ہم مانتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی بعثت سے پہلے صادق اور امین کے نام سے پکارے جاتے تھے مگر محمد رسول اللہ آپ بنے ہیں چالیس سال کے بعد۔

محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

میرے بھائیو۔ میں آپ کو نسبت سمجھا رہا تھا جناب نبی اکرم ﷺ نے بھی اس نسبت کو سمجھایا ہے، اور ہم تو نبی کی عظمت ایک جملہ میں ہی ظاہر کرتے ہیں سمجھ رکھنے والے اس جملہ کو سن کر ہم پر سے الزام کو ختم کر دیں گے ہم کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کا وجود آپ ﷺ کا رہینِ منت ہے وہ اس طرح کہ اگر حضور ﷺ کے دنیا میں آنے کا فیصلہ نہ ہوتا تو حضرت آدمؑ بھی دنیا میں نہ آتے ،اس حدیث کی سند پر اگرچہ محدثین نے کلام کیا ہو لیکن اس حدیث کی سند تو سو فیصد صحیح ہے جس میں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ، كُنْتُ نَبِيّاً وَاٰدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ ،ترجمہ بڑا شاندار کیا ہے کہ میری نبوت ورسالت کا فیصلہ کیا جا چکا تھا جب کہ آدم ابھی مٹی اور پانی کے درمیان ہی تھے ترجمہ صحیح ہونا چاہیئے ورنہ اکثر گمراہیاں ترجمہ سے ہوتی ہیں۔

سمجھ سمجھ کا پھیر ہے   اسی کا نام اجمیر ہے،

آپ ﷺ صدر ہیں کہ صدر کا انتخاب ہو چکا ہے پروگرام میں پہلے صدر کا انتخاب ہوتا ہے پھر اسٹیج لگتا ہے چھوٹے چھوٹے مقررین آتے ہیں لیکن صدر اخیر میں آتا ہے اور مختصر سے وقت میں اپنا کام نمٹا کر چلا جاتا ہے اسی لئے پرانے انبیاء کو عمریں بھی زیادہ دی گئیں کسی کو نو سو سال کسی کو کچھ سو سال لیکن آپ ﷺ کو صرف تیئیس سال اور اگر اس کا بھی آپ جائزہ لیں تو پتہ چلے گا کہ صرف سات سال حضور اکرم ﷺ کو ملے ہیں، اس میں آپ اپنا کام کر کے تشریف لے گئے۔

زمرہ انبیاء میں آپ ﷺ کی عظمت

اور آپ ﷺ کی عظمت دنیا کے سامنے جتانی تھی آپ ﷺ کا مقام و مرتبہ بتلانا تھا اور زمرہ انبیاء میں آپ ﷺ کی عظمت بتلانی تھی اس لئے حضرت ابراہیم واسماعیل علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے دل میں وہ دعائیہ کلمات ڈالے جارہے ہیں کہ جب کعبۃ اللہ کی دیواروں کو اٹھا لو تو اس وقت تمہیں ایک خصوصی دعا کرنی پڑیگی، اور وہ یہ ہے، ،رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ ،وَاَرِنَا مَنَا سِکَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ،رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَيُزَکِّيْهِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَکِيْمُ کہ اے اللہ ہم نے تیرے فضل و کرم سے یہ مکان بنا تو لیا، لیکن یہ مکان آباد اس وقت ہوگا جب اس کے مکیں بھی ہونگے اس لئے ہماری ذریت میں ایک ایسی جماعت پیدا فرمادے جو تیرے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والی ہو، اے اللہ میری ذریت میں ایک رسول اِنہی

میں سے پیدا فرما، یہ دعا فرمائی، تو یہ رسول مانگا گیا۔ حضرت مولانا علی میاں صاحب ندویؒ لکھتے ہیں کہ خدا تعالی نے وہ فیصلہ کر دیا تھا لیکن پھر بھی حضرت ابراہیم واسماعیلؑ کی زبانی منگوایا تا کہ دنیا کے سامنے یہ بات ظاہر کی جاوے کہ محمد ﷺ کو ابو الانبیاء نے مانگا ہے۔

ہماری بھی اہمیت ہے

اور دیکھو میرے بھائیو۔ ہمیں بھی مانگا گیا ہے اسی لئے امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے اُخـرِ جَتْ فرمایا کہ تم بہترین امت ہو جو نکالی گئی ہو یہ نہیں فرمایا کہ نکلی ہو، اور اس کو ایک مثال سے یوں سمجھو کہ اگر آپ کو میں نے اپنے ذاتی کام سے بمبئ بھیجا ہے آپ میرے قاصد بن کر گئے ہیں تو بھلے گھر میں بغیر پنکھے کے سوتے ہوں لیکن چونکہ بل میں لکھنا ہے اس لئے آپ پنکھے والا کمرہ ہوٹل میں لیں گے آپ چائے پان تمباکو سب کا خرچ بل میں ڈالیں گے اور دیانت کی بات تو یہ ہے کہ مجھے بھی دینا چاہئے اس لئے کہ آپ میرے کام سے گئے ہیں اور اگر جس کام کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا وہ کام آپ بحسن وخوبی انجام دیکر آتے ہیں تو مزید میں اپنی طرف سے کچھ انعام دوں گا اور اگر آپ کام بگاڑ کر آئے تو ایک ایک روپیہ کا حساب آپ سے واپس لیا جائیگا بلکہ ہوسکتا ہے جرمانہ بھی عائد کیا جائے اب ذرا اس مثال کو مذکورہ آیت پر منطبق کیجئے۔ اللہ تعالی نے مجھے اور آپ کو اس دنیا میں بھیجا ہے ہم اپنی مرضی سے اس دنیا میں نہیں آئے اللہ تعالی نے ہم کو بھیجا ہے اور ایک کام سپرد کر کے بھیجا ہے محمد کا پیغام دنیا میں پہنچانے کے لئے بھیجا ہے محمدی مشن کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر چلانے کے لئے بھیجا ہے اب اگر کوئی مسلمان اللہ تعالی کے سپرد کئے ہوئے کام کو

بحسن وخوبی انجام دیتا ہے تو مجھے بتاؤ کہ اس کی ساری ضروریات کی کفالت اللہ تعالی کے ذمہ رہے گی یا نہیں رہے گی؟ اور اگر وہ مقصد پر پورا اترتا ہے تو اس کو مزید اللہ تعالی انعامات سے نوازیں گے خدا تعالی اس کی تمام ضروریات کو پوری کرتا ہے پتہ چلا کہ انسان اپنے مقصد پر جما رہے تو اس کی بھی اہمیت ہے۔ اکابرین امت کا حال دیکھو بزرگوں کا حال دیکھو جنہوں نے دعوت وتبلیغ، تصنیف تدریس، وعظ وارشاد، اصلاحی شعبوں کے اعتبار سے اللہ تعالی کے مفوضہ کام کی تکمیل میں اپنے آپ کو لگا دیا خدا تعالی نے ان کی ضروریات زندگی تو کیا سہولیات زندگی کا بھی انتظام فرمایا کہ ہم نے تمہیں جس کام کے لئے بھیجا تم وہ کام کر رہے ہیں، ہم تم سے خوش ہیں، اور اگر نہیں کر رہے ہیں تو پھر معاملہ خطرناک ہے۔

آپ ﷺ کی سب سے اہم صفت

اور جس وقت حضرت ابراہیمؑ نے ہمارے نبی کو مانگا اس وقت نبی کی صفات بیان کی کہ یَتْلُوا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْهِمْ نبی کی سب سے اہم ترین صفت دنیا کو تعلیم دینا ہے دنیا کو علم دینا ہے حضور اکرم ﷺ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ، اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ اُعَلِّمُکُمْ کُلَّ شَیْءٍ سیرت کا ایک اہم گوشہ کھول رہا ہوں کہ آج کے اس دور میں اسلام کے دشمن مسلمانوں کو یوں کہہ کر بہکاتے ہیں کہ یہ مولوی ملاے، تمہیں چودہ صدی پیچھے لے جانے والے ہیں اور ان کو تھما دیا جا رہا ہے انٹرنیٹ والا اسلام، نسبتیں ختم کرنے والا اسلام دیا جا رہا ہے۔

یہودی کا اعتراض مع جواب

چنانچہ ایک روایت میں حضرت سلمان فارسی ؓ فرماتے ہیں کہ کچھ یہود نے ہم پر اعتراض کیا کہ، لَقَدْ عَلَّمَکُمْ نَبِیُّکُمْ کُلَّ شَیْءٍ حَتَّی الْخِرَآءَۃِ ، کہ تمہارا نبی کیسا ہے اتنی عظیم ترین ہستی ہونے کے باوجود تم کو استنجے کرنے کے طریقے بھی سکھاتا ہے کہ استنجاء کیسے کیا جائے استنجے میں کتنے ڈھیلے لینے چاہئے کونسے ہاتھ سے استنجا کرنا چاہئے آج کل کا کوئی نوجوان ہوتا کہتا کہ ہاں یار یہ بات تو بالکل صحیح ہے بیت الخلا میں جاتے ہیں تو وہ اپنا ذاتی معاملہ ہے جی میں جیسا آئے ویسا دھولو لیکن حضرت سلمان فارسیؓ نے مؤثر جواب دیا اس کو خاموش کر دیا بڑا مؤکد لفظ استعمال فرمایا کہ، اَجَلْ،، جی ہاں جی ہاں بالکل، یہ تو بہت دور کی بات ہے کہ ہمارے نبی ہم کو بیت الخلاء کا طریقہ بتلاتے ہیں بلکہ اس وقت کیسے بیٹھا جائے اس کا طریقہ بھی ہم کو ہمارے نبی سکھلاتے ہیں، لَقَدْ نَهَانَا اَنْ نَّسْتَقبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَآئِطٍ اَوْ بَوْلٍ ہمیں بتایا گیا ہے کہ پیشاب پاخانہ کرتے وقت کیسے بیٹھا جائے، بلکہ تھوکنے میں بھی ہم کو پابند بنایا گیا کہ ایسے تھوکنا چاہئے کچرا کیسے ڈالنا چاہئے بلکہ اس نبی کے فرمان کو لیکر ہدایہ اور نور الایضاح والے نے تو سردی اور گرمی کے اعتبار سے استنجے میں ڈھیلے لینے کے اوپر روشنی ڈالی ہے اس شریعت کی جامعیت ایسی ہے کہ اس نے استنجا کے طریقے بھی سکھائے۔

یہود کے اعتراض کرنے کی وجہ

تو کچھ یہود نے طنز کیا کہ تمہارا نبی اتنا بڑا آدمی ہونے کے باوجود ایسی باتیں سکھاتا ہے اور وہ کیوں؟ اب ذرا بہت پوئنٹ کی بات میں کہتا ہوں اگر یہ بات ہمارے دماغ میں اتر گئی تو انشاء اللہ آج کا ہمارا بیان وصول ہو گیا اسکی وجہ یہ ہے کہ یہود و نصاری دونوں کی مل کر یہ کوشش ہے کہ جیسے ہم نے اپنے مذہب کو گرجا گھروں میں کلیساؤں میں صوامع اور بِیَع میں مقید کر دیا جہاں ہم نے اپنی مذہبی رسومات کو مذہبی تقدسات کی جگہوں میں مقید کر دیا دین کو دنیا سے الگ کر دیا کہ دنیا میں دین کی ضرورت نہیں دین کی ضرورت اور دین کا احتیاج روزانہ نہیں بلکہ صرف سنیچر اور اتوار کو ہے یا ۲۵، ڈسمبر یا یکم جنوری وغیرہ تک محدود کر دیا اور جیسے ہمارے دیش بندوؤں نے دین کو مخصوص گھر میں مقید کر دیا.

ویسے ہی ملت اسلامیہ کے نوجوانوں کے لئے یہ کوشش ہو رہی ہے کہ مسلمانوں کو جمعہ کے دن اور عیدین کے موقعہ پر اور بعض مخصوص ایام میں احکامات ادا کرنے کی حد تک اسلام کو مقید کر دیا جائے اور زندگی کے دوسرے شعبوں سے دین کو بالکل ختم کر دیا جائے امت کے دماغ میں یہ بات ڈالنے کی مکمل کوشش ہو رہی ہے کہ سواری اور دوکان پر شریعت کی کوئی ضرورت نہیں ہے اپنی بیوی کے پاس کے معاملات پر شریعت کی کوئی ضرورت نہیں ہے موت و حیات کے مسئلہ پر شریعت کی کوئی ضرورت نہیں ہے شریعت کی ضرورت مسجد میں ہے شریعت کی ضرورت جمعہ کے دن ہے شریعت کی ضرورت عیدین کے موقع پر ہے، شریعت کی ضرورت جنازے کے موقع

پر ہے ،شریعت کی ضرورت جنازے کو قبر میں اتارتے وقت ہے اس کے علاوہ نہیں ہے یہ ایک شوشہ چھوڑ دیا جا چکا ہے۔کمال اتاترک نے یہ آواز اٹھائی تھی کہ، دَعُ مَا لِلّٰهِ لِلّٰهِ وَمَا لِقَيْصَرَ لِقَيْصَرَ ، کہ اللہ کی چیز اللہ کے لئے رکھو اور قیصر کی چیز قیصر کے لئے رکھو، فَصْلُ الدِّيْنِ عَنِ الدَّوْلَةِ ، کہ دین کو دنیا سے، اپنی سوسائٹی سے، دین کو اپنی زندگی سے، دین کو اپنی معاشرتی زندگی سے جدا کر دیا جائے کہ دین کی کوئی ضرورت نہیں ہے اسی لئے ہمارا نوجوان یہی کرتا ہے کہ جمعہ کا دن آیا تو کرتہ پاجامہ پہن لیا رومال باندھے گا، عطر وغیرہ بھی لگائیگا جنازہ ہے رومال باندھے گا عیدین کا موقع ہے زبردست بن جائیگا کیوں اس لئے کہ مسلمان ہے.

وہاں اس کو اپنا مسلمان ہونا یاد آرہا ہے لیکن حلال وحرام کے مسئلہ پر اس کو شریعت یاد نہیں آتی ہے بیوی کے ساتھ معاملات میں، بہنوں کا وراثتی حق ادا کرنے میں، گھر کے معاملات میں، دوکان کی پونجی پر، رکشہ کی سیٹ پر، اور ٹیکسی کی سیٹ پر ڈرائیونگ کرتے ہوئے یاد نہیں آتا ہے ایک باپ کی زندگی میں اس کو شریعت نہیں یاد آتی ہے اس کو اپنا مسلمان ہونا یاد نہیں آتا ہے اس لئے کہ اس نے اپنے مسلمان ہونے کو مقید کر لیا جب مسجد میں آیا تو سر پر ٹوپی آئی اور جب مسجد سے باہر نکلا تو رومال اور ٹوپی جیب میں چلی گئی اس کا مطلب کیا ہوا؟ اس کا مطلب وہی ہوا کہ ہم نے بھی اسلام کو مسجدوں تک ہی محدود رکھا ہے، نبی کی سیرت کو ہم نے مسجد تک مقید کر لیا اور باہر ہم یہ کہتے ہیں ہم آزاد زندگی گزارتے ہیں دشمنان اسلام اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو گئے یہود ونصاری نے اپنا مذہب اسی میں ختم کر دیا اور کیا آپ کو معلوم ہے؟ انگلستان کی تاریخ کا جنہوں نے مطالعہ کیا ہے بلکہ بہت سے لوگوں نے مشاہداتی

تجربہ بھی کیا ہوگا کہ دھیرے دھیرے ان کے عبادت خانے بھی عبادتوں سے خالی ہوگئے پھروہ عبادت خانے قہوہ خانے ہوگئے جوے اور سٹے کا بازار اور زنا خوری کا بازار بن گئے اور مذہب ان کی زندگیوں سے یکسر ختم ہوگیا۔

ہم مسلمان آزاد نہیں ہیں

لیکن ہم مسلمانوں کو ہمارے نبی کی سیرت نے ہر چیز میں پابند کیا ہے اس حدیث پر میں بول رہا ہوں کہ **لَقَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُم كُلَّ شَىْءٍ حَتّٰى الْخِرَاءَةِ** استنجے میں بھی ہم شریعت کے پابند ہیں ہم آزاد نہیں ہیں ارے ہمارا کپڑا بھی اگر شریعت بولے گی تو ہی پاک ہوگا ورنہ نہیں، آپ بولو میں نے بلیچنگ میں دھویا آپ کہو میں نے ایریل پاوڈر میں دھویا آپ کہو کہ میں نے واشنگ مشین میں دھویا نہیں چلے گا شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ پر دھویا تو پاک ہے ورنہ کپڑا ناپاک ہے شریعت نے کہا کہ نجاست مرئی ہو (دکھنے والی نجاست) تو اس کے دھونے کا طریقہ یہ ہے غیر مرئی (نہ دکھنے والی نجاست) ہو تو اس کا یہ طریقہ ہے اس میں بھی بلکہ ہر چیز اور ہر کام میں سیرت نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔

سیرت نے مندی کی وجہ بھی بتلائی

مندی سے نکلنے کا طریقہ کیا؟ اور یہ مندی کا سبب کیا ہے؟ مسلمان کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں، قرآن پاک نے اس مندی کی پیشین گوئی چودہ سو تیس سال پہلے کر دی تھی کہ، **يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰو وَيُرْبِى الصَّدَقَاتِ** کہ جب دنیا میں سودی نظام عام ہو جائے جس کے کھانے میں انٹریس عام ہو جائے تو اللہ پاک مندی لائے گا چیزوں

کے دام بڑھ جائیں گے۔اب لوگ پوچھتے ہیں کہ چیزوں کے دام بڑھ گئے کیا کریں ؟مہنگائی کا دور ہے،تو مہنگا ہم نے خود کیا ہے ابن ماجہ شریف کی روایت میں آتا ہے کہ جب دنیا میں گناہ عام ہو جاہیں گے اللہ تعالی چیزوں کے دام بڑھا دیں گے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب دنیا میں زنا کاری عام ہوجائیگی تو اللہ تعالی ایسی ایسی بیماریوں کو جنم دیں گے جن کے نام تمہارے باپ داداؤں نے سنے بھی نہیں ہونگے۔

من موہن کا اسٹیٹ مینٹ

اس وقت ہندوستان کے پرائے منسٹر جیسی اہم شخصیت من موہن سنگھ صاحب انہوں نے عجیب وغریب اسٹیٹ مینٹ دیا یہ ان کی بیماری کے بعد کا اسٹیٹ مینٹ ہے انہوں نے کہا کہ انٹرنیشنل لیول پر مندی پھیل رہی ہے لیکن میں اپنے ہندوستان کو ایک رائے دیتا ہوں کہ ہندوستان اگر مندی سے بچنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ اسلام کا غیر سودی نظام بینکوں میں جاری کر دیا جائے اور کسی عربی کے کہنے والے نے کہا ہے کہ، **وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَت بِهِ الْاَعْدَآءُ**، کہ کمال کی بات وہ ہوتی ہے جس کی گواہی دشمن بھی دے چنانچہ انہوں نے اسٹیٹ مینٹ دیا اب اس بات کو میڈیا نے چھپا دیا وہ نہیں چاہتا ہے کہ اسلام کا بول بالا ہو،لیکن انگریزی اخبار والوں نے برابر اس نیوز کو شائع کیا۔اور اخبار پڑھنے والے جانتے ہیں کہ اس کے چند ہی دنوں بعد اخبارات میں آنے لگا کہ فلاں بینک نے سود کی شرح اتنی کم کردی، دو فیصد تک لے آئے دھیرے دھیرے ہندوستان بھی اس نظریہ پر جارہا ہے اور اس نظریہ کا پیغام انہوں نے امریکہ کو بھی بھیجا اس لئے کہ میرے نبی کی سیرت قیامت تک دنیا میں باقی ہے اب اس کو جو چاہے قبول کرلے۔

بینکنگ نظام عربوں کے پاس بھی تھا

جناب نبی اکرم ﷺ جس زمانہ میں مبعوث ہوئے دنیا میں اتنی مالداری تو تھی نہیں، پھر صحابہ کرامؓ نے اتنی ترقی کیسے کی؟ صحابہ کرام بھی تجارت کرتے تھے صحابہ کرامؓ کے یہاں بھی بینکنگ نظام تھا جو لوگ سیرت کو نہیں جانتے اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ حضرت زبیرؓ کے یہاں زبردست بینکنگ نظام تھا جابر بن عبداللہؓ کے یہاں زبردست بینکنگ نظام تھا۔ جو لوگ کہتے ہیں شیئر مارکٹ آج کی ایجاد ہے غلط بات ہے عربوں کے یہاں زبردست شیئر مارکٹ تھا ابوسفیان کا جو قافلہ گیا تھا اور حضور ﷺ اس کی اس تجارتی منڈی کو مندی کا سامنا کروانے کے لئے اور اس کی ترقی کی کمر کو توڑنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

اور اس کے بعد بدر کی لڑائی ہوئی تھی اس میں مؤرخین نے لکھا ہے سیرت ابن ہشام کے الفاظ ہیں کہ، لَمْ یَبْقَ قُرَشِیٌّ وَلَا قُرَشِیَّةٌ عِنْدَہٗ دِرْھَمٌ مکہ میں جو کوئی قریشی مرد تھا یا قریشی عورت تھی کسی کے پاس ایک درہم بھی نہیں بچا تھا سب نے اپنی اپنی پونجی ابوسفیان کے حوالہ کی تھی کہ آپ اس کو اپنے تجارتی مال میں لگاؤ اور اسی کا نام تو شیئر مارکٹ ہے۔ صحابہ کرام نے تجارتیں کی ہیں یہ ٹاٹا برلا اور یہ امبانی اور میتل یہ کیا تجارت کرتے ہونگے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی تجارت کا حال یہ تھا جب ان کے کنٹینر مال کے آتے تھے یعنی اونٹ تو ان کی پہلی گاڑی مدینہ میں داخل ہوتی تھی جب کہ آخری گاڑی سیریاء یعنی ملک شام میں ہوتی تھی اتنی لمبی لائن، لیکن انہوں نے مال ہضم کیا آج کے مسلمان کو دو پیسے آگئے تو اس کو ہضم ہی نہیں ہوتا ہے پھر گاڑی آگئی

تو سینہ کھول کر چلتا ہے اسے یہی معلوم نہیں ہے کہ یہ تو آنے جانے والی چیز ہے، تو سیرت میرے بھائیو ہر جگہ ہماری رہبری کرتی ہے پیشاب خانہ میں بھی، پاخانہ میں بھی، مسجد میں بھی، ازدواجی زندگی میں بھی، معاشرتی زندگی میں بھی اس سیرت کو تھامے بغیر ہم ترقی کا منہ نہیں دیکھ سکتے مسلمانوں کو تو گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ ان کے پاس تو سیرت کا عظیم الشان تحفہ ہے۔

سیرت رسوائی سے بچنے کا ذریعہ ہے

مسلمان اگر سیرت کی ڈگر پر آجائے تو وہ کبھی بھی رسوا نہیں ہو سکتا دیکھو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے پاس نبی کریم ﷺ نبوت لیکر آئے تو آپ گھبرائے ہوئے تھے سہمے سہائے تھے فرشتہ کو دیکھا تھا وحی لی تھی لیکن اس وقت حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کی سیرت کو جو پانچ جملوں میں کھینچا ہے وہ آپ ﷺ کی پوری سیرت کا خلاصہ ہے لیکن اس سے پہلے کا ایک جملہ ہے اس کو میں سبق کے طور پر دہرانا چاہتا ہوں، کہ حضرت خدیجۃؓ نے فرمایا کہ، کَلَّا وَاللّٰہِ مَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی کبھی رسوا نہیں کرے گا اب یہ جملہ میں آپ کو میری اور آپ کی امی حضرت خدیجۃؓ کے حوالہ سے سناتا ہوں کہ خدا مجھے اور آپ کو بھی کبھی رسوا نہیں کرے گا اگر وہ اسباب اور صفات ہماری زندگی میں ہیں جن صفات کا سہارا حضرت خدیجۃ نے اپنے اس جملے میں لیا تھا فرمایا تھا کہ اے محمد اللہ تعالیٰ کبھی آپ کو رسوا نہیں کرے گا اس لئے کہ، اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَآئِبِ الْحَقِّ، کہ اے اللہ کے رسول

آپ میں یہ پانچ صفتیں ہیں اور جس میں یہ پانچ صفتیں ہوں خدا تعالی اس کو کبھی رسوا نہیں فرماتے ہیں۔ وہ پانچ صفتیں یہ ہیں ابھی بتلاتا ہوں۔

آپ ﷺ کی پہلی صفت

سب سے پہلے تو یہ کہ آپ رشتہ داروں کے حقوق کو ادا کرتے ہیں، اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور صلہ رحمی کا مطلب کیا ہے؟ وہ بھی حضور ﷺ نے بیان فرمایا صلہ رحمی کرنے والے نے ہی اس کی تفصیل بیان کی کہ، لَیْسَ الْوَاصِلُ بِا لْمُکَا فِی ، صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو بدلہ میں صلہ رحمی کرے کہ آپ نے میرے بچے کی شادی میں پچیس روپیہ کا لفافہ دیا تو میں آپ کے بچے کی شادی میں پچاس روپیہ کا لفافہ دوں، یہ صلہ رحمی نہیں ہے صلہ رحمی یہ ہے کہ کوئی آپ سے رشتہ داری کو کاٹتا ہو آپ اس کی رشتہ داری کو جوڑیں آپ کے بھائی نے آپ سے تعلق توڑ دیا وہ آپ کے یہاں نہیں آتا آپ کی بہن نے آپ سے تعلق توڑ دیا لیکن آپ اس کے یہاں جاتے ہیں آپ اس کی خوشی غمی میں شریک ہوتے ہیں زیادہ نہیں بنتی تو کوئی حرج نہیں لیکن آپ نے تعلق نہیں توڑا آپ اپنے فرائض ادا کرتے ہیں اسے کہتے ہیں رشتہ داری نبھانا۔

آپ ﷺ کی دوسری صفت

اور دوسری صفت فرمائی کہ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ سیرت کی دوسری صفت یہ ہے کہ آپ لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں ہم بوجھ کو اٹھانے والے بنیں کوئی راستہ پر چلتا ہے اس کے ہاتھ میں وزن دار چیز ہے ہم اس کی مدد کریں ہمارا مذہب ہرگز ہمیں

یہ نہیں سکھا تا ہے کہ ہم صرف مسلمانوں کے ہی جھولوں کو اٹھائیں اور غیر مسلموں کی مدد نہ کریں ہمارے مذہب کے دروازے اور اکرام کے دروازے ہر ایک کے لئے کھلے ہوئے ہیں آج ہمیں سیرت کا سہارا لے کر ہی اپنے اوپر لگائے گئے الزامات کا جواب دینا پڑیگا کانفرنسوں کے ذریعہ سیمینار کر کے دہشت گردی کا جواب ہم نہیں دے سکتے اس کے لئے تو ہمیں اپنے اندر اخلاق پیدا کرنے ہونگے نبی کی سیرت ہمیں اندر پیدا کرنی پڑیگی تو سامنے والی قوم بھی کہے گی کہ اس قوم پر غلط الزام ہے یہ دہشت گرد قوم نہیں ہے۔

سیرت کی برکت سے دو آدمیوں نے کلمہ پڑھ لیا

میں آپ کو ایک واقعہ سناؤں کہ میں کچھ مدت پہلے انگلینڈ سے آرہا تھا تو انگلینڈ کے ائیر پورٹ پر پچھتر اسی سال کی بوڑھی اماں تھی اپنے ہندوستان کے احمد آباد کی وہ رہنے والی تھی اس کے ہاتھ میں بہت وزندار تھیلا تھا سامان تو اس نے چڑھا دیا تھا لیکن ہاتھ کا بیگ تھا ہی، اور وہ بھی بہت وزندار تھا، میں نے دیکھا کہ یہ پچھتر اسی سال کی بوڑھی میری دادی کی عمر کی ہے، اور میرے ہاتھ میں زیادہ وزن بھی نہیں ہے، تو میں نے جا کر اس سے کہا کہ اماں جان اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو میں آپ کا بیگ لے لوں، میرے خیال سے آپ احمد آباد جا رہی ہیں اور میں بھی اسی فلائٹ میں ہوں تو کیا میں آپ کا بیگ اٹھا لوں؟ آپ کی مدد کروں؟ وہ خوش ہو گئی وہ پسینہ سے شرابور تھی اس لئے کہ وہ جھولا اٹھا کر لائی تھی اندر کون کس کی مدد کرتا ہے میں نے اس کا

بیگ اٹھایا اور راستہ میں وہ مجھ سے بار بار پوچھتی کہ تھوڑا میں اٹھا لوں میں نے کہا کہ نہیں نہیں اگر میرے ساتھ میری ماں ہوتی تو کیا میں اٹھانے دیتا؟ میں نے اس کو اسکی سیٹ تک پہونچا دیا اس کو بٹھایا اور اس کا جھولا اوپر سامان رکھنے کی جگہ پر رکھدیا اس نے آشرواد دیئے جس کو دعائیں کہی جاتی ہیں۔

پھر اس کے بعد میں اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا اتفاق سے وہ تین آدمیوں کی سیٹ تھی میرے بازو میں دو نوجوان تھے ان میں سے ایک نیویورک سے اور ایک لندن سے چڑھا تھا اور وہ دونوں احمد آباد کے تھے نیویورک کے پیسنجروں کو بھی وہاں اپناری چیک کرنے کے لئے اترنا پڑتا ہے تو وہ دونوں نوجوان یہ ماجرا برابر دیکھ رہے تھے، کہ یہ کوئی مولوی قسم کا آدمی ہے جس نے ایک عورت کا وزن اٹھایا ہے مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ لوگ مجھے دیکھ رہے ہیں، میں ان کے پڑوس میں جا کر بیٹھ گیا ہوائی جہاز میں تو شراب بھی تقسیم کی جاتی ہے وہ دونوں نوجوانوں نے خوب شراب پی، اور مستی کرنے لگے وہ جو کھانا تقسیم کرنے والی ہوتی ہے وہ عورت آئی اور اس نے سب سے پوچھتے پوچھتے مجھ سے بھی پوچھا کہ آپ سبزی کھائیں گے یا گوشت کھائیں گے؟ میں نے کہا کہ ویسے تو میں گوشت کھاتا ہوں لیکن ابھی تو مجھے سبزی چاہیئے اس نے کہا کہ آپ مسلمان ہیں ائیر انڈیا کی فلائیٹ ہے ہم لوگ حلال کھانا دیتے ہیں آپ گوشت کھایئے کوئی حرج کی بات نہیں ہے، میں نے کہا کہ نہیں آپ مجھے سبزی دیجیئے وہ سبزی دیکر چلی گئی اب وہ دونوں نوجوانوں کو پتہ نہیں کیا سوجھی وہ دونوں احمد آباد کے کٹر علاقہ شاہی باغ کے تھے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ گروجی آپ مسلمان ہو کر گوشت کیوں

نہیں کھاتے ہیں؟ آپ نے سبزی کھائی۔

میں نے کہا کہ صرف ایک مقصد سے میں نے سبزی منگوائی تا کہ گوشت کی وجہ سے تمہارے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہ پہونچے اس لئے میں نے سبزی کھائی میں ایک دن اگر سبزی کھا لوں گا تو میں کوئی غیر مسلم بن جانے والا نہیں ہوں پورا اسلام گوشت کھانے میں نہیں آ گیا بس اس ایک جملہ سے اللہ تعالی نے اس میں کوئی تاثیر پیدا کی میں سمجھتا ہوں کہ میرے اساتذہ کرام کے توجہات کی برکت تھی کہ یہ جملہ فوراً میرے دماغ میں جواب کے طور پر آیا۔

انہوں نے کہا کہ عجیب بات ہے ہم شراب پی کر آپ کے سامنے مستی کر رہے ہیں اور آپ نے ہمارے جذبات کی اتنی لاج رکھی کہ گوشت نہیں کھایا، جو کچھ ان کے سامنے شراب بچی تھی وہ انہوں نے واپس کر دی، اور پھر وہ میرے ساتھ گفتگو کرنے لگے اور انہوں نے کہا کہ مولانا ہم آپ کو کب سے دیکھ رہے ہیں، میں نے کہا کب سے؟ کہا کہ جب سے آپ نے بیگ اٹھایا تھا تب سے ہم آپ کو دیکھ رہے تھے کہ یہ کوئی پکا مذہبی آدمی لگ رہا ہے انہوں نے گفتگو شروع کی اور اس گفتگو میں فلائٹ کے کیپٹن کو بھی بلایا کچھ سوالات کیئے اللہ تعالی کے وجود کا سوال، تعدد ازواج کا سوال، گوشت خوری کا سوال، اور جو کچھ دنیا میں میڈیا نے پھیلا رکھا ہے یہود کی دشمنی کا سوال ہم نے ان کو وضاحت کے ساتھ سمجھایا۔

اور ایک حدیث ہم نے ان کو پیش کی وہ حدیث ان کے ایمان لانے کا ذریعہ بن گئی کہ ہمارے نبی نے ہمیں دشمنی بالکل نہیں سکھائی ہمارے نبی ایک مرتبہ تشریف فرما تھے ایک یہودی کا جنازہ گزر رہا تھا ہمارے نبی کھڑے ہو گئے جس یہود کو قرآن پاک کٹر

دشمن کہہ رہا ہے اور واقعتہ یہ یہود دشمن بنے بیٹھے ہیں ہمارے دیش واسیوں کو بھی میں یہ پیغام دیتا ہوں کہ خدا کے واسطے او ہمارے دیش بندؤو! ہم مسلمان قوم کی طرف سے اپنے دلوں کو صاف کرلو ہم مسلمان دیش واسی ہیں ہمارے دلوں کے محبت کے دروازے تمہارے لئے کھلے ہیں ہم تمہارا اکرام کرتے ہیں تمہاری بیٹیوں کو ہم اپنی بیٹی سمجھتے ہیں اس لئے کہ ہم اس نبی کے امتی ہیں جس نبی نے دشمن کی بیٹی کا نقاب اتر جانے پر اپنی چادر اتار کر دیدی تھی اور فرمایا تھا کہ بیٹی تو بیٹی ہوتی ہے چاہے دشمن کی ہو چاہے دوست کی ہو، لیکن یہ یہود ہمارے دیش واسیوں کو گمراہ کر رہے ہیں اسرائیل کا میڈیا ہماری طرف سے نفرت پیدا کر رہا ہے اتنا کٹر دشمن ہے یہود، لیکن اس ایک یہودی کا جنازہ گزر رہا تھا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے صحابہ کرام نے فرمایا کہ اِنَّھَا جنـازَۃُ یَھُودِیٍّ یا رَسولَ اللّٰہِ، اللہ کے رسول ﷺ یہ ایک یہودی کا جنازہ ہے اور آپ کھڑے ہو گئے؟ سوال بجا تھا۔ حضور ﷺ نے جواب میں تین مرتبہ ارشاد فرمایا، اَوَ لَیْسَتْ نَفْسًا؟ اَوَ لَیْسَتْ نَفْسًا؟ اَوَ لَیْسَتْ نَفْسًا، ؟ کیا یہ انسان نہیں ہے؟ کیا یہ انسان نہیں ہے؟ کیا یہ انسان نہیں ہے؟ یہودی ہے تو بعد میں، لیکن پہلے انسان ہے جب ہمارا مذہب ایک یہودی کے جنازہ کے لئے کھڑے ہونے کی تعلیم دیتا ہے تو کیا ہمیں کسی سے بیر رکھنا سکھائے گا؟ کیا ہمیں کسی سے دشمنی کرنا سکھائے گا؟ نہیں میرے بھائیو آؤ ہم وہ اخلاق پیدا کریں اور ان اخلاق کے ذریعہ ہم اپنے اوپر آنے والے دہشت گردی کے الزام کو دور کریں ہم اپنے دلوں کے دروازوں کو کھولیں۔

جب یہ حدیث اور اس جیسے کئی فرامین میں نے ان کو سنائے ابھی بمبئی آنے میں

ڈیڑھ گھنٹہ باقی تھا کہ ان دونوں نے میرے ہاتھ پر ہاتھ دیکر پڑھا اَشْھَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً ارَّسُولُ اللّٰہِ، اور صرف پڑھا نہیں بلکہ انہوں نے کہا کہ مولانا آسمان کی اس اڑتی ہوئی فضا میں ہم آپ سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اپنے پورے خاندان کو بھی یہ اسلام سمجھانے کی کوشش کریں گے جو ہم نے آپ سے سمجھا ہے اور کاش کہ یہی اسلام میڈیا کو بھی سمجھ میں آجائے کہ پوری دنیا میں اسلام کی جو شبیہ بگاڑ کر پیش کر رہا ہے اگر سمجھ میں آگیا تو انشاء اللہ اسلام سمجھنے کے بعد پوری دنیا حلقہ بگوش اسلام ہو جائیگی اور یہ نہیں کہ انہوں نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا اور ہو گیا نہیں، بلکہ آج تک وہ لوگ مجھ سے رابطہ میں رہتے ہیں۔

واقعہ سے سبق

اس مختصر واقعہ سے آپ اندازہ لگایئے کہ غیر مسلم حضرات ہمارے اعمال کو دیکھتے ہیں مجھے کیا پتہ تھا اور ائیر پورٹ پر کس کو فرصت ہے کہ وہ دوسروں کے اعمال کو دیکھے، لیکن میرے بھائیو۔ ہمارے اعمال پر لوگوں کی نظر ہوتی ہے ہم مسلمان پھلدار درخت کے پتوں کی مانند ہیں ہم پر پوری دنیا کی نگاہیں لگی ہوئی ہیں کہ یہ قوم کب سدھرے گی تا کہ ہم کو امن وشانتی کا پیغام دے اور ہم امن وشانتی کے گھوارہ میں چلے جائیں اور ہماری اصلاح کب ہوگی؟ جب ہم میں نبی کی سیرت آئیگی، وَتَحمِلُ الْکَلَّ ہم لوگوں کا بوجھ اٹھانے والے بنیں آج کل حال یہ ہے کہ کسی کا بوجھ اٹھانا تو دور ہم اپنا بوجھ بھی اس پر ڈال دیتے ہیں، ہم دوسروں کو نفع پہنچانے والے بنیں۔

آپ ﷺ کی تیسری صفت

اور ماں خدیجہؓ نے نبی کی تیسری صفت بیان فرمائی کہ آپ نادار لوگوں کے لئے کمائی کا انتظام فرماتے ہیں مسلمانوں کو اس سنت کے پیدا کرنے کی نہایت سخت ضرورت ہے کسی کو پانچ پچیس روپیہ دینے سے بہتر ہے کہ پانچ پچیس آدمیوں کی ایک کمیٹی بناؤ یا کمیٹی نہیں تو اللہ تعالی نے جن کو مال دیا ہے وہ اپنی ترتیب بنائیں کہ تو پانچ ہزار روپیہ نکال، میں دو ہزار دیتا ہوں اس طرح کریں کسی مسلمان کو ایک رکشہ دلا دو،، تُكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ ، کی یہی تفسیر ہے کسی کو لاری دلا دو،لیکن ایک مشکل یہ بھی ہے کہ مسلمان ہلکے کام نہیں کرنا چاہتا ہے وہ تو چاہتا ہے کہ پیدا ہوتے ہی مالدار بن جائے ،آہستہ آہستہ جو ترقی ہوتی ہے انسان کو اس کی قدر بھی ہوتی ہے اور وہ دیر تک قائم بھی رہتی ہے ،ہم ایک دم ہی مالدار بن جائیں ایسا نہیں ہوگا ،ہوگا بھی تو ہمیں اس کی قدر نہیں ہوگی ۔اور ہم باہر پیسے اڑاتے ہیں ہمیں دوسروں کا خیال نہیں ہے میرے بھائیو۔فضول خرچی مت کرو پیسے برباد مت کرو لوگوں کو کام پر لگاؤ۔

آپ ﷺ کی چوتھی صفت

اور نبی کی ایک صفت یہ ہے کہ آپ مہمان نوازی کرتے ہیں مہمان نوازی بہت اونچی چیز ہے مہمان آئے تو ناک منہ نہیں چڑھانا چاہیۓ بلکہ اس کا اکرام کرنا چاہیۓ اس کی خاطر ومدارات کرنا چاہیۓ اس کو سبکی اور ہلکا پن محسوس نہ ہو،اس انداز سے اس کے ساتھ بات کرنا چاہیۓ اس کو لگے کہ میں اپنی جگہ آیا ہوں نہ کہ اجنبی جگہ پر

آج کل ہمارا حال یہ کہ مہمان ابھی آیا نہیں کہ اس کو جانے کی گاڑی کا ٹائم بتلاتے ہیں کہ آپ کو ابھی ایک گھنٹہ بعد گاڑی ہے ورنہ شام تک نہیں ہے تاکہ وہ مہمان ابھی چلا جائے۔

آپ ﷺ کی پانچویں صفت

وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَآئِبِ الْحَقِّ اور پانچویں صفت بیان فرمائی کہ آپ حوادثِ روزگار میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں کسی پر حالات آتے ہیں تو آپ اس کی مدد کرتے ہیں معلوم ہوا کہ پڑوسی کے یہاں کوئی بیمار ہے تو اس کی عیادت کے لئے جانا چاہئے اس کے پاس روپیہ پیسہ ہے یا نہیں معلوم کریں اور اگر ضرورت ہو تو اس کو قرض دیں اس کے پاس گاڑی نہیں ہے تو اس کو گاڑی دیں تاکہ بسہولت وہ اپنا علاج کرالے، بیمار کی عیادت کی اسلام میں بہت بڑی فضیلت ہے۔ شام میں کسی کی عیادت کی تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور اگر صبح میں کسی کی عیادت کی تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں سیرت کے یہ اخلاق ہمیں اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے اس کے بغیر میرے بھائیو کچھ بھی نہیں ہے۔

سیرت کے لئے علم ضروری ہے

سیرت کے لئے ہمیں قرآن کریم کا مطالعہ کرنا پڑے گا سیرت کے لئے ہمیں علم حاصل کرنا پڑے گا سیرت کا سب سے بڑا پیغام ایجوکیشن اور تعلیم ہے جو اپنے

رب سے آشنا کراتی ہو، اورسب سے پہلے اس علم سے مراد کتاب وسنت والا علم ہے آج کل کچھ لوگ پڑھنے پڑھانے کے لئے اِقْـرَاْ کےلفظ سے استدلال کرتے ہیں لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اِقْـرَاْ کے بعدفوراًلفظ رب ہے یعنی ایساعلم جورب سے ملائے ،ایساعلم جورب کی پہچان کرائے وہ علم کسی کام کانہیں جوانسان کواللہ تعالی کی معرفت نہ کروائے، خالی پڑھنا مرادنہیں ہے بلکہ معرفتِ رب کے لئے پڑھنا مرادہے وہ سائنس جوانسان کی معرفت الٰہی میں اضافہ کرے وہ سائنس انسان کے لئے ترقی کازینہ ہےاوراگرسائنس اس کوخداتعالی سے دورکرتی ہوتوایسی سائنس پر ہزاردفعہ تف ہےاورمیرے بھائیو!وہ کونسی چیز ہے جواسلام میں نہیں ہے آپ ﷺ نے سائنس بھی بتائی ہےاوردنیا بھرکےعلوم آپ ﷺ کوحاصل تھےہم آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کامطالعہ کریں ہم سیرت کے تمام اخلاق کا مطالعہ کریں انشاءاللہ ہم دنیاکوامن وشانتی دینے والےبنیں گےاورخودہماری زندگیوں میں بھی سکون آئے گا اس کیلئے اساسی شرط ہے کہ ہم سیرت کامطالعہ باربارکریں اوراب توماشاءاللہ سیرت پرگجراتی میں ہندی میں اردومیں متعددکتابیں چھپ رہی ہیں۔

سیرت کا اصل مطلب

اورسیرت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف حضور ﷺ کی پیدائش کا تذکرہ ہو،اورآپ کامکمل نام یہ تھااورآپ فلاں جگہ اتنا رہے۔ان چندچیزوں کے گنادینے کانام حقیقی سیرت نہیں ہے بے شک یہ چیزضروری ہےاوریہ بھی سیرت ہے لیکن اصل سیرت وہ آپ کے محمدرسول اللہ ﷺ بننے کے بعدکی ہے،اوراصل سیرت نبی پاک

ﷺ کے فرامین مبارکہ پر عمل کرنے کا نام ہے صورت اور حقیقت یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں صورت حقیقت پر غلبہ لیجاتی ہے ہم لوگ صورت بنالیں لیکن اندر کچھ نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں، دیکھو کاغذ کے شیر کو چھوٹا بچہ بھی پھوڑ سکتا ہے لیکن اگر حقیقت میں شیر ہے تو آدمی کا پیشاب پاخانہ خطا کر جاتا ہے اگر ہمارے اندر حقیقت میں حضور ﷺ کی سیرت آجائے تو پھر کسی کی ہمت ہے کہ وہ ہماری طرف نظر اٹھا کر دیکھے؟ لیکن ہم کھوکھلے ہو گئے ہم کاغذ کے شیر ہو گئے اس لئے کوئی بھی ہم کو لات مارتا ہے کوئی بھی اپنی من کی ہمارے بارے میں بول لیتا ہے۔

آپ ﷺ کی سیرت قرآن پاک تھی

میرے بھائیو۔ ہم سیرت کو اپنے اندر پیدا کریں اور ہماری نبی کی سیرت کیا تھی؟ ماں عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ مَا ذَاکَانَ خُلُقُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ، کَانَتْ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ ، کہ آپ ﷺ کے اخلاق مبارکہ قرآن پاک ہے جب یہ سیرت ہم میں آجائیگی تو حضرت عمر بن خطاب بغیر کسی اسباب کے، بغیر کسی مادی وسائل کے قیصر اور کسری کو بھی للکارتے تھے سیرت کے بل بوتے پر دریائے نیل کے نام ایک چٹھی لکھ کر دیدی اور وہ نیل میں ڈالدی گئی تو نیل بھی بہتا ہو گیا آج ہمارے حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ اللہ معاف فرمائے۔ اگر بارش برسنے والی ہو تو وہ بھی ہمارے اعمال کو دیکھ کر بند ہو جائے اس لئے کہ ہم لوگوں میں سیرت نہیں ہے آپ ﷺ کے اخلاق ہم میں نہیں ہیں آپ ﷺ کا مشن ہم میں نہیں ہے وہ مشن جب ہم میں آجائیگا تو کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ

اللّٰہِ (یعنی چھوٹی چھوٹی جماعتیں ایمان کی مضبوطی کی بناپر بڑی جماعتوں پر غالب آجاتی ہے) تین سو تیرہ تھے اور وہ بھی نہتے تھے وہ لڑنے گئے ہی نہیں تھے تو ان کے پاس کیا ہوگا ؟ وہ تو ابوسفیان کی اقتصادی کمر توڑنے گئے تھے۔

بعض مؤرخین کا قلم یہاں جھول کھا گیا جنھوں نے اس طرح لکھا ہے کہا آپ ﷺ ابوسفیان کا قافلہ لوٹنے کے لئے گئے تھے نبی کی طرف اس قسم کے کلمات کا انتساب اچھا نہیں لگتا ایک بہت بڑے عالم دین ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ اس طرح لکھا جائے کہ ابوسفیان کی اقتصادی کمر توڑنے کے لئے آپ ﷺ تشریف لے گئے تھے

سیرت میں رعب ہے

ان کے اندر سیرت تھی اور اسی نسبت کو لیکر اللہ کے رسول ﷺ نے بدر میں ناز کیا تھا کہ اے اللہ یہ مٹھی بھر جماعت لے کر آیا ہوں یہ جماعت تیرا پیغام لے کر چلتی ہے اگر آج یہ ہلاک ہوئی تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا آسمان کا نظام ہل گیا اور پانچ ہزار فرشتے بیک وقت مدد کے لئے اللہ تعالی نے اتارے ،اور بعض مفسرین کے قول کے مطابق تین ہزار فرشتے بدر میں اترے تھے، اور ابلیس کے بھی چھکے چھوٹ جاتے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ، اِنِّی بَرِیٓ ءٌ مِّنْکُمْ اِنِّیٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیٓ اَخَافُ اللّٰہَ، کہ اے مشرکو! میں تم سے بری ہوں اسلئے کہ میں دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے ۔شیطان بھی بھاگ گیا، کیوں کہ وہ سیرت تھی ہم لوگ اصل میں دھوکہ میں ہیں کہ ہم اقلیت میں ہیں ہمارے پاس فلاں نہیں ہے ،فلاں نہیں ہے، ارے سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اگر سیرت نہیں ہوگی تو دنیا ہم کو

اڑادے گی ختم کردے گی اور اگر کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی ہم نے اگر سیرت کا دامن تھام لیا اور محمدی اخلاق ہم نے پیدا کر لئے تو ہمیں دیکھ کر انشاء اللہ بڑے بڑے لوگ تھرا جائیں گے کہ آ گیا یہ کرتہ والا اور ڈاڑھی ٹوپی والا اس لئے کہ محمد ﷺ کی سنتوں میں رعب ہے محمد ﷺ کی سنتوں میں دبدبہ ہے اور میں نے نبی کا دامن کہا کسی اور کا نہیں، ورنہ مسئلے کھڑے ہو جائیں گے لیکن ہم لوگوں میں دبدبہ نہیں اس لئے کہ ہم میں سنتیں نہیں ہیں، اللہ رب العزت ہم لوگوں کو سیرت پیدا کرنے والا بنائے آمین۔

نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے والا عمل

اور میرے بھائیو۔ ہم سب یہاں نبی کی نسبت پر بیٹھے ہیں تو کیا ہماری یہ تمنا نہیں ہے کہ ہم سب نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والے بنیں، یاد رکھو کہ بارہ ربیع الاول کو جلوس نکال کر نبی کی آنکھ کو ٹھنڈک نہیں پہنچتی، بلکہ نبی نے خود فرمایا کہ میری آنکھ کو ٹھنڈک پہونچے گی نماز کے ذریعہ، ارشاد فرمایا **قُرَّةُ عَيۡنِی فِی الصَّلٰوةِ**، کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اس لئے آج اس مجمع سے میں عہد لینا چاہتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ پورے عزم و ارادہ کے ساتھ دل کے یقین کے ساتھ بولیں کہ صبح فجر سے پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کریں گے کیا بھائی کرو گے (انشاء اللہ) ورنہ سال میں ایک دفعہ یاد کر لینے سے کچھ نہیں ہوتا ہم دن میں سے پانچ پانچ دفعہ نبی کی آنکھ کو ٹھنڈی کریں گے تو نبی کی دعائیں ملیں گی اللہ رب العزت ہم سب لوگوں کو اپنے بتائے ہوئے طریقہ پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے ہمیں اپنی نسبتوں کی لاج رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے، اللہ تعالی نسبتوں کو بلند کرنے کی توفیق نصیب فرمائے

،اس پروگرام کو منعقد کرنے والے جتنے بھی ہمارے نوجوان احباب اور علماء کرام ہیں اللہ تعالی سب کی عافیت کے ساتھ عمروں میں برکت نصیب فرمائے امین۔ اللہ تعالی ہم سب کی حضور اکرم ﷺ کے صدقہ طفیل میں مغفرت فرمائے، تمام ضروریات کو پورا فرمائے اللہ تعالی ہم سب کا شمار عشاق رسول میں فرمائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں امین باد

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولنا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی اشرف الهدایة والمرسلین وعلی اله واصحابه اجمعین، اعوذ با لله من الشیطن الرجیم، بسم الله الرحمن الرحیم، وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُونَ ،حَتّٰی اِذَا جَآ ءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونَ، لَعَلِّی اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ ،کَلَّا اِنَّها کَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا، وَمِنْ وَّرَا ئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْ مِ یُبْعَثُوْنَ صدق الله العظیم.

معزز بھائیو دوستو اور بزرگو۔

اللہ رب العزت نے شیطان کو انسان کا ازلی دشمن بنایا ہے حق تعالی شانہ نے جب سے انسان کے پیدا کرنے کا فیصلہ فرمایا تب سے شیطان کے دل میں انسان کے لئے حسد کی وجہ سے تکبر اور بڑائی کی وجہ سے دشمنی ہے کہ میں اتنا بڑا عبادت گزار اور مجھے ایک مٹی سے پیدا کی ہوئی مخلوق کے سامنے سجدہ کرنے کو کہا جا رہا ہے اور وہ بڑا تھا بھی، اس کو فرشتوں میں بھی طاؤس الملائکۃ کا لقب حاصل تھا، زمین کا کوئی حصہ اور کوئی چپہ شیطان نے ایسا نہیں چھوڑا ہوگا جس پر اس نے سجدہ نہ کیا ہو، لیکن تکبر بڑائی ایک ایسی بات تھی جس نے اس کو اللہ تعالی کی بارگاہ سے ملعون قرار دیا، مطرود کر دیا، اور وہ اللہ تعالی

کی بارگاہ سے نکال دیا گیا وہ اس بات کو ہضم نہیں کرسکا کہ مٹی سے بنایا ہوا ایک پتلا جس میں اللہ تعالی نے روح پھونکی اور جس کو اللہ تعالی نے اپنی شکل وصورت پر پیدا فرمایا اس کو زمین میں خلیفہ بنایا جائے ،اس کو ساری مخلوق پر فضلیت دی جائے وہ اس کو دیکھ نہیں سکا یہ پیدائشی دشمن ہے۔

شیطان کی چال بازی

قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہے کہ جب انسان کا نطفہ اس کی بیوی کے پیٹ میں جاتا ہے ،اور اللہ تعالی اس نطفہ کو بچہ یا بچی بنانے کا فیصلہ فرماتے ہیں تب سے اس پیدا ہونے والے بچہ کے ماں باپ کو گمراہ کرنے کی کوشش شیطان شروع کردیتا ہے اور بچہ کو بھی زمین پر لانے کے بعد گمراہ کرنے کی کوشش شروع کردیتا ہے،قرآن مجید نویں پارہ میں اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے، **هُوَ الَّذِی خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا** ۔ کہ اللہ تعالی نے تم کو ایک ذات حضرت آدمؑ سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی کو پیدا کیا تا کہ انسان کو اپنی بیوی سے سکون ملے اور آگے سنئے ، **فَلَمَّا تَغَشّٰهَا** ، مرد جب اپنی بیوی سے ہمبستر ہوتا ہے تو شروع دنوں میں اس عورت کو ہلکا سا حمل رہ جاتا ہے شروع دنوں میں اتنا وزن نہیں ہوتا بچہ جیسے جیسے بڑھتا جاتا ہے اس کا وزن بھی بڑھتا جاتا ہے قرآن کہتا ہے، **فَمَرَّتْ بِهٖ** ،عورت شروع دنوں میں حمل کو لیکر چلتی پھرتی ہے کام کاج کرتی ہے اور محنت کرتی ہے، **فَلَمَّا اَثْقَلَتْ** ، لیکن جب وہ حمل بڑھتا ہے اور وہ اپنے پیٹ میں وزن محسوس کرتی ہے اب ماں باپ کو فکر ہوجاتی ہے کہ اے اللہ بچہ ہو تو صحیح سلامت ہو، اس کے اعضاء اچھے ہوں (اللہ تعالی نیک اولاد نصیب کرے)

دونوں دعا کرتے ہیں کہ لَئِنْ اٰتَیْتَنَا وَلَدًا صَالِحاً لَنَکُونَنَّ مِنَ الشَّاکِرِیْنَ کہ اے اللہ اگر آپ نے ہمیں نیک اولاد نصیب کی تو ہم آپ کے قدر داں ہونگے تیرا شکر ادا کریں گے، فَلَمَّا اٰتٰهُمَا وَلَدًا صَالِحًا ، پھر جب اللہ تعالی میاں بیوی کے امر کے نتیجہ میں اور اپنے امر کے نتیجہ میں دونوں کو بہترین اور خوبصورت بچہ نصیب فرماتے ہیں تو اب شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھو میں جو کہوں اسی طرح کرنا اس طرح کی رسم کرنا جو میں کہوں ویسا ہی رواج کرنا میں جو کہوں ایسا نام رکھنا میں کہوں کہ فلاں درگاہ پر چادر چڑھانا ہے منت مانگنا ہے اتنا روپیہ خرچ کرنا ہے تو ایسا ہی کرنا اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارا بچہ صحیح سلامت زندہ رہے گا۔

واقعہ

اس آیت کے شان نزول میں یہ ملتا ہے کہ دو میاں بیوی تھے ان کی اولاد زندہ ہی نہیں رہتی تھی بچہ ہوا اور انتقال کر گیا کیسی گزرتی ہے ان ماں باپ پر جن کی اولاد پیدا ہونے کے بعد انتقال کر جائے بڑے سہارے کے بعد بہت امیدوں کے بعد اللہ کے پاس دعائیں کر کے جس بچہ کو جنم دیا ہو، اگر وہ انتقال کر جائے تو یہ ان لوگوں سے پوچھئے جن پر گزر چکی ہوتی ہے، لیکن اللہ تعالی صبر کے بدلہ میں جنت کا فیصلہ دنیا ہی میں کر دیتے ہیں، چنانچہ وہ جو دو میاں بیوی تھے انکی اولاد زندہ ہی نہیں رہتی تھی تین بچے پیدا ہونے کے بعد مسلسل مر گئے تو شیطان نے چوتھے بچہ کی پیدائش کے وقت آکر یوں کہا کہ اب جو بچہ

پیدا ہوگا اس کا نام تم عبدالحارث رکھنا اور حارث شیطان کے ناموں میں سے ایک نام ہے ہر آسمان پر شیطان کے نام الگ الگ ہیں کسی آسمان پر عابد نام ہے کسی آسمان پر زاہد اور کسی آسمان پر عارف اور کسی آسمان پر اس کا نام حارث ہے کہا کہ دیکھو جب تمہارا بچہ پیدا ہوتو اس کا نام عبدالحارث رکھنا اور یہ دونوں میاں بیوی سمجھ رہے تھے کہ حارث اللہ تعالی کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور شیطان یہ سمجھ رہا تھا کہ یہ دونوں میاں بیوی جب اس بچہ کا نام عبدالحارث رکھیں گے جس کا ترجمہ ہوتا ہے شیطان کا بندہ تو گویا کہ انہوں نے اس بچہ کو میرا بندہ قرار دیا تو شیطان نے کسی انسان کی شکل میں آکر ان دونوں میاں بیوی کو یہ سمجھایا کہ اگر تم دونوں اس بچہ کا نام عبدالحارث رکھو گے تو وہ بچ جائیگا اب دونوں میاں بیوی نے یہی نام رکھا۔

اور اتفاق سے بچہ زندہ بھی رہا تین بچے تو مر گئے تھے لیکن چوتھا بچہ صحیح سلامت رہا کبھی ایسا ہوتا ہے ڈالی ٹوٹنے والی ہوتی ہے اور اس پر کوئی بلبل ہوتی ہے اور ڈالی ٹوٹتی ہے تو نام بلبل اس کا ہی آتا ہے حالانکہ وہ شاخ کافی دنوں سے نازک ہو چکی تھی سردی ہونے والی ہوتی ہے لیکن نام آجاتا ہے ٹھنڈے پانی کا کہ رات میں ٹھنڈا پانی بہت پی لیا اس لئے سردی ہوگئی کوئی کام ہونے والا ہوتا ہے لیکن کوئی ایسا بہانہ بن جاتا ہے کہ آدمی اس کی طرف نسبت کر دیتا ہے ایک کام ہونے والا ہو لیکن اجمیر جانے کے بعد وہ کام ہو گیا تو اب نام اجمیر کا آگیا اجمیر گیا فلاں منت مانی فلاں کام کیا وہ تو پہلے ہی سے ہونے والا ہوتا ہے اب آدمی سمجھتا ہے کہ بابا نے میرا کام کر دیا اور ایک کام نہیں ہونے والا ہوتا ہے اللہ تعالی کی طرف سے فیصلہ ہوتا ہے کہ یہ کام نہ ہو، اور آدمی نے کچھ نہیں کیا ہوا ہوتا ہے تو وہ نسبت اس کی

طرف کر دیتا ہے۔ بہر حال ان دونوں میاں بیوی نے نام بچہ کا عبد الحارث رکھا بچہ زندہ اور سلامت رہا تو قرآن کہتا ہے کہ ان دونوں میاں بیوی نے اللہ تعالی کے ساتھ شریک قرار دیا، **جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَا اٰتٰهُمَا**، اللہ تعالی اس پر ناراض ہوتے ہیں، اور اللہ تعالی اس بچہ کو ان کے لئے زندہ رکھتے ہوئے بھی وبال جان بناتے ہیں۔

ماں شیطانی اعمال سے بچی رہے!

مجھے یہ سمجھانا ہے کہ جب سے ایک انسان دنیا میں آتا ہے تب سے شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کو میں گمراہ کروں اور وہ چاہتا ہے کہ زمین پر وہ بگڑ کر پیدا ہو، اسی لئے ہمارے بزرگوں نے لکھا ہے کہ عورت حالت حمل میں زیادہ سے زیادہ قرآن پاک کی تلاوت کرے، اچھے مناظر کو دیکھے، درود پاک پڑھے، اور اللہ تعالی سے استغفار کرتی رہے تو پیدا ہونے والا بچہ نیک پیدا ہوتا ہے، بچہ کے پیدا ہونے کے بعد اس کی تقدیر کا فیصلہ نہیں ہوتا ہے، اس کی روح پھونکتے وقت ہی فیصلہ ہو جاتا ہے، جب سے عورت حاملہ ہوتی ہے اس وقت سے لے کر تین سے چار مہینہ کے درمیان اس بچہ کی روح پھونکی جاتی ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ، **يُكْتَبُ اَجَلُهٗ وَرِزْقُهٗ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ** بچہ کی عمر اس وقت لکھ دی جاتی ہے کہ کتنی مدت زندہ رہے گا اس کو روزی کتنی دی جائیگی وہ انڈیا میں رہے گا یا جھولے ہی میں سے اس کو پاسپورٹ دکھایا جائیگا کہ تجھے روزی روٹی کے لئے انگلینڈ جانا پڑیگا، اور اس کو یہ بھی بتلا دیا جاتا ہے اس کے بارے میں یہ بھی فیصلہ کیا جاتا ہے کہ یہ بدنصیب بنے گا یا خوش نصیب بنے گا اب وہ جس وقت فیصلہ ہونے والا ہوتا ہے ان دنوں میں اگر عورت احتیاط کرے، متوجہ رہ جائے، نماز کی پابندی کرے تو جیسے وہ

عورت سجدہ کرتی ہے اندر بچہ بھی سجدہ کرتا ہے وہ عورت رکوع کرتی ہے تو بچہ بھی اندر رکوع کرتا ہے، وہ عورت درود پاک پڑھتی ہے تو اس درود پاک کی برکت اس کے سانس کے ذریعہ اوراس کی ہواء کے ذریعہ اس کے پیٹ میں پہنچتی ہے وہ بچہ ولی اللہ بن کر دنیا میں پیدا ہوتا ہے یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔اس لئے شیطان پوری کوشش کرتا ہے کہ عورت کو حمل کے ابتدائی ایام میں ہی ٹیلی ویژن پر سیٹ رکھے اس کو زیادہ سے زیادہ بری حرکتوں میں مبتلاء رکھے، اور وہ ادھرادھر بھٹکتی پھرے بس فیصلہ اس کے بارے میں غلط ہونے کا ہو جاتا ہے۔
بزرگوں نے یہاں تک لکھا ہے اوراب تو میڈیکل سائنس نے بھی اس کو مانا ہے کہ حالت حمل میں عورت جس طرح کے رنگ روپ کو دیکھتی ہے بچہ کے اوپر اس کا بھی اثر پڑتا ہے ،میڈیکل سائنس اس کو تسلیم کرتی ہے اور ہماری کتابوں میں یہ بات بہت پہلے آ چکی ہے شیطان کی اس وقت سے کوشش ہوتی ہے کہ عورت کے دماغ میں یہ سب باتیں ڈالے کہ میں حالت حمل میں ہوں لہذا میں منت مانوں فلاں کام کروں فلاں کے تعویذ پر عمل کروں اوراس تعویذ کے چکر میں پڑ کر تو ہم نے اپنے عقیدے خراب کر دیئے تب سے ہی اس کی بربادی کے فیصلے ہو جاتے ہیں اب جیسے ہی یہ بچہ اندر بنتا ہے اور بنکر دنیا میں قدم رکھتا ہے اور بچہ سر کی طرف سے پیدا ہوتا ہے کیوں اس لئے کہ سب سے پہلے اس کو دنیا میں آنے کے بعد سجدہ کروایا گیا۔

اور بچہ کہیں بھی پیدا ہو مسلمان کے گھر میں یا کافر کے گھر میں وہ اسلام کی حالت میں پیدا ہوتا ہے اب جب شیطان اس کو دیکھتا ہے تو اس کی تو ماں مر جاتی ہے تو شیطان اتنا غصہ ہو جاتا ہے اس لئے وہ پہلے چوکہ لگاتا ہے اور بچہ روتا ہے ہم سوچتے ہیں بچہ دنیا میں آیا ہے

سارا گھر خوشی مناتا ہے کوئی مٹھائی تقسیم کر رہا ہے کوئی کچھ تقسیم کر رہا ہے پوری دنیا خوشی منا
تی ہے اور یہ روتا ہے کیوں؟ حدیث میں اس کو بیان کیا گیا ترمذی اور مسلم شریف کی
حدیث ہے کہ جب کبھی بھی آدم کی اولاد کے پیٹ میں سے بچہ پیدا ہوتا ہے (آدم کی
اولاد تو سبھی ہیں صرف مسلمان اکیلے نہیں) تو شیطان اس کو چیونٹی بھرتا ہے اور فَيَسْتَهِلُّ
صَارِخًا اور وہ بچہ زور زور سے چلاتا ہے روتا ہے رونے کی وجہ یہ ہے شیطان کو اچھا نہیں
لگتا ہے۔

بچوں کو شیطان سے محفوظ رکھنے کا نسخہ

اور جب بچہ پیدا ہوتا ہے سجدہ کرتے ہوئے سر کی جانب سے تو شیطان کو کیوں
اچھا نہیں لگتا ہے اس لئے اس کو اپنا وہ دور یاد آتا ہے کہ میں تو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے
آسمان سے پھینک دیا گیا ہوں اور یہ اور ایک سجدہ کرنے والا پیدا ہو گیا، تو وہ اس کو چمٹی
بھرتا ہے اور بچہ روتا ہے یہاں تک آتا ہے کہ رات میں بھی کئی دفعہ بچہ سویا ہوا ہوتا ہے اور
شیطان اس کو چمٹی بھرتا رہتا ہے اسی لئے ہمارے بزرگوں نے لکھا ہے کہ جو بچے رات میں
روتے رہتے ہیں ان کو سورہ اعراف کی اخیر کی دو آیتیں. اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ
طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ اس کو دم کر دیا جائے تو انشاء اللہ
اس کو ایمر جنسی فائدہ ہوگا شیطان دور بھاگ جاتا ہے ماں کو پاک رہ کر دم کرنا چاہیئے ماں کو
پاک اور صاف رہنا چاہیئے ۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ جنہوں نے کروڑوں
حدیثوں میں سے ایک ایسی کتاب لکھی جو کہ بلا کسی مسلک و مذہب کے مقبول ہے اور
سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالی کی کتاب کے بعد سب سے صحیح کتاب اگر کوئی

ہے تو وہ امام بخاری کی صحیح بخاری ہے تو ان کی امی فرماتی ہیں کہ اس میں میرے بچے کا کمال نہیں ہے اس میں کمال تو میرا ہے کہ میں نے اپنے اس بچے کو کبھی بے وضو دودھ نہیں پلایا بلکہ باوضو دودھ پلایا شیطان کی بچپن سے کوشش ہوتی ہے کہ بچہ برباد ہو جائے اب یہ بچہ پلتا ہے بڑھتا ہے بڑا ہوتا ہے مختلف قسم سے شیطان اس کے پیچھے ہوتا ہے یہ پیٹ میں تھا تب سے اس کی دشمنی رہتی ہے اور مرتے دم تک اس کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔انسان کا آخری سانس چلتا ہے اس وقت بھی شیطان آ کر یہ کوشش کرتا ہے کہ یہ آدمی کلمہ کی دولت سے محروم رہ جائے میں جنت میں سے نکالا گیا تو یہ بھی جنت میں نہ جائے اس لئے کہ یہ تو میرا دشمن ہے شیطان انسان کو پنا دشمن مانتا ہے اور ایسا ہے بھی ،اس لئے کہ شیطان جنت سے نکالا کیوں گیا؟ انسان کی وجہ سے ،انسان کو پیدا کیا گیا اس کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم ہوا، اس نے سجدہ نہیں کیا تو جنت سے نکالا گیا نہ انسان پیدا ہوتا اور نہ سجدہ کا حکم ملتا نہ وہ انکار کرتا اور نہ وہ جنت سے نکالا جاتا تو اصل سبب تو انسان ہی بنا۔

شیطان سے حفاظت کا نبوی نسخہ

قرآن مجید نے سورہ مؤمنون کے آخری رکوع میں انسانیت کو یہ سبق دیا کہ دیکھو ماں کے پیٹ سے لے کر آخری سانس تک شیطان تمہارا دشمن ہے اس لئے ہمیشہ دعا کرتے رہو کہ، وَقُلْ رَّبِّ اَعُوذُ بِکَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِین وَاَعُوذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُونَ (اے میرے رب میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں شیطان کے وسوسوں سے) آدمی جب سوتا ہے تب بھی شیطان وسوسے ڈالتا ہے نماز پڑھنے کے لئے آتا ہے نماز کے اندر بھی وسوسے ڈالتا ہے حتی کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ،اِنَّ لِلْمَلَکِ لِمَّةٌ

وَلِلشَّیْطٰنِ لِمَّۃٌ ، کہ فرشتہ انسان کے دل میں اچھا خیال پیدا کرتا ہے اور شیطان انسان کے دل میں برا خیال پیدا کرتا ہے جب انسان سوتا ہے اور دعائیں پڑھ کر سوتا ہے تو فرشتہ اس کو اچھے خواب دکھاتا ہے اور اگر وہ ایسے ہی ناپاک ہو کر سوتا ہے دعائیں پڑھ کر نہیں سوتا ہے تو شیطان اس کو ڈراؤنے خواب دکھاتا ہے اور حدیث پاک میں آیا کہ اگر خواب میں برا دیکھے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھے تو بائیں سائڈ پر تھوڑا سا تھوک دینا چاہئے جس سے شیطان کو یہ لگے کہ یہ مجھ کو رسوا کر رہا ہے اور، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، پڑھے۔

قرآن پڑھتے وقت شیطان کی چال

شیطان کسی بھی صورت میں انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتا ہے انسان قرآن مجید پڑھنے کے لئے بیٹھتا ہے وہ آ کر کھڑا ہو جاتا ہے اسی لئے تو فرمایا کہ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کہ جیسے ہی تم قرآن پڑھنا چاہو تو اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو شیطان مردود سے، نیک کام کے وقت بھی وہ آ کر کھڑا ہو جاتا ہے وہ پوری کوشش اس بات کی کرتا ہے کہ انسان کو برباد اور گمراہ کر دے، قرآن پڑھتے وقت بھی وہ وسوسہ ڈالتا ہے اس لئے استعاذہ کا پڑھنا اس سے پناہ مانگنا بھی ضروری ہے۔

جتنا بڑا دیندار اتنا بڑا شیطان

اور جتنا بڑا مومن اس کے پاس آنے والا شیطان بھی اتنا ہی بڑا ہوتا ہے، اس لئے بزرگان دین کہتے ہیں کہ مفتیوں کا شیطان بھی مفتی ہوتا ہے اور مولویوں کا شیطان مولوی اور حافظوں کا شیطان بھی حافظ، الغرض جتنا بڑا آدمی ہوتا ہے وہ اس سے اتنی ہی

بری حرکت کروانے کی کوشش کرتا رہتا ہے اللہ تعالی اپنے علم کے نتیجہ میں اس کو بچالے تو بہت بڑی بات ہے اس لئے کہ بڑے بنگلے میں جانے کے لئے بڑا ہی چور چاہئیے اور بڑی چیز اڑانے کے لئے بڑا میزائل چاہئیے اور چھوٹی سی جھونپڑی کو توڑنے کے لئے بہت زیادہ ذہین آدمی، یا بہت زیادہ اسکیم اور تدبیر جاننے والے آدمی کا ہونا ضروری نہیں ہے چھوٹے موٹے مومن کو تو گمراہ کرنا اس کے لئے بہت آسان ہے اور یہ تو ویسے ہی اپنا دوست ہے شیطان جانتا ہے اور دوست کو پھنسانا کوئی بڑی بات نہیں۔لیکن وہ آدمی جس کے سامنے قرآن وحدیث کی تعلیمات ہوں، جس نے اپنے اندر زبردست ایمان کا قرآن کا نور جمع کیا ہو، ایمان کی اس کے اندر اسپرٹ ہو، اس کو برباد کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے، اس لئے بہت بڑی کوشش کرتا ہے۔

شیطان کی خوشی

روایتوں میں آتا ہے کہ شیطان کسی کام سے اتنا خوش نہیں ہوتا ہے جتنا کہ کسی بچہ کو مدرسہ میں سے بھگا کر خوش ہوتا ہے اور کیوں خوش ہوتا ہے؟ اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اس کی زندگی تو میں نے گمراہ کردی، لیکن اگر یہ عالم بنتا یہ اگر داعی بنتا یہ دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والا بنتا یہ اگر قرآن پاک کے پیغام کو پھیلانے والا بنتا تو پوری دنیا میں پورے علاقہ میں دین کے کام کو عام کردیتا میں نے اس ایک آدمی کو مدرسہ میں سے نہیں ہٹایا ہے بلکہ میں نے تو کئی لوگوں کو بلکہ کئی نسلوں کو دین سے محروم کردیا ہے اور ان کا جو کمانڈر اور رئیس ہوتا ہے وہ اس کو گلے سے لگاتا ہے اور اس کو شاباشی دیتا ہے کہ تو نے کچھ کام کیا باقی لوگوں نے اتنا کوئی خاص کام نہیں کیا اسی طرح شیطان کی طرف سے گولڈ میڈل اس

شیطان کو بھی ملتا ہے جس نے میاں بیوی کے درمیان جھگڑا کرایا ہو، اس لئے کہ یہاں بھی میاں بیوی کا جھگڑا صرف دو لوگوں کا جھگڑا نہیں ہے بلکہ دو خاندانوں کا جھگڑا ہے ادھر کا خاندان ادھر کا خاندان مل کر لڑتا ہے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔

نماز میں شیطان کی چال

بہر حال شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرنے کا قرآن پاک نے حکم دیا کہ تم یہ دعا پڑھتے رہو، رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِين آدمی نیت باندھتا ہے اور شیطان آکر کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کو وہ ایسی ایسی چیزیں یاد دلاتا ہے جو کبھی یاد نہ آتی ہو، اسی لئے دیکھو نماز کے اندر نہ یاد آنے والی چیزیں بھی یاد آجاتی ہیں اب آدمی کوشش کرتا ہے کہ جلدی سے نماز پوری کروں، اور جو بات مجھے یاد آگئی ہے اس کے مطابق فیصلہ کروں شیطان بہت وسوسہ ڈالتا ہے۔

شیطان لگنے سے بھی پناہ طلب کریں

اور اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ دعا کرو کہ، وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ کہ میں اللہ تعالی کی پناہ طلب کرتا ہوں اس بات سے کہ شیطان میرے پاس حاضر ہو۔ پتہ چلا کہ شیطان اس کو لگ جاتا ہے اس لئے کہ جو شیطان کو چاہیئے وہ وہاں ہے وہ ناپاک رہتا ہے گندہ رہتا ہے جیسے کہ جو لوگ اچھے قرآن پڑھتے ہیں ان پر کبھی کبھی پاک جنات عاشق ہوتے ہیں تو ایسے ہی ناپاک لوگوں کو شیاطین لگ جاتے ہیں اور اس کا پیچھا ہی نہیں چھوڑتے مگر یہ کہ اس کا کوئی قرآنی علاج کرایا جائے۔ اور شیطان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ مرتے دم تک اس کو توبہ نہ کرائے۔

شیطانی افراد کا انجام

اور میرے بھائیو۔ اللہ تعالی ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ روایتوں میں آتا ہے کہ انسان جب مرتا ہے تو اللہ تعالی اسے دنیا ہی میں جنت اور جہنم دکھاتے ہیں اگر وہ برا انسان ہوتا ہے تو اس کے قریب جنت کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر تو نیک ہوتا تو یہ تیرا ٹھکانہ تھا اب وہ افسوس کرتا ہے اور آج کی تراویح میں بڑی خطرناک آیت پڑھی گئی کہ، **وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ**، کہ فرشتے بڑے بڑے ہتھوڑے لے کر آتے ہیں دنیا کے نہیں بلکہ آخرت کے ہتھوڑے لیکر آتے ہیں بد بودار پانی لے کر اور بد بودار کفن لیکر اور انتہائی درجہ سخت آلات سر میں مارنے کے لئے لیکر آتے ہیں اب یہ بندہ کہتا ہے کہ، **رَبِّ ارْجِعُونِ** کہ اے اللہ مجھے ایک چانس دیجئے تا کہ میں دنیا میں جا کر نیک اعمال کروں، **لَعَلِّى اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ**۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ نہیں، تو دوبارہ نہیں بھیجا جائیگا تیری وکٹ چلی گئی جیسے کہ امپائر کی انگلی اٹھ گئی بس بات ختم ہوگئی، ایسے ہی تیری وکٹ چلی گئی، جنت اور جہنم کو دیکھنے کے بعد تو ایمان لاتا ہے، ایسا ایمان قابل قبول نہیں، ایسا ایمان تو فرعون بھی لایا تھا اس نے کہا تھا کہ، **اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِىْ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْ اِسْرَا ئِيلَ**، کہ میں ایمان لایا اس ذات پر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اللہ تعالی نے فرمایا کہ **اٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ**، کہ میں نے تجھے دنیا میں چانس دیا تھا مگر تو اس میں غافل رہا اور تو نے فساد مچایا۔ تو مرتے وقت اور قیامت کے دن وہ آدمی کہے گا کہ مجھے دنیا میں جانے کا دوبارہ چانس دیجئے اللہ تعالی فرمائیں گے کہ، **كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا** یہ بکواس کر رہا ہے اس کے بکواس کی طرف دھیان دینے کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔

دنیا میں مواقع بہت ملتے ہیں

دیکھو!! مواقع بہت ملتے ہیں کوئی مالی مصیبت آتی ہے تو اس کو اس بات کا موقع سمجھو کہ اللہ تعالی مجھ سے توبہ کروانا چاہتے ہیں، اس پر کوئی جانی مصیبت آجائے یہ توبہ کرنے کی علامت ہے، اگر پھر بھی توبہ نہیں کیا تو اس کے بال سفید کئے جاتے ہیں کہ اب توبہ کرے اس پر بھی توبہ نہیں کرتا ہے تو اس کو دادا، یا، نانا، بنایا جاتا ہے کہ اب توبہ کر تیری نسل چلنے لگی اور عقلمند کھلاڑی وہ ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ موقع ملنے کے بعد سنبھل جاتا ہے کیا آپ نے کرکٹ کے میدان میں نہیں دیکھا کہ ایک مرتبہ اس کو چانس مل گیا اس کی کیچ ڈراپ ہوگئی تو پھر وہ سنچری کے بغیر یا اچھی پاری کھیلے بغیر نہیں جاتا ہے اللہ تعالی تو کئی کئی مواقع انسان کو دیتے ہیں اور وہ تو چاہتا تو پہلے ہی پکڑ لیتا لیکن اس نے موقع دیا پکڑ کرتا ہی نہیں وہ غفور رحیم ہے۔ فرماتا ہے کہ۔ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ۔ (کیا ہم نے تم کو لمبی عمر نہیں دی جس میں کہ تم نصیحت حاصل کرتے اور تمہارے پاس ڈرانے والے بھی آئے)

نسب کام نہیں آئے گا

انسان برزخ میں جاتا ہے اور وہاں اس کی حالت اتنی بدتر ہو جاتی ہے کہ اس پر وہاں سانپ بچھو مسلط کر دیئے جاتے ہیں اور اس کی قبر کو آگ سے بھر دیا جاتا ہے یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت آتی ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالی فرمائیں گے کہ تو دنیا میں بہت کہتا تھا کہ میں فلاں مولانا کا بیٹا ہوں میں فلاں کا رشتہ دار ہوں، فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ، آج کے دن کوئی نسب کام نہیں آئے گا تیرا باپ اپنی قبر میں ہے تو اپنی قبر میں ہے۔ بہت سے لوگوں کو میں نے دیکھا کہ وہ کہتے ہیں کہ مولانا ہمارے

والد صاحب بہت نیک آدمی تھے ارے تھے وہ تو تھے تو ان کے اوپر بھروسہ کر کے کیوں بیٹھا ہے؟ تیرے تو چہرہ پر ڈاڑھی بھی نہیں ہے تو نماز بھی نہیں پڑھتا ہے قرآن کہتا ہے کہ وہ تو ایک قوم تھی جو گزر گئی: تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ: اس کا کیا اس کو ملے گا اور تمہارا کیا تم کو ملے گا، وَلَا تُسْئَلُونَ عَمَّا كَانُو يَعْمَلُونَ وہ جو کرتے تھے اس کے بارے میں تم سے نہیں پوچھا جائے گا پتہ چلا کہ باپ دادا کے کئے پر فخر کرنا کوئی عقلمندی نہیں ہے۔

آپ ﷺ کا خطبہ میں تنبیہ فرمانا

آپ ﷺ کی تبلیغ دو اسٹیپ پر ہے ایک تو یہ کہ آپ ﷺ شروع میں چھپ کر تبلیغ فرماتے تھے اور دوسرا وہ جس میں کھلم کھلا تبلیغ ہمارے نبی فرماتے رہے تو سب سے پہلا خطبہ جو آپ ﷺ نے کوہ صفا پر دیا تھا اس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا اور نام لے لے کر فرمایا تھا کہ اے میرے چچا تم بھی سن لو اور اے میری پھوپھی تم بھی سن لو، اور اے میری بیٹی فاطمہ تم بھی سن لو، میں اللہ کا نبی ضرور ہوں میں اللہ تعالی کا مقرّب ضرور ہوں لیکن آخرت میں میں تمہارا کوئی کام نہیں بنا سکتا تم تمہارا کام کرو بس اسی سے آخرت میں تمہارا بھلا ہوگا تو اس دن کوئی نسب کام نہیں آئے گا قرآن پاک نے کہا کہ فَلَا اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَاءَلُونَ اس دن کوئی نسب کام نہیں آئے گا۔ ہاں نسب دھکا لگانے کے کام آئیگا کھڑا کرنے کے کام نہیں آئیگا، ایک آدمی چل نہیں سکتا ہے رک رک کر چلتا ہے تو اس کو دھکا لگایا جاتا ہے اور وہ چل جاتا ہے لیکن اگر بیٹھا ہی ہے تو کھڑا ہی نہیں ہوسکتا تو نسب اس کو کھڑا نہیں کرسکتا۔

کوئی کسی کے بارے میں نہیں پوچھے گا

اور آگے قرآن پاک نے کہا کہ وَلَا یَتَسَاءَلُون، کہ اس دن کوئی کسی کے بارے میں نہیں پوچھے گا: یَومَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ، اس دن انسان ہر ایک سے بھاگے گا اپنے بچے سے، اپنے باپ سے، اپنی ماں سے، اپنی بیگم سے سب سے بھاگے گا ہر ایک کو اپنی ہی فکر ہوگی۔ ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمہیں ننگے بدن ننگے پیر ننگے سر اٹھایا جائیگا حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اس دن کیا ایک دوسرے کو دیکھ کر شرم نہیں آئیگی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس دن کسی کے پاس اتنا موقع ہی نہیں ہوگا کہ کسی کا ستر دیکھے ہر ایک اپنی نفسا نفسی کے عالم میں ہوگا: لِکُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ: میرے بھائیو! اس دن کے آنے سے پہلے جس دن توبہ کی توفیق ہم سے ہٹالی جائیگی ابھی ہمارے پاس توبہ کا موقع ہے اللہ تعالیٰ کئی دفعہ توبہ کا موقع دیتے ہیں رمضان توبہ کے لئے ہے تلاوت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کے لئے ہے۔

توبہ کا بہترین طریقہ

اور توبہ کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرے اور یہ کہے کہ اے اللہ زمانہ بھر کا مارا ہوں زمانہ بھر کا ستایا ہوا ہوں، لئے بغیر جانے والا نہیں ہوں، دس دن تک اسیطرح کہتے رہیں، خدائے پاک کی قسم آدمی محروم نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ جس خدا نے یوں کہا ہے کہ اگر تم سے کوئی میرا واسطہ دیکر سوال کرے تو اس کی ضرورت کو پورا کر دیا کرو تو کیا اگر ہم ڈائیریکٹ اسی ذات سے اس کو اس کا واسطہ دیکر مانگیں گے تو کیا وہ ہم

کونہیں دیگا؟ ضرور دیگا تو میرے بھائیو! سب سے بہترین اعتکاف ہے آدمی نیک لوگوں کے ماحول میں آتا ہے مسجد میں فرشتوں کا ماحول ہوتا ہے اللہ والوں کا ماحول ہوتا ہے اور نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھ کے خود بخود انسان کو تسبیح گھمانے کا شوق ہوتا ہے اگر جماعت میں گیا ہے اور آٹھ لوگ تہجد پڑھ رہے ہیں اور دو لوگ سوئے ہیں تو وہ کہیں گے کہ یار آٹھ آٹھ لوگ تہجد پڑھ رہے ہیں اور اپنا شیطان پڑھنے نہیں دے رہا ہے، وہ بھی پڑھنے لگ جاتے ہیں اب جب یہ بھی فرشتوں کی مجلس میں بیٹھنے لگتا ہے تو روحانی طور پر فرشتوں کا اثر اس پر پڑنے لگتا ہے وہ ذکر میں لگتا ہے اللہ تعالی کی طرف توبہ اور انابت کرنے کی اس کو توفیق ہوتی ہے۔

اور وہ رات کے سناٹے میں روتا ہے میرے بھائیو! اللہ تعالی انسان کو موقع دیتا ہے اور اللہ تعالی انسان کے اوپر اتنا رحم وکرم کرتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے بہانے پر اس کی مغفرت کردی جاتی ہے رمضان میں مغفرت کا سیل لگا ہوا ہے اب لوٹنے والا چاہئے کہ ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر اور ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر۔ اور اللہ تعالی کی طرف سے رحمت و مغفرت کا کتنا زیادہ اعلان ہے لینے والے چاہیئے ورنہ میرے بھائیو! مرتے وقت کی جانے والی توبہ کا اللہ تعالی کے یہاں اعتبار نہیں ہے وہ توبہ قابل قبول نہیں ہے حق تعالی شانہ ہم سب کو اپنی طرف رجوع ہونے کی توفیق نصیب فرمائیں آمین۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولنا محمد وبارک وسلم

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارے دنیا میں آنے کا مقصد بہت بلند ہے

الحمد لله حمدا طیبا کثیرا کَمَا اَمَرَ ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له فی الخَلقِ وَالاَمرِ ونشهد ان سیدنا ومولنامحمد ا عبده ورسوله اِرغَامًا لِمَن جَحَدَ بِهٖ وَکَفَرَ، صلی الله تعالی علیه وعلی اله واصحابه الذین هُم مَفَاتِیحُ الرَّحمَةِ وَمَصَابِیحُ الغُرَرَ،امابعد، فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم ،بسم الله الرحمن الرحیم ،وَمَا اُمِرُوا اِلَّا لِیَعبُدُو االلّٰهَ مُخلِصِینَ لَهُ الدِّینِ ،حُنَفَاءَ وَیُقِیمُو االصَّلٰوةَ وَیُؤتُوا الزَّکٰوةَ وَذَالِکَ دِینُ القَیِّمَة، صدق الله العظیم، وصدق رسوله النبی الامی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاهدین والشاکرین ،والحمد لله رب العالمین ۔

معزز حاضرین۔

یہ دنیا ایک مسافر خانہ ہے،اللہ تعالی نے اس دنیا میں انسان کو ہمیشہ کے لئے نہیں بھیجا ہے،انسان کا سفر عالم ازل سے شروع ہوا ہے اور جنت میں جانے تک اس کی سواری چلتی رہے گی،اور ظاہر بات ہے کہ سفر جتنا لمبا ہوتا ہے اس کا مقصد بھی

اتنا ہی لمبا ہوتا ہے آدمی چھوٹے اور معمولی کام کے لئے بہت دور کا سفر کرے تو یہ اس کی بے وقوفی کی بات ہوتی ہے معمولی سی چیز خریدنے کے لئے انسان اپنے گھر کے قریب کی دوکان کا رخ کرتا ہے کوئی چھوٹا سا کام ہوتو آدمی قریب سے قریب جگہ جاتا ہے لیکن جب کوئی انسان بہت دور کا سفر کرتا ہے تو اس کے پیچھے اتنا ہی لمبا مقصد ہوتا ہے اتنا ہی بڑا مقصد ہوتا ہے۔

اور اگر وہ اپنے اس لمبے سفر میں اس مقصد کو حاصل کر کے کامیاب ہو گیا تو اس کے سفر میں چاہے اس کو کتنی ہی تکان ہوئی ہو، چاہے اس کو سفر میں سیٹ نہ ملی ہو، چاہے اس کو اسمیں کتنی ہی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا ہو، لیکن اگر وہ اس سفر میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو وہ اپنی ساری تکان کو بھول جاتا ہے، اور اس کی مصیبتیں اس کو کافور ہوتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

اور اگر بہت لمبا سفر کر کے انسان کہیں گیا بہت عمدہ قسم کی سواری اس نے کی، عمدہ قسم کی سیٹ بھی اس کے پاس تھی، تمام ہی قسم کے اسبابِ عیش وعشرت موجود تھے لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوا، اسکو اپنا مطلوب نہیں ملا تو پھر وہ اور زیادہ اور بور ہو جاتا ہے اس کو تکان سی معلوم ہوتی ہے اور اس کی زندگی اس کے لئے مصیبت بھری معلوم ہوتی ہے یہ دنیا کا دستور ہے تو جتنا لمبا سفر مقصد بھی اتنا ہی لمبا اگر مقصد چھوٹا ہے تو سفر بھی چھوٹا کیا جاتا ہے۔

انسان کا سفر کہاں سے کہاں تک؟

انسان نے اپنے سفر کی ابتدا کی ہے حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی

پشت سے نکل کر، اور اس کے سفر کی انتہاء اور اس کا اینڈ ہوگا جنت میں جانے پر، یہ بہت لمبا سفر ہے ہم یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے ماں کے پیٹ سے دنیا کے سفر کا آغاز کیا اور قبر کے پیٹ میں چلے جائیں گے اور سفر پورا ہو گیا تو یہ دنیا کی مسافری کا غلط تصور ہے یہ تصور صحیح نہیں ہے اس کا سفر تو بہت لمبا ہے یہ عالم ازل سے شروع ہوا، اور جنت میں جانے پر اسکی انتہاء ہوگی۔

دنیا میں نفرت ومحبت کی وجہ

اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے اپنے ہاتھ کو جیسا بھی اس کے شایان شان ہو حضرت آدمؑ کی دائیں پسلی پر مارا تو اس سے قیامت تک جتنے بھی لوگ جنتی بننے والے تھے وہ سب پیدا ہوئے اور اللہ تعالی تعالی نے اپنا دست قدرت حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی پر مارا تو جتنے لوگ جہنمی تھے وہ سب کے سب چھوٹے چھوٹے کیڑوں کی شکل میں ازل کے میدان میں پیدا ہوئے اس کو ازل کا میدان کہتے ہیں حدیث پاک نے اس کا اچھا منظر کھینچا ہے، ابوداود شریف کی روایت میں آیا کہ، اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا اِئْتَلَفَ وَمَا تَنَا كَرَ مِنْهَا اِخْتَلَفَ قیامت تک آنے والے مرد اور عورتیں آدمؑ کی پسلی سے اس میدان میں جمع ہو گئے اور جب بہت بھیڑ ہوتی ہے تو کسی کا منہ اِدھر کسی کا اُدھر ایک دم سی بھگدڑ نظر آتی ہے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس وقت قیامت تک آنے والی روحوں کو لشکر کی شکل میں جمع کر دیا گیا تھا اس میدان میں جن کے چہرے آمنے سامنے تھے ان میں محبت پیدا ہوئی اور جن کے چہرے آمنے سامنے نہیں تھے بلکہ پیٹھ تھی حضور ﷺ نے فرمایا دنیا میں آنے

کے بعدان میں دشمنی پیدا ہوتی ہے۔

یہی نتیجہ ہے کہ کبھی ایک ساتھ رہنے والے ایک ماں کے پیٹ سے جنم لینے والے ایک ماں کے پستان سے دودھ پینے والے آپس میں اتنے دشمن بنتے ہیں کہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوتے ہیں اوراس کے بالمقابل اگر تین دن چالیس دن جماعت میں چلے گئے سفر میں ملاقات ہوگئی آپس میں گفتگو ہوتی ہے ایسی سچی اور پکی محبت قائم ہوتی ہے کہ برسہا برس تک وہ دوستی قائم رہتی ہے ایک دوسرے کو خبر کرتے ہیں ٹیلیفون کرتے ہیں لیٹر لکھتے ہیں یہ کس کا نتیجہ ہے؟ وہ وہی عالم ارواح والی بات ہے وہ کیا بات تھی کہ دو سگے بھائی جنہوں نے ایک ہی ماں کے پیٹ سے جنم لیا ہے دنیا میں آنے کے بعدان میں دشمنی پیدا ہوئی، اور دو شخص بالکل اجنبی ایک کسی اور ملک کا اور دوسرا دوسرے ملک کا، کبھی کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی زبان بھی نہیں جانتے ہیں لیکن ان دو چار گھنٹوں میں ان میں ایسی محبت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ قیامت تک باقی رہتی ہے اور موت کے بعد بھی ایک دوسرے کے گھر والوں کی خبر پرسی کیا کرتے ہیں اس کی فیلوسوفی حضور پاک ﷺ نے بیان فرمادی ہے کہ یہ وہ عالم ازل کی محبتوں کا اثر ہے۔

اللہ تعالی نے بندوں سے عہد لیا

اللہ تعالی نے انسان کو آدمؑ کی پشت سے پیدا کیا اور پھر اس کو دوبارہ اندر ڈالدیا اس وقت جب اللہ تعالی نے انسانوں کو میدانِ ازل میں جمع فرمایا تھا تو ان سے ایک عہد لیا تھا، وَاِذ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِی اٰدَمَ مِن ظُھُورِھِم ذُرِّیَّتَھُمْ

وَاَشْهَدَهُم عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ، اللہ تعالی یاددہانی کرواتا ہے کہ یاد کرو اس وقت کو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کو آدمؑ کی پشت سے نکال کر خود ان کو ان کے حق میں گواہ بنا کر پوچھا تھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے ایک زبان ہو کر کہا تھا کہ اے اللہ تو ہی ہمارا رب ہے سب نے کہا کہ قالوا بلی کہ اے اللہ بے شک آپ ہی ہمارے رب ہیں۔

ہر مذہب والا رب کی تلاش میں ہے

اس آیت پاک کے ضمن میں علماء نے بڑی پتہ کی بات لکھی ہے کہ دنیا میں آنے کے بعد کٹر سے کٹر مشرک اور کٹر سے کٹر کافر بھی رب کی تلاش میں رہتا ہے عبادت ہر مذہب والے کرتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ کوئی صحیح راستہ سے عبادت کرتا ہے کوئی غلط راستہ سے عبادت کرتا ہے لیکن رب کو ماننے والے اس دنیا میں سب لوگ موجود ہیں اسی لئے تو قرآن مجید نے کہا کہ مکہ کے مشرکین کا حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام سے جو جھگڑا تھا وہ اللہ کو رب ماننے میں نہیں تھا مکہ کے مشرکین بھی اللہ تعالی کو رب مانتے تھے قرآن پاک کہتا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَن خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ، کہ اے محمد ﷺ اگر تم ان مشرکین اور کفار کو پوچھو کہ آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا؟ چاند اور سورج کو کس نے کام میں لگا دیا ہے تو وہ لوگ ضرور کہیں گے یہ سب کچھ اللہ تبارک وتعالی نے کیا ہے نبی کا جھگڑا اپنی امت سے صرف اللہ کے اپنی عبادت کے مستحق ہونے میں ہوتا ہے، نبی کا جھگڑا اللہ کے اللہ ہونے میں

کبھی نہیں ہوتا ہر نبی کی قوم اللہ کو اللہ تو مانتی ہے جھگڑا وہاں ہوتا ہے جہاں نبی یہ کہتا ہے کہ عبادت کے قابل صرف اور صرف اللہ ہی ہے، بس یہاں آکر جھگڑا شروع ہو جاتا ہے ورنہ یہ مشرکینِ مکہ جو بتوں کی عبادت کرتے تھے وہ بھی یہی سمجھتے تھے کہ ہم ان مورتیوں کے ذریعہ اللہ تعالی تک پہنچنا چاہتے ہیں گویا وہ اللہ تعالی کو مانتے تھے سورہ فاطر میں ارشاد فرمایا کہ، **مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُونَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى** ، کہ ہم ان بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ بت سفارش کر کے ہمیں اللہ تک پہنچا دیں بہر حال رب کی محبت اور رب کی پہچان دنیا کے ہر مذہب میں پائی جاتی ہے، کوئی صبح میں مندر جا کر گھنٹی بجاتا ہے کوئی سنیچر یا اتوار کو کلیسا جا کر پریر کرتا ہے اور اللہ تعالی کے مخلص بندے دن اور رات میں پانچ مرتبہ مسجد آکر اپنی ناک رگڑ کر اسکی عبادت کرتے ہیں آپ کسی بھی مذہب والے کو کچھ پوچھیں تو وہ کہتا ہے کہ اوپر والا ہی جانتا ہے، کوئی بھگوان کہتا ہے کوئی اِشور کہتا ہے کوئی خدا کہتا ہے گویا کہ رب کو ماننے والی دنیا کی سب قومیں ہیں بس بات صرف اتنی ہے کہ عبادت کے قابل بس وہی ایک ہے اس کو نبی کے ماننے والے ہی قبول کرتے ہیں تو رب کو ہر ایک مانتا ہے۔

ہزاروں میں ایک آدھ ایسا پیدا ہوتا ہے جو یہ مانتا ہے کہ دنیا کو کسی نے پیدا نہیں کیا جو مُلحِد ہوتا ہے اور ہزاروں میں ایک اگر ایسا پیدا بھی ہو جائے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں عربی والے کہتے ہیں کہ، **اَلشَّاذُ کَالْمَعْدُوْمِ** کہ اس طرح ہزار دو ہزار میں ایک آدھ آدمی ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ہے، جیسے ڈارِوِن نے کسی زمانہ میں یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ یہ دنیا کچھ بھی نہیں تھی سب بندر تھے اور بندر سے پھر انسان بن گئے

ہمیں تو ایسا لگتا ہے کہ شاید اس کو بندر کی اولاد بننے کا زیادہ شوق ہوگا اسی لئے اس نے ایسا نظریہ پیش کیا تھا ہم لوگ کہیں گے کہ اگر تجھے بندر کی اولاد بننے کا شوق ہے تو تیرا نظریہ برابر ہے، ہم لوگوں کو نہیں بننا ہے اس لئے ہم کہتے بھی نہیں، جیسا چشمہ لگایا آدمی کو ہر چیز ویسے ہی نظر آتی ہے۔ بہر حال رب کو دنیا کا ہر شخص مانتا ہے کیوں اس کی وجہ یہ کہ یہ عالم ازل میں لئے ہوئے اس عہد کا اثر ہے۔

انسان کے سفر کی ابتداء

انسان کا سفر شروع ہوا، كُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارِ ، اللہ تعالی کے یہاں ہر چیز وقت مقرر پر ہوتی ہے جب اس کے دنیا میں پیدا ہونے کا وقت آتا ہے تو پھر اللہ کے فضل وکرم سے اللہ تعالی کے حکم سے فرشتہ اس کے باپ کے نطفہ میں تاثیر پیدا کرتا ہے اور جب بچہ بننے کا وقت آتا ہے تو اس کی ماں کے رحم کے اندر فرشتہ روح پھونکتا ہے یہ اس کا سفر آگے بڑھا انسان اوپر تھا اب ماں کے پیٹ میں آیا اندر بنتا ہے اس کے اوپر اللہ تعالی کی پوری فیکٹری کام کرتی ہے آسمان کا اسٹاف اس کے پیچھے محنت میں لگ جاتا ہے اور سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اسی وقت لکھ دیا جاتا ہے کہ، شَقِیٌّ اَمْ سَعِیْدٌ ، کہ نیک ہے یا بد بخت ہے اس کا رزق بھی لکھ دیا جاتا ہے اجل بھی لکھ دیا جاتا ہے اس کو روزی کتنی ملے گی کہاں سے ملے گی دنیا میں کتنا وقت رہے گا یہ دنیا میں آکر بدمعاش نکھٹو بنے گا یا اچھا بنے گا سفر اور آگے بڑھا جہاں اس کے دنیا میں آنے کا ٹائم ہو جاتا ہے اللہ تعالی کے یہاں سے بٹن دبایا جاتا ہے اور اس کو اس دھرتی پر جنم دیا جاتا ہے اور وہ روتا اسی لئے ہے کہ وہ کہتا ہے میں تو

سکون میں تھا میں یہاں پھنسنے کے لئے کیوں آ گیا؟ اس کی پوری کے پوری فیملی ہنس رہی ہے اور یہ رو رہا ہے، وہ دنیا میں پیدا ہوتا ہے آہستہ آہستہ بڑا ہوتا جاتا ہے اور پھر ایک وقت وہ آتا ہے کہ اس کو اس دنیا سے آخرت کی طرف جانے کا پھر دور چلتا ہے اس کو قبر میں لٹا دیا جاتا ہے سلا دیا جاتا ہے۔

قبر کا تعلق دنیا آخرت دونوں سے ہے

یہ قبر کیا چیز ہے؟ قبر برزخ کو کہتے ہیں۔قبر اس کا نام نہیں ہے کہ انسان مر گیا قبر کی مٹی اس کو کھا گئی نہیں قبر برزخ کا نام ہے اور برزخ عربی میں کہتے ہیں درمیانی حالت کو، قبر کی زندگی میں آدمی زندہ بھی ہے مردہ بھی ہے، گھبرائیے نہیں میں آپ کو سمجھاتا ہوں قبر ایک ایسی جگہ ہے جس کا ایک طرف تعلق دنیا سے ہے، اور ایک طرف آخرت سے ہے، نہ وہ پورا دنیا میں ہے، نہ وہ پورا آخرت میں ہے، آخرت اور دنیا دونوں کے ساتھ اس کا کنکشن ہے چنانچہ ایک بندہ جب قبر میں لٹایا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ، اَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ ، کہ میرے اس بندے کو جنت کا لباس جنت کا سوٹ پہنا دو میرے اس بندے کے لئے جنت کی کھڑکی کھول دو تا کہ جنت کی ہوائیں اس کی طرف آنے لگے اور میرے اس بندے کے لئے جنت کا بچھونا اور جنت کا بستر بچھا دو تا کہ اس پر وہ دلہن کی طرح آرام کی نیند سو یا پڑا رہے تو ایک طرف اس کا تعلق آخرت سے ہوا۔

لیکن دوسری طرف اس کا کنکشن دنیا سے بھی ہوتا ہے چنانچہ روایتوں میں آیا کہ، اِنَّ

الْـمَيِّتَ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ ، کہ جب کوئی انسان کسی کی قبر پر جا تا ہے تو وہ مردہ قبر پر جانے والے کے جوتے اور چپل کی آہٹ کو بھی سنتا ہے وہ پہچانتا ہے اسی لئے علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے قبر کی زیارت کے آداب میں سے ایک ادب یہ لکھا کہ میت کو جس طرح قبر میں لٹایا جا تا ہے اس کا چہرہ قبلہ کی طرف ہوتا ہے تو زیارت کرنے والوں کو بھی چاہیئے کہ اسی سمت کھڑے رہیں جدھر کہ میت کا رخ کیا جا تا ہے یعنی کہ زیارت کرنے والے کا چہرہ میت کی طرف ہو، اور پیٹھ قبلہ کی طرف ہو، تا کہ دونوں کا چہرہ آمنے سامنے ہو جائے اس لئے کہ وہ پہچانتا ہے۔

بلکہ علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ مردے کے سر کے پاس نہیں کھڑا ہونا چاہئے اس لئے کہ اس کو سر اٹھا کر دیکھنے میں تکلیف ہوگی کیوں کہ وہ دیکھتا ضرور ہے اگر کوئی آدمی سویا ہے اور آپ اس کے سر کے پاس کھڑے ہو کر بات کریں تو اس کو تکلیف ہوگی اس کو چاہیئے کہ اس کے سامنے جا کر بات کرے میت کا یہی حال ہے بلکہ روایات میں تو یہاں تک آیا ہے اللہ سب کی عمر دراز فرمائے امین اگر کسی کا انتقال ہو جائے تو سب مردے اس کے پاس جاتے ہیں اور اس سے اپنے گھر والوں کی خبر پوچھتے ہیں کہ سب مزے میں ہیں یا نہیں، اگر یہ جانے والا مردہ ان کو اچھی خبر سنا تا ہے کہ تیرا بچہ تیرے گھر والے اللہ تعالی کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں تو وہ بہت خوش ہوتا ہے کہ اللہ کا احسان ہے اور پھر وہ یوں بھی کہتا ہے اے کاش میرے رشتہ داروں کو یہ پتہ چلے کہ اللہ تعالی نے متقیوں کے لئے جو وعدے کئے تھے یہاں اللہ تعالی نے ان کو کیسے کیسے تیار کر رکھا ہے تو وہ اور زیادہ عبادت میں لگ جائیں گے تو یہ دنیا سے اس کا کنکشن ہوا۔

سفر کا ایک اور مرحلہ

اور ابھی سفر ختم نہیں ہوا، ایک موقع ایسا آتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی قبروں میں سے اٹھنے کا حکم فرماتے ہیں سورہ یٰسن میں اس کو فرمایا گیا کہ، وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَاِذَاهُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ، کہ صور پھونکا جائیگا تو لوگ اپنی اپنی قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے ہوئے نظر آئیں گے، کوئی کسی حالت میں تو کوئی کسی حالت میں ہوگا۔

جیسی زندگی ویسی ہی موت

اگر احرام کی حالت میں کسی حاجی کا انتقال ہو جائے تو وہ اسی حالت میں لبیک کہکر اٹھے گا اگر کسی طالب علم کا زمانہ طالب علمی میں انتقال ہو جائے تو وہ حدیث اور تفسیر پڑھتے پڑھتے اللہ تعالی کی خدمت میں حاضر ہوگا اگر کسی کا قرآن پاک حفظ کرتے کرتے یا پڑھتے پڑھتے انتقال ہوا تو وہاں قرآن پاک پڑھتے پڑھتے حاضر ہوگا اور اگر کسی کا اللہ تعالی کا ذکر کرتے کرتے انتقال ہوا تو وہ اللہ تعالی کا ذکر کرتے کرتے اللہ تعالی کی جناب میں حاضر ہوتا ہے، اس لئے کہ روایت پاک میں آیا کہ ،تَمُوتُونَ كَمَا تَحْيَوْنَ وَتُحْشَرُونَ كَمَا تَمُوتُونَ، کہ جیسی زندگی گزاروگے تو موت بھی ویسے ہی آئیگی اگر تمہاری زندگی اللہ تعالی کی یاد میں گزری اللہ تعالی کے دھیان میں گزری شریعت کی پابندی میں گزری تو تمہاری موت بھی شریعت کی پابندی میں آئیگی اور جیسی موت آئیگی قیامت کے دن اسی حالت میں اٹھائے جاؤ گے تو یہ آدمی کا سفر اور چل رہا ہے وہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اس کا

حساب وکتاب ہوتا ہے پھر اس کے لئے جنت یا جہنم کے فیصلے کئے جاتے ہیں یہ اس کے سفر کی انتہا ہوئی اور اس کا سفر پورا ہوا۔

جتنا لمبا سفر اتنا ہی اونچا مقصد

اب آپ دیکھئے کہ کتنا لمبا سفر چلا معمولی سفر تو نہیں ہے، عالم ازل سے شروع ہوا، ماں کے پیٹ میں آیا دنیا میں آیا پھر وہ قبر میں گیا اس کے بعد حشر کے میدان میں گیا اور اس کے بعد پھر جنت میں گیا ،اللہ تعالی ہم سب لوگوں کو جنتیوں میں سے بنائے ،امین ظاہر بات ہے کہ جب اتنا لمبا سفر ہے اس کا مقصد بھی تو اتنا لمبا اور اتنا ہی بڑا ہوگا اگر ہم اپنی زندگی کا مقصد کھانا پینا کہتے ہیں تو یہ مقصد تو چھوٹا ہے محدود ہے دنیا میں آئے تو کھانے کو معیار نہیں بنا سکتے پتہ چلا کہ کھانا پینا دولت کمانا ہماری زندگی کا مقصد نہیں ہے۔

شیخ سعدی کا سعادت آموز جملہ

فارسی کا ایک مقولہ ہے کہ نان برائے انسان است نہ کہ انسان برائے نان ،روٹی تو انسان کے لئے ہے نہ انسان روٹی کے لئے ہے،امام سعدیؒ نے اپنی کتاب گلستان میں ایک بات لکھی ہے کہ، خوردن برائے زیستن نہ کہ زیستن برائے خوردن، کہ روٹی جینے کے لئے ہے نہ کہ جینا روٹی کے لئے ہے کھانا کمر کو سیدھی رکھنے کے لئے ہے دولت کمانا مکان بنانا سردی گرمی دھوپ سے حفاظت کے لئے ہوتا ہے نہ کہ زندگی انہی چیزوں کے پیچھے لگا دی جائے یہ کوئی مقصد نہیں ہے اس لئے کہ یہ تو قبر میں جاتے ہی ختم ہو گیا حالانکہ ابھی آپ کا سفر چالو ہے آدمی قبر میں گیا تو ابھی

مسافری چالو ہے اگر کھانے کو دنیا کو مقصد بنائیں تو وہ تو یہیں ختم ہوگئی تو پھر وہ مقصد کس کام کا جو بیچ میں ہی ختم ہو جائے۔

ہم سے عمدہ تو جانور کھاتے ہیں

اور کھانا پینا انسان کا مقصد نہیں ہوسکتا اس لئے کہ جانور بھی کھاتے پیتے ہیں بلکہ ہم سے بھی اچھا کھاتے ہیں اس لئے کہ ہم لوگ تو گوشت کو کوکر کے اندر ڈالکر سارا عرق دھویں کی شکل میں باہر نکال دیتے ہیں اور اس کو دھوکر اس کے اندر مسالے وغیرہ ڈالکر اس کا مزا برباد کر دیتے ہیں اور جانور تو گوشت کو اصل ذائقہ کے اندر کھاتے ہیں پتہ چلا کہ کھانا پینا ہمارا مقصد نہیں ہوسکتا۔

مومن جینے کے بقدر کھاتا ہے

مومن تو کھاتا ہے اپنے جینے کے بقدر حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ، اِنَّ الْکَافِرَ لَیَاکُلُ فِی سَبْعَۃِ اَمْعَآءٍ، کافر سات آنت سے کھاتا ہے اور مومن اپنے پیٹ کے تین حصے کرتا ہے ایک کھانے کے لئے ایک پانی کے لئے اور ایک ہوا کے لئے ، اور ہمارا حال یہ کہ افطار ہی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ کی پناہ ، اور اس کے بعد مغرب میں بھی برابر دباتے ہیں اور اس کے بعد عشاء بعد بھی کچھ نہ کچھ چالو رہتا ہی ہے اور پھر سحری میں بھی برابر کھاتے ہیں سمجھ میں یہ نہیں آتا ہے کہ تراویح کے بعد تو کھالیا پھر سحری میں بھوک کیسے لگ جاتی ہے بہر حال کھانا پینا مومن کی زندگی کا مقصد نہیں ہے اس لئے کہ مومن کی زندگی چلتی رہتی ہے اور کھانا پینا تو بیچ میں ختم ہو جاتا ہے عزت اور اقتدار کا حاصل کرنا دنیا میں بڑا بننا کسی کی نظروں میں بڑا ہو جانا یہ بھی مومن کی زندگی

کا مقصد نہیں ہے، عزت تھوڑے دن کی ہے وہ بھی بیچ میں ختم ہو جاتی ہے اور ہماری زبان میں عزت کس کو کہا جاتا ہے کہ لوگ ہم کو بڑا سمجھیں اس کو ہم عزت کہتے ہیں، میرے بھائیو! لوگوں کا تو کچھ ٹھکانہ نہیں یہی قوم انسان کو عرش پر اٹھاتی ہے اور جب پھینکتی ہے تو فرش کے نیچے تک لے جاکر پھینک دیتی ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب یہ منسٹر لوگ کرسی پر ہوتے ہیں تو ان کو دیکھنے کے لئے بھی لوگ ترستے ہیں اور جہاں پانچ سال ختم ہوئے اور کرسی سے اترے تو دو روپئے بھی ان کی قیمت نہیں رہتی پھر وہ خود لوگوں کو دیکھنے کے لئے ترستے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھائی ہم فلاں دن آنے والے ہیں سب لوگ وہاں جمع ہونا تاکہ ہم تمہارا دیدار کر سکیں تو عزت اور اقتدار بھی ہماری زندگی کا مقصد نہیں ہے۔

ہماری زندگی کا مقصد عبادت الٰہی ہے

ہماری زندگی کا مقصد تو وہ ہے کہ جو عالم ازل سے چلا ہے، اور جنت تک جا کر ختم ہوتا ہے، چونکہ سفر لمبا ہے اس لئے مقصد بھی اخیر تک رہے گا اور وہ مقصد سوائے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے اور کچھ نہیں ہوسکتا وہ مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی بندگی ہے اسی کو قرآن مجید میں بیان کیا گیا کہ، **وَمَا اُمِرُوا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّيْنِ**، مطلب یہ ہوگا کہ اے لوگو! تمہیں ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے تم خالص اسی کی عبادت کرنا اسی کے عقید تمند ہو کر، پتہ چلا کہ ہمارا اس دنیا میں آنے کا مقصد عبادت الٰہی ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی ایک ایسی چیز ہے جو عالم ازل سے چلی ہے جیسا کہ آپ نے سنا کہ عالم ازل میں سب لوگوں نے

اللہ تعالی کے رب ہونے کا اقرار کیا تھا کہ اللہ تعالی نے فرمایا تھا ،، اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے کہا تھا، قَالُو ابَلٰی ، کہ کیوں نہیں بے شک آپ ہی ہمارے رب ہیں اور اللہ تعالی کے رب ہونے کا اقرار کرنا عبادت ہے۔

ہر انسان جذبہ توحید کے ساتھ پیدا ہوتا ہے

جب انسان دنیا میں پیدا ہوتا ہے تب بھی وہ عبادت کے جذبے کو لے کر پیدا ہوتا ہے حدیث پاک میں اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ، کُلُّ مَوْلُودٍ یُولَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْیُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ، کہ ہر بچہ دین اسلام، توحید، اللہ تعالی کی وحدانیت کی محبت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے پھر ماحول اس کو بگاڑ دے وہ بات الگ ہے ورنہ ہر آدمی توحید کے ساتھ پیدا ہوتا ہے علماء کرام کے درمیان یہ ایک مستقل بحث ہے کہ غیر مسلموں کی نابالغ اولاد جو مرجاتی ہے وہ جنت میں جائیگی یا جہنم میں جائیگی۔

علماء کرام کے الگ الگ رجحانات ہیں کسی نے بھی ایسا نہیں کہا کہ وہ جہنم میں جائیں گے بلکہ بعض نے فرمایا کہ وہ جنت میں جائیں گے کسی نے کہا کہ جنت اور جہنم کے درمیان اللہ تعالی نے ایک جگہ بنا کر رکھی ہے وہاں رہیں گے کسی نے کہا کہ جنت میں تو جائیں گے لیکن جنتیوں کے خادم بن کر جائیں گے اسی کو قرآن پاک میں کہا گیا کہ، وَیَطُوفُ عَلَیۡہِمۡ غِلۡمَانٌ لَّہُمۡ کَاَنَّہُمۡ لُؤۡلُؤٌ مَّکۡنُونٌ کہ وہ جنت میں تو جائیں گے لیکن خادم بن کر جائیں گے۔ بہر حال یہ مشرکین بھی جب دنیا میں جنم لیتے ہیں تو اللہ تعالی کی توحید کے اقرار کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں، یہ بات اور ہے کہ ماحول اس کو بگاڑ دیتا ہے۔

عبادت قبر میں بھی جاری رہتی ہے

یہی عبادت اسکی وہاں سے بھی چلی عالم ازل سے چلی اور دنیا میں بھی رہی اور قبر میں جانے کے بعد بھی عبادت باقی رہتی ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام قبر کے اندر نماز پڑھ رہے ہیں اور حضور ﷺ آگے فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت یونس علیہ الصلوۃ والسلام قبر میں مٹی کو جھاڑتے ہوئے اٹھ رہے ہیں اور عرفات کے میدان کی طرف لبیک لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں میں نے حضرت عیسی کو بھی بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا، دیکھئے عبادت وہاں بھی چل رہی ہے۔

بلکہ یہاں تک کتابوں میں آیا، عجیب وغریب روایت ہے کہ منکر نکیر سوال جواب کے لئے مومن بندے کے پاس آتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ تمہارے سوال جواب رہنے دو، ابھی سورج غروب ہو رہا ہے اور میری عصر کی نماز باقی ہے مجھے نماز پڑھ لینے دو تو منکر نکیر کہتے ہیں کہ یہاں کا ہے کی نماز؟ نماز پڑھ کر تو آ گیا لیکن بات وہی آئی کہ اس نے پوری زندگی نماز کے اندر گزاری تھی اس کی نماز چھوٹتی نہیں تھی نماز کا چھوٹ جانا اس کے لئے بہت بڑا بوجھ بنتا تھا اس لئے اس کو وہاں بھی نماز ہی کی فکر ہے اسی لئے حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اگر فرشتے مجھ کو یہ پوچھیں گے کہ کیا تو رب کو پہچانتا ہے؟ رسول کو اور دین کو پہچانتا ہے؟ تو میں کہوں گا کہ تم ساتوں آسمان کے اوپر سے آئے ہو جب تم اتنے اوپر سے آ کر رسول اور اللہ کو نہیں بھولے میں تو بس زمین سے پانچ چھ فٹ نیچے آ گیا ہوں میں کہاں سے بھولوں گا تو عبادت قبر کے اندر بھی چل رہی ہے قبر کے اندر قرآن بھی اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔

مولانا طاہر صاحبؒ کا حال

چنانچہ میں آپ کو ایک واقعہ سناؤں ہمارے یہاں شہر مالیگاؤں کے ایک استاذِ حدیث تھے، حضرت مولانا محمد طاہر صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی سے وہ بیعت تھے اور حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب سے مجاز بھی تھے جب ان کا انتقال ہوا تو ہمارے مدرسے کے کئی بچوں نے حضرت کو اپنی قبر میں ذکر اللہ کرتے دیکھا، میں نے اس کی بچوں کو تعبیر بتائی اور چونکہ میں حضرت سے بہت قریب تھا تو میں دیکھتا تھا کہ وہ روزانہ ظہر بعد اللہ کا ذکر کرتے تھے دیکھئے آدمی کا مقصد ہے اور وہاں بھی چل رہا ہے۔

عبادت حشر میں بھی جاری رہتی ہے

عبادت قبر میں جا کر بھی ختم نہیں ہوتی بلکہ جس وقت وہ اپنی قبر سے اٹھتا ہے تو اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہوئے اٹھتا ہے چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ اس بندہ کے دائیں بائیں آگے پیچھے، **سبحان الله، والحمد لله، ولا اله الا الله والله اكبر،** کا ورد چلتا ہی رہتا ہے اور صرف یہاں تک ہی نہیں بلکہ جنت میں جانے کے بعد بھی یہ عبادت چالو رہتی ہے آپ پڑھئے سورہ یونس کی آیت اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں،، **دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ:** جنتی حضرات جنت میں **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ** پڑھتے ہیں اور آگے فرماتے ہیں کہ،، **وَاٰخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ** کہ جب مجلسوں سے اٹھیں گے تو **الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ** کہیں گے تو قبر میں جا کر بھی اللہ تعالی کے ان بندوں

کی عبادت جاری ہے سبحان اللہ وہاں بھی پڑھتے ہیں الحمدللہ وہاں بھی پڑھتے ہیں۔

نیک لوگوں پر سلامتی ہوگی

سورہ یٰسین میں فرمایا گیا کہ جب یہ لوگ اتنا سب ذکر کرتے ہوئے جنت میں جائیں گے تو اللہ تعالی کی طرف سے کہا جائیگا، **سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْم** ایک جگہ فرمایا کہ **سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خٰلِدِيْنَ** کتنی ساری آیات ہیں اللہ تعالی کی طرف سے جنت کے درودیوار اور قیامت کے میدان کی ہر چیز اُن کو سلام کرتی ہوئی نظر آئیگی کہ تم پر سلامتی ہو تم پر سلامتی ہو، اس لئے کہ تم نے دنیا کو امن اور سلامتی کا پیغام سنایا تھا آج اللہ تعالی تم کو سلامتی کا پیغام سناتا ہے، تو یہ عبادت چل رہی ہے۔ مذکورہ باتوں سے پتہ چلا کہ ہماری زندگی کا مقصد اللہ تعالی کی مان کر چلنا ہے اگر اس مقصد میں ہم پورے اتر گئے تو جنت میں بھی یہ عبادت ہمارے ساتھ چلے گی۔

عبادت کسے کہتے ہیں

سوال یہ ہے کہ عبادت کس کو کہتے ہیں عرب علماء میں ایک محقق اور مستند عالم دین شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے گزرے ہیں انہوں نے عبادت کی بڑی جامع تعریف بیان فرمائی ہے فرماتے ہیں کہ، **اَلْعِبَادَةُ اِسْمٌ جَامِعٌ لِكُلِّ مَا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَيَرْضَاهُ مِنَ الْاَقْوَالِ وَالْاَعْمَالِ مِنَ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ** کہ عبادت نام ہے ہر اس فعل اور قول اور ہر اس بات کا جس کی تہہ میں اللہ تعالی کی رضامندی ہو، اس کا نام عبادت ہے چاہے وہ چھپی ہوئی ہو چاہے وہ ظاہر ہو، آپ

اللہ کی مخلوق کی خدمت کر رہے ہیں اور آپ کے دل میں اللہ تعالی کو راضی کرنا ہے یہ بھی عبادت ہے۔

واقعہ

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ایک مرتبہ حج کو تشریف لے گئے حضرت مولانا محمد قاری طیب صاحب کے والد محترم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے بیعت تھے ان سے منسلک تھے حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے والد حضرت حاجی صاحب کے ساتھ حج میں گئے بہت بڑا قافلہ تھا اور اس سال جب یہ لوگ حج میں گئے تو حیضہ کی بیماری وہاں پھیل گئی اور یہ بیماری بڑی خطرناک ہوتی ہے کہا اللہ تعالی نے کچھ لوگوں کو بچالیا ورنہ اکثر و بیشتر لوگ بستر پر پڑ گئے ہاسپٹل بھر گئے حضرت قاری محمد طیب صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب نے میرے والد محترم کے ذمہ خدمت لگا دی کہ ہر ایک کو پانی پلاؤ ہر ایک کو کھانا کھلاؤ ہر ایک کو دوا پلاؤ ہر ایک کی خدمت کیا کرو تو حضرت قاری صاحب کے والد محترم نے ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحب سے فرمایا کہ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ہم لوگ یہاں حج کرنے آئے ہیں حج تو ہو گیا لیکن لوگ طواف کر رہے ہیں عمرے کر رہے ہیں میرے پاس تو طواف وغیرہ کرنے کا ٹائم نہیں ہے، آپ نے مجھے خدمت میں لگا رکھا ہے حاجی صاحب نے ان کے ہاتھ دبا کر کہا کہ بیٹے اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنا ایسے ستر ہزار طواف سے بھی بہتر ہے تو یہ نہ سمجھ کہ اس وقت تیرے لئے طواف بڑی عبادت ہے تیرے لئے تو سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ اس وقت

توان بیماروں کی عیادت اورخدمت کرتا رہے ہم عبادت صرف اسی کو سمجھتے ہیں کہ نماز پڑھ لی جائے روزہ رکھ لیا جائے بس اسی کو عبادت سمجھتے ہیں۔

اصل عبادت کیا ہے؟

ہم عبادت صرف اسی کو سمجھتے ہیں کہ نماز پڑھ لی جائے روزہ رکھ لیا جائے بس اسی کو عبادت سمجھتے ہیں اگر آپ عصر کے بعد نماز پڑھو تو گناہ ہو گا یا نہیں ہو گا؟ ہو گا کیوں؟ اس لئے کہ صرف نماز ہی عبادت نہیں ہے روزہ رکھنا ہی اگر عبادت ہے تو پھر عید کے دن روزہ کیوں منع ہے؟ فجر کی نماز کے بعد آپ نفل نماز پڑھیں تو گناہ ہو گا پتہ چلا کہ اللہ کی بات ماننے کا نام عبادت ہے صرف نماز پڑھنے کا نام عبادت نہیں ہے اللہ تعالی فرمائے کہ اس وقت نماز پڑھنا ہے تو پڑھنا ہے اللہ فرمائے کہ فلاں وقت نماز نہیں پڑھنا ہے تو وہ نماز عبادت نہیں ہے معلوم ہوا کہ اصل عبادت نماز نہیں ہے اصل عبادت روزہ نہیں ہے، اصل عبادت تو خدا تعالی کی ماننا ہے، خدا تعالی اگر یہ حکم دے کہ سچ بولو تو اس وقت سچ بولنا ثواب کا کام ہے اور دوسری طرف سچ بولنے پر دو آدمیوں کے درمیان جھگڑا ہوتا ہے تو وہاں یہ حکم ہے کہ وہاں سچ مت بولو وہاں جھوٹ بولو۔ یہاں اگر آپ نے سچ کہا تو گناہ ہو گا حالانکہ سچ بولنا تو بہت بڑے ثواب کا کام ہے، حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ، اِنَّ الصِّدْقَ لَیُنْجِی (بے شک سچ انسان کو نجات دیتا ہے) ایک اور حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ کہ اِنَّ الصِّدْقَ لَیَھْدِی اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ لَیَھْدِی اِلَی الْجَنَّةِ (بے شک سچ نیکی کی طرف رہبری کرتا ہے اور نیکی جنت کا راستہ بتلاتی ہے) تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ

عبادت نام ہے اللہ کی مان کر اپنی زندگی کے گزارنے کا، ہماری زندگی کی لائن میں، ہماری تجارت کی لائن میں، اپنی ملازمت کی لائن میں، اپنے بزنس کی لائن میں اپنی گھر کی لائن میں، اپنی باہر کی زندگی میں ہر زندگی میں آدمی اگر اللہ تعالی کی مان کر چلتا ہے تو پھر اس کا سونا بھی عبادت، بیٹھنا بھی عبادت الغرض سب عبادت بن جاتا ہے۔

ماننے والے کا ہر عمل عبادت ہے

چنانچہ حدیث پاک میں فرمایا کہ جس نے عشاء اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لی، اگر چہ کہ وہ سویا ہوا ہو تو اس کو پوری رات نماز پڑھنے کا ثواب دیا جائیگا سوال یہ ہے اس کو پوری رات عبادت کا ثواب کیوں ملے گا؟ وہ تو پوری رات سو رہا ہے جواب یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالی کی مانی، ایک آدمی بہترین طاقتور غذا کھا رہا ہے اس نے کھاتے وقت صرف یہ نیت کر لی کہ اس کھانے سے میرے اندر جو طاقت پیدا ہوگی اس طاقت کے ذریعہ میں قرآن پاک زیادہ پڑھوں گا اس طاقت کے ذریعہ میں اللہ کی مخلوق کی خدمت کروں گا اس طاقت کے ذریعہ میں لمبی لمبی نفل نمازیں پڑھوں گا ایک طرف کھا رہا ہے مزے بھی لوٹ رہا ہے اور دسری طرف یہ سب کھانا اس کے لئے عبادت میں شمار کیا جا رہا ہے، سو رہا ہے لیکن سونا عبادت بن رہا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالی کی مان کر چل رہا ہے اللہ کی جہاں نہیں مانی تو چاہے وہ ظاہر میں عبادت نظر آتی ہو لیکن اس کے اوپر اللہ کے یہاں سے گناہ وجود میں آتا ہے۔

ہم دنیا میں آزاد نہیں ہیں

اللہ رب العزت نے انسان کو دنیا میں پابند بنا کر بھیجا ہے، اور پیدا کیا ہے

انسان اپنے آنے میں بھی آزادنہیں ہے اپنے جینے میں بھی آزادنہیں ہے اپنے زندگی کے گزارنے کے طریقوں میں بھی آزادنہیں ہے اور مرنے میں بھی آزادنہیں ہے۔ دنیامیں آنے کے بعد سے لے کرموت تک بلکہ مرنے کے بعد بھی اس کے دفن کرنے میں بھی اور کفن کرنے میں بھی آزادنہیں ہے بلکہ اس کو پابند بنایا گیا ہے اور جوانسان جتنا پابندی کی زندگی گزارے گا اتنا ہی وہ انسان سلامتی اور عافیت کی زندگی گزارے گا اور جتنا آزادی کی زندگی گزارے گا کسی کے کہنے میں نہیں رہے گا اسلامی اصول پر کاربندنہیں رہے گا اپنی مرضیات کے مطابق چلے گا اپنے ذہن کی آزادی کے مطابق چلے گا دنیا میں بھی وہ گمراہ اور برباد ہوگا اوراس کی آخرت کے بارے میں کچھ کہا نہیں جاسکتا،اِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی وَھُوَ الْمُسْتَعَانُ اللہ ہی کواسکی شکایت کی جاتی ہے اور وہی اس کا فیصلہ کرسکتا ہے۔

جانور دوطرح کے ہوتے ہیں

ہم نے گاؤں اورآبادیوں میں جانور کی دوقسمیں دیکھی ہیں آپ نے بھی دیکھی ہوگی ایک تو وہ جانور ہوتا ہے جوکسی کے کھونٹے پر بندھا رہتا ہے جوکسی کی ملکیت میں رہنا چاہتا ہے جو جانور کسی کی پابندی میں رہتا ہے تو وہ جانور سلامت رہتا ہے اس جانور کی قیمت ہوتی ہے اس جانور کو اگر کوئی ہاتھ بھی لگائے تو اس کو ہاتھ لگانے والے کی کھٹیا کھڑی ہوجاتی ہے پچاس یا سوروپیہ کی مرغی اگر ڈبہ میں بند ہو، اوراس کوکسی سائیکل والے نے ٹکرلگادی تو اس کواس کی قیمت اگرچہ سوروپیہ ہے لیکن اس سائیکل والے پر پانچ سوروپیہ کا جرمانہ عائد کیا جاتا ہے اس لئے کہ یہ آزادمرغی

نہیں تھی، بلکہ یہ پابند مرغی تھی، اور اگر گاؤں میں کوئی بکرا یا کوئی بیل کوئی گائے آزاد ہے کسی کے کھوٹے پر بندھتا نہیں ہے، کسی کی ملکیت میں رہنا پسند نہیں کرتا ہے، آزاد رہتا ہے کسی کی چراگاہ پر کسی کی ملکیت پر کسی کے باغ پر کسی کے درخت پر اس نے منہ مارنا چاہا اس نے مارلیا اب اگر ایسے بکرے کو ایسی گائے کو ایسے جانور کو کوئی ذبح بھی کرتا ہے اور اسکی بریانی پکا کر بھی کھالے تو اسکی کوئی پرواہ نہیں کرتا ہے یہ اس کی آزادی کا نتیجہ ہے وقتی طور پر اس کو بڑا اچھا لگتا ہے اس کو ویسی زندگی گزارنے میں مزا آتا ہے کہ مجھے کچھ لینا دینا نہیں ہے لیکن ان کا انجام اچھا نہیں آتا ہے وہ بیمار ہو جائے تو اسکی کوئی خبر پرسی نہیں کرتا ہے اسکی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی ہے۔

یہی مثال انسان کی ہے

بعینہ یہی مثال دنیا میں زندگی گزارنے والے دو قسم کے انسانوں کی ہے جو انسان خدا کے حکم کے مطابق زندگی گزارتا ہے رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارتا ہے، علماء کرام کے بیانات کو سن کر اس کے مطابق عمل کر کے اسلامی قانون کے مطابق زندگی گزارتا ہے تو اس کی زندگی کامیاب ہے اسکی زندگی سلامت ہے اگر اس پر کوئی انگلی اٹھانے کی بھی کوشش کرتا ہے تو حدیث قدسی اس کے لئے بشارت سناتی ہے کہ، مَنْ عَادٰی لِی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ ، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ جس نے میرے احکامات کے مطابق عمل کرنے والے کے ساتھ دشمنی کی اس کے ساتھ میں جنگ کا اعلان کرتا ہوں پتہ چلا کہ اللہ تعالی اسکی حفاظت فرماتے ہیں اللہ تعالی اپنی طرف سے اس کا بدلہ اور اس کا انتقام لیتے ہیں۔

اور اگر کوئی انسان شریعت کے مطابق زندگی گزارنا نہیں چاہتا ہے اپنی من مانی زندگی گزارتا ہے، آزادی والی زندگی گزارتا ہے جی میں آئے اس کو مانا اور جی میں نہ آئے اس کو نہیں مانا شریعت کے وہ احکام جو اسکی طبیعت کے مطابق ہوں اس کو مانتا ہے اور جو اس کی آزادی طبیعت کے خلاف ہو، اس کو نہیں مانتا ہے ایسے انسان کا انجام اچھا نہیں آتا ہے جب اس پر خدائی عذاب آتا ہے جب اس پر خدائی انتقام آتا ہے تو اس کی طرف سے کوئی انتقام لینے والا اور کوئی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا، انسان کو جکڑا گیا ہے جتنا انسان اپنے آپ کو جکڑ کر رہے گا جتنا اسلامی تعلیمات میں اپنے آپ کو مقید بنا کر رہے گا جتنا اپنے بڑوں کی تابعداری میں رہے گا جتنا اپنے علماء ربانیین اور اولیاء اللہ صحابہ کرام اور سب سے اول رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں اپنے آپ کو جکڑ کر رکھے گا بظاہر اس کو مشکل نظر آئیگا تھوڑی دیر کے لئے اس کو دشواری ہوگی کہ میرے پیر کیسے باندھ دیئے گئے ہیں میں اپنی نظر اٹھانے میں بھی شریعت کا محتاج ہوں، میں اپنے چلنے میں بھی شریعت کا محتاج ہوں میں بولنے سے پہلے بھی شریعت کو پوچھوں اس کو مشکل تو لگے گا لیکن اس کا انجام بڑا اچھا ہوتا ہے۔

مومن دنیا کو اپنی انتہاء نہیں مانتا ہے

اس لئے میرے بھائیو! ہم اس دنیا میں آئے ہیں تو یہ نہ سمجھیں کہ پیدا ہو گئے اور مر گئے قبر میں چلے گئے بس ہو گیا یہ تو کافروں کا عقیدہ ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ،، **وَقَالُوا اِنْ هِیَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ**، یہ تو کافر لوگ مانتے ہیں کہ دنیا مزے لوٹنے کی جگہ ہے کہ زندہ ہوئے اور

مر گئے اور ختم ہو گئی بات یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے مومن کا یہ عقیدہ کبھی نہیں ہو سکتا مومن تو مرتا نہیں غافل جب دنیا میں آتا ہے تو اس کی آنکھوں پر پردہ پڑ جاتا ہے اس لئے اس کو آخرت کی منزلیں نظر نہیں آتی ہیں ۔ اور جب موت کا وقت قریب آتا ہے تو پھر حقیقت میں اس کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اب اس کو نظر آتا ہے کہ یہ جنت ہے یہ جہنم ہے اللہ تعالی دکھلا دیتے ہیں ۔

روایتوں میں آتا ہے کہ اگر مومن انتقال کرتا ہے تو اس کو اللہ تعالی جہنم بتلاتے ہیں کہ تو اگر نیک نہ ہوتا تو یہ تیرا ٹھکانہ تھا پھر جنت بتائی جاتی ہے کہ تو نیک تھا اس لئے تیرا ٹھکانہ یہ ہے اللہ تعالی جانتے ہیں اس طرح جہنم پہلے بتلانے میں اس کو جنت کی قدر زیادہ ہو گی اور اگر کوئی مشرک مرتا ہے تو اللہ تعالی اس کو پہلے جنت بتلاتے ہیں کہ یہ تیرا ٹھکانہ تھا لیکن تو نے دنیا میں ہماری نہیں مانی اس لئے تیرا ٹھکانہ اب جہنم ہے اور ایسا کیوں؟ تا کہ اس کو تکلیف زیادہ ہو۔ اب وہ کہتا ہے ، یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا کہ کاش کہ میں مٹی ہوتا کاش کہ میں پتنگا ہوتا اللہ تعالی ہم سب کی حفاظت فرمائے آمین اللہ ہم سب کو اس وقت کے آنے سے پہلے اپنی زندگی کا مقصد سمجھ کر اور سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے ۔ آمین

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولنا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنے آپ کو اور اپنی اٰل اولاد کو نار جہنم سے بچاؤ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ با للہ من شرور انفسنا ومن سیاٰت اعما لنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا وموٰ لنا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تبارک وتعالی علیہ وعلی اٰ لہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واھل بیتہ واھل طا عتہ اجمعین، اما بعد ،فاعوذ با للہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم ،یَااَیُھَا الَّذِینَ اٰمَنُو اقُوا اَنُفُسَکُم وَاَھُلِیکُم نَارًا وَّقُودُھَا النَّاسُ وَالُحِجَارَۃُ عَلَیُھَا مَلآ ئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعُصُونَ اللّٰہَ مَا اَمَرَھُمُ وَیَفُعَلُونَ مَایُؤُمَرُوُنَ ،صدق اللہ موٰ لنا العظیم، وعن النبی ﷺ انہ قال کُلُّکُم رَاعٍ وَکُلُّکُمُ مَسُئُوُلٌ عَنُ رَعِیَّتِہٖ، صدق رسولہ النبی الامی الکریم، ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین، والحمد للہ رب العالمین ۔

نعمت کی قدر اسکے ختم ہونے پر ہوتی ہے

معزز بھائیو بزرگو اور دوستو۔

اس دنیا میں جہاں اللہ تعالی کی بہت سی نعمتیں ہیں جن کو ہم شمار بھی نہیں کر سکتے اور نہ ان کا احاطہ کر سکتے ہیں ان نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت جو اللہ تعالی نے ہمیں نصیب فرمائی ہے وہ اولاد کی نعمت ہے نعمت کی قدر اسی کو نصیب ہوتی ہے جس کے پاس وہ نعمت نہ ہو، یا اس سے وہ نعمت لے لی جائے، فارسی میں کسی نے کہا ہے کہ قدرِ نعمت بعد زوال است، نعمت کی قدر آدمی اس کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد کرتا ہے بڑھاپے کی قدر قبر کے قریب ہونے کے بعد ہوتی ہے، نوجوانی کی قدر بڑھاپے میں ہوتی ہے۔

اور بچپن کی قدر نوجوانی میں ہوتی ہے، جب ہم چھوٹے بچے کو دیکھتے ہیں کہ اسکی ہر قسم کی منت، سماجت اور خدمت اس کے گھر والے کرتے ہیں تو کبھی میرے اور آپ کے دل میں بھی یہ تصور آتا ہوگا کہ کاش ہم بھی چھوٹے سے بچے ہوتے جس کی ہر طرف سے خدمت کی جاتی، لیکن ہم بھی کسی زمانہ میں بچے تھے، بوڑھے لوگ اپنے بڑھاپے میں نوجوانی پر افسوس کرتے ہیں اور یہ تصور کرتے ہیں کہ کاش ہمیں بھی دوبارہ یہ نوجوانی نصیب ہو جائے تو ہم بھی نوجوانوں کی طرح پورے ذوق اور شوق کے ساتھ اللہ تعالی کی عبادت کر سکیں، اور اپنی طاقت کو اللہ تعالی کی عبادت میں لگا سکیں کہنے کا مطلب یہ ہے کہ نعمت جس کے پاس نہیں ہوتی یا نعمت جس سے لے لی جاتی ہے اسی کو قدر ہوتی ہے۔

قرآن نے اولاد کو لفظ ہبہ سے یاد کیا ہے

اولاد اللہ تعالی کا ایک عطیہ ہے اولاد اللہ تعالی کا ایک ہدیہ ہے اولاد اللہ تعالی کی ایک گفٹ ہے قرآن مجید نے جہاں جہاں اولاد کے دینے کا یا اولاد کے مانگنے کا طریقہ سکھلایا ہے (پورے قرآن میں) وہاں لفظ ہبہ کا استعمال کیا گیا ہے اور ہبہ عربی میں تحفہ کو کہتے ہیں چنانچہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ، يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ کہ اللہ تعالی جس کو چاہتے ہیں لڑکیوں کی شکل میں اولاد دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں لڑکوں کی شکل میں اولاد دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں لڑکے اور لڑکیاں دونوں دیتے ہیں اور آج کل تو ایسا سنا جاتا ہے کہ ایک ساتھ ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہو گئے۔

ہمارے استاذ حضرت مولانا سید ذوالفقار صاحب نروری کے والد صاحب عام دنوں میں روزانہ تین قرآن پاک پڑھتے تھے جب عام دنوں کا یہ حال ہے تو ماہ رمضان کا کیا ہوگا بہت نیک شخصیت ہے سادات میں سے ہیں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ سے ان کا سلسلہ جا کر ملتا ہے ان کو اللہ تعالی نے ایک خاص تاثیر عنایت فرمائی ہے اور وہ خدا تعالی کی طرف سے عطا کردہ صلاحیت کی بنا پر روحانی امراض کا علاج بھی فرماتے ہیں تو ہمارے ایک دوست کی شادی ہو کر سولہ سال ہو گئے تھے ہم نے ہمارے استاذ محترم کے والد محترم کو فون لگایا اور کہا کہ حضرت آپ دعا بھی کر دیجئے، اور کوئی ورد ہو کوئی وظیفہ ہو تو وہ بھی بتلا دیجئے اللہ تعالی نے اپنے فضل وکرم سے ان کو ذریعہ بنا لیا انہوں نے ایک دعا بتلائی کہ، رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنكَ

ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً، انہوں نے اس آیت کریمہ کا ورد کیا ایک ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کو تین بچے نصیب فرمائے جن میں سے دولڑکے اور ایک لڑکی ہے تو اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ہبہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے، یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَیَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ اس میں بھی ہبہ کا لفظ ہے ایک جگہ پر فرمایا کہ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی وَهَبَ لِی عَلَی الْکِبَرِ اِسْمَاعِیلَ وَاِسْحٰق، یہاں پر بھی وَهَبَ کا لفظ ہے جو ہدیہ کے معنی میں ہے اور ایک جگہ پر فرمایا دعا کا طریقہ بیان فرماتے ہوئے کہ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا یہاں پر بھی لفظ ہبہ کا استعمال فرمایا ایک جگہ پر فرمایا کہ، رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا یَرِثُنِی وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ، یہاں پر بھی وَهَبَ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ نے بغیر استحقاق کے ہمیں اولاد کی نعمت عطا فرمائی ہے اللہ پر کوئی فرض اور واجب نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد نہ دے تو ہم اللہ تعالیٰ کا کیا بگاڑ سکتے ہیں؟ بلکہ اس کے لئے تو ہمیں کسی بھی نعمت سے نوازنا ضروری نہیں ہے لیکن اس نے اپنی مہربانی سے انسان کو اولاد جیسی نعمت دی جس کو دیکھ کر آدمی کے دل کو سرور اور اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے اور پھر اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کی اولاد کو حافظ بنایا ہو عالم بنایا ہو یا کم از کم جن لوگوں کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے فرمانبردار بنایا ہو تو اس کو دیکھ کر آدمی کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور بڑھاپے میں بھی وہ اپنے بڑھاپے کے تمام غم بھول جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میری اولاد کا سکھ میرا سکھ ہے میری اولاد کا سکون میرا سکون ہے۔

جتنی بڑی نعمت اتنی بڑی قدردانی

اولاد اللہ تعالی کی اتنی بڑی نعمت ہے لیکن ایک بات یاد رکھو کہ اللہ تعالی کی جونعمت جتنی بڑی اس نعمت کی قدردانی بھی اتنی ہی بڑی ہوتی ہے، جو چیز جتنی زیادہ قیمتی اس کوسنبھالنا بھی اتنا ہی زیادہ قیمتی ہوتا ہے معمولی سی چیز کواگر آدمی توڑ دے تو اسکی تلافی ہوسکتی ہے لیکن بڑی نعمت ہے اوراس نے اس کی قدر نہیں کی بڑی نعمت ہے اوراس نے اس کا کما حقہ حق ادا نہیں کیا تو اللہ تعالی کی طرف سے اس پر پکڑ بھی اتنی ہی خطرناک ہوتی ہے اس لئے قرآن مجید نے اہل ایمان کواولاد کے سلسلہ میں ڈرایا ہے قرآن مجید نے اہل ایمان کوجھنجھوڑا ہے اللہ تعالی نے ان کو متوجہ رہنے کے لئے کہا ہے اور فرمایا کہ، یَاایُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُو اقُوا اَنفُسَکُم وَاَهلِیکُم نَارًا ، کہ اے ایمان والو! سب سے پہلے اپنی ذات کواور پھر اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کی پوری پوری کوشش کرو، باہر کے حال کی بعد میں فکر کرو پہلے اپنے گھر کا حال دیکھنا چاہئے انسان کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہیکہ وہ اپنی ذات کوجہنم کی آگ سے بچائے اور دوسرے نمبر پر اپنے گھر والوں کو بچائے اپنی بیوی کواپنے بچوں کو بچائیں۔

آپ ﷺ کا قریبی رشتہ داروں کوڈرانا

بلکہ اگر سیرت کا مطالعہ کیا جائے اور حضور ﷺ کی دعوت کے اسٹیپ کو دیکھا جائے قرآن مجید نے جب جناب نبی اکرم ﷺ کو دعوت وتبلیغ کے میدان

میں اترنے کا حکم دیا تو سب سے پہلے فرمایا کہ، وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ کہ جتنے قریبی رشتہ دار ہیں انکو تم ڈرانا شروع کرو،تمہاری تبلیغ اور تمہاری دعوت اور تم جتنی بھی نصیحتیں کرنا چاہتے ہو سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کو کرو۔

چنانچہ جیسے ہی یہ آیت کریمہ اتری حضور ﷺ نے کوہ صفا کا انتخاب فرمایا صفا کی پہاڑی پر حضور اکرم ﷺ تشریف لے گئے اپنے چچا اپنی بیٹی اپنی پھوپھی اور جتنے بھی قریبی رشتہ دار تھے سب کو پکار پکار کر کہا کہ، لَااُغْنِی عَنْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ شَیْئًا ،حضرت فاطمہ کا بھی نام لیا کہ فاطمہ تو میری جگر گوشہ صحیح ،تو میرے دل کا ٹکڑا صحیح ،مگر میں صاف کہہ دیتا ہوں کہ تیرے باپ کا نبی اور رسول ہونا تجھے قیامت کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا میرے چچا میری پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب انہیں بھی مخاطب ہو کر اللہ کے رسول ﷺ نے اسلام کی دعوت دی ماننا نہ ماننا مخاطب کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کیجئے

اور سولھویں پارے کے سورہ طہٰ میں حضور اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے اسی بات کو کہا گیا ہے کہ، وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُکَ، کہ اے محمد اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور خود بھی نماز پر جمے رہو، ہم تم سے نہیں کہتے کہ تم ہم کو روزی دو، یا ہمارے فرائض میں تم دخل اندازی کرو بلکہ ہم تمہیں روزی دینے والے ہیں اپنی اولاد کی روزی میں اتنے مت پڑے رہو کہ کبھی آپ کو اپنے بچوں کے ساتھ ایک گھنٹہ بیٹھنے کا بھی موقع نہ ملے۔

قرآن مجید کی ان آیات میں کیا ربط ہے؟ آپ ذرا اس پر غور کیجئے کہ بال بچوں کو نماز کا حکم دینے اور روزی کے مسئلہ میں کیا تعلق ہے، ہمیں تو کچھ تعلق نظر نہیں آتا ہے لیکن قرآن پاک کی ہر آیت ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی ہے جس کو علماء مفسرین کھولتے ہیں چنانچہ علماء نے فرمایا کہ اپنے بال بچوں کو نماز کی تلقین کروانکی تربیت کے اندر اپنا وقت لگاؤ اپنے بال بچوں کے ساتھ اٹھو بیٹھو، جیسے تم دنیا کے حالات کے اعتبار سے ان بال بچوں کے ساتھ ان کا مستقبل بہت تابناک دیکھنا چاہتے ہو تمہاری غیرت کو یہ گوارہ نہیں کرنا چاہئیے کہ تمہاری ال اولاد کہیں آخرت میں جہنمی نہ بن جائے تمہیں اپنے بچوں کی روزی کے تعلق سے فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں ہے ہم تمہیں روزی دیتے ہیں تم ان کی اصلاح پر توجہ دو ان کی نماز پر توجہ دو یہ ربط ہے روزی کے اور نماز کے حکم کے تعلق میں۔

اپنے بچوں کے لئے وقت نکالئے

آج ہم لوگوں کا حال یہ کہ ہم اپنے بال بچوں کے لئے دن بھر کی محنتیں کرتے رہتے ہیں بالخصوص اس ملک میں جب سے میں آرہا ہوں میں برابر دیکھ رہا ہوں کہ یہاں کے لوگوں کو اپنے بال بچوں کے ساتھ بیٹھنے کا بالکل موقع نہیں ہے اور نہ موقع نکالنے کی کوشش کرتے ہیں بس گئے کام پر صبح بھی شام بھی اور ماؤں کو بھی کام پر لگا دیا جاتا ہے بچیوں کو بھی کام پر لگا دیا جاتا ہے اس بچہ کو نہ باپ کا پیار ملتا ہے نہ ماں کا پیار ملتا ہے آپ بڑے ہونے کے بعد ان بچوں سے کیا امید رکھ سکتے ہیں جس بچہ کو ماں نے اپنی چھاتی سے نہ لگایا ہو، اور اس بچہ کو باہر کی دودھ کی بوتل پر ہی پروان

چڑھایا ہو، اور وہ بچہ بچپن سے اپنی ماں کی گود کے ساتھ ملا ہی نہیں ہے تو اس ماں کی محبت اس بچہ کے دل میں کیسے پیدا ہوگی؟ وہ اپنے بڑھاپے میں اس بچہ سے کیا امید کر سکتی ہے؟ جس کو کسی نے اس طرح کہا ہے کہ۔

اولاد میں کیا بو آئے ماں باپ کے اطوار کی
دودھ ہے ڈبہ کا اور تعلیم ہے سرکار کی

پھر یہی اولاد اور یہی لڑکے اور لڑکیاں آپ کو اپنے بستر پر سلاتے ہوئے باہر چلے جائیں گے اور افسوس کا ہاتھ ملے بغیر انسان کچھ نہیں کر سکتا، اس میں سب سے پہلا قصور ہمارا اور آپ کا ہے سب سے پہلی بنیادی غلطی ہم کرتے ہیں ورنہ اسی ملک میں میں نے ان خوش نصیب اور سعادت مند لوگوں کو بھی دیکھا ہے کہ وہ دنیا بھی کماتے ہیں اور اپنی اولاد کو ٹائم بھی دیتے ہیں اپنی اولاد کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے بھی ہیں کئی لوگ ایسے ہیں جنہوں نے تھوڑی روزی پر قناعت کی اور ہر طرف سے دائیں بائیں اوپر نیچے سے لینے کے بجائے اپنی بیوی کو گھر کی زینت بنا کر اور اپنے بچوں کی تربیت کے پیچھے لگا کر رکھا، تو انشاء اللہ ان کی اولاد ایک نورانی اولاد ہوگی یوروپ جیسے ملک میں بھی جہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہے لیکن توجہ کی برکت سے ان کی اولاد ایک نورانی اولاد ہوتی ہے یہ ماں باپ کی محنت کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔

والدین کے اخلاق کا اثر بچوں پر پڑتا ہے

ہم یہ نہ سمجھیں کہ بچے بڑے ہوئے ہم نے ان کو مدرسہ میں بھیج دیا اور بس کافی ہو گیا استاذ کے ساتھ بچہ کتنی مدت رہتا ہے پورے دن میں دو یا تین گھنٹہ رہتا

ہے اور وہ بھی صرف آپ کا بچہ نہیں ہوتا ہے ایک کلاس میں کبھی بیس تیس بچے ہوتے ہیں کبھی پچاس بچے ہوتے ہیں اسکول میں آپ کا بچہ کتنی دیر رہے گا وہ وہاں کی ادائیں کم اور آپ کی اداؤں کو زیادہ دیکھتا ہے ہمارے علماء نے تو یہاں تک لکھا ہے اور ڈاکٹروں نے بھی اس کی تصدیق کی ہے جب سے بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اس وقت سے اس کے اوپر ماں باپ کے اخلاق کا اثر پڑتا ہے ابھی بچہ دنیا میں نہیں آیا ابھی وہ ماں کے پیٹ میں ہے پروان چڑھ رہا ہے لیکن اس کے باوجود ماں باپ کے جو اخلاق ہوتے ہیں وہ بچہ کے اندر پیدا ہوتے ہیں۔

جیسی ماں ویسا بچہ

حضرت تھانوی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ کسی زمانہ میں ایک حاملہ عورت نے اپنے پڑوس کے گھر سے ایک ٹکڑا کسی چیز کا چرالیا تھا تو اس کا بچہ چور ہی پیدا ہوا اپنے بچوں پر اس کا اثر پڑتا ہے لیکن وہ ماں جس نے اپنی حالت حمل میں اگر قرآن پاک کی تلاوت کی تو وہ بچہ بھی اندر قرآن پاک سنتا ہے حضرت امام بخاریؒ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالی نے آپ کو اتنی بڑی جو فضیلت عطا فرمائی ہے اس کا کیا راز ہے؟ حضرت امام بخاریؒ نے فرمایا کہ میری والدہ نے فرمایا کہ بیٹے میں نے تجھے کبھی بغیر وضو کے دودھ نہیں پلایا ہے وضو کرنے میں دو منٹ لگتے ہیں لیکن اگر پاکی صفائی کے ساتھ اپنے بچے کو دودھ پلایا تو یہی بچہ پوری دنیا کو پاک کرنے کا ذریعہ بنتا ہے یہ بچہ پوری دنیا کے لئے تزکیہ کا ذریعہ بنتا ہے اور اس بات کا اثر ماں اپنے بچے کو وضو کے ساتھ دودھ پلائے کیا ہوتا ہے امام بخاری کی کتاب **الجامع الصحیح للامام البخاری** کو دیکھ لیجئے کہ اس کا کتنا بڑا مقام ہے۔

اسماعیل علیہ السلام کی صفات

اس لئے اس زمانہ میں سب سے بڑی اس بات کی ضرورت ہے کہ اپنی اولاد کے پیچھے وقت لگاؤ اپنی اولاد کی پوری پوری رعایت کرو اور حضرت اسماعیلؑ کے واقعہ کو یاد کرو، قرآن نے یاد کرنے کا حکم دیا ہے کہ، وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمَاعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا حضور اکرم ﷺ کو قرآن پاک نے کہا کہ اے محمد ﷺ آپ اسماعیل علیہ السلام کی حالت یاد کرو اور لوگوں کو سناؤ کہ اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام وعدہ کے سچے تھے جو بولتے تھے سچ بولتے تھے جس سے جو وعدہ کرتے تھے سچ کرتے تھے وہ اللہ کے رسول اور نبی تھے اور خاص طور پر ان کی صفت یہ تھی کہ وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیا کرتے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا اللہ کی نظر میں وہ بہت ہی پسندیدہ ہو گئے۔

مرد حضرات توجہ نہیں دیتے

لیکن ہماری حالت ایسی ہے کہ ہم کونسے منہ اپنی بیوی کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ تو اوابین کی نماز پڑھ یا تو تہجد کی نماز پڑھ، اس لئے کہ وہ تو شاید پڑھتی ہوگی لیکن یہ حضرت نہیں پڑھتے ہیں، میں اس بات کو برابر سمجھتا ہوں کہ اب عورتوں میں دینداری زیادہ آرہی ہے عورتوں میں بچوں کی فکر زیادہ آرہی ہے اور یہ مرد ایسا سمجھتا ہے کہ میں تو پیسے چھاپنے کی مشین ہوں میرا تو کام یہ ہے کہ میں ہر طرف سے مال بٹورنے کی کوشش کرتا رہوں۔

روزی کے لئے بچوں کا حق نہ ماریں

میرے بھائیو۔روزی جتنی اللہ تعالی نے مقدر کی ہے اتنی مل کر رہے گی دنیا میں آنے والا بچہ اپنی روزی لیکر آتا ہے اپنا رزق لیکر آتا ہے اس روزی کی وجہ سے ہمیں اپنے بال بچوں کا حق نہیں مارنا چاہیئے ہم دن رات کام میں ہی لگے ہوئے ہیں بچوں کی ہمیں کوئی فکر نہیں ہے میرے بھائیو حدیث قدسی میں آیا کہ، اِنَّ نَفْسًا لَّنْ تَمُوتَ حَتّٰی تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا اَلا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ، حضور ﷺ نے کتنے اچھے طریقہ سے سمجھایا کہ کوئی انسان اس دنیا سے نہیں جاسکتا یہاں تک کہ وہ اپنی پوری پوری روزی حاصل نہیں کرلیتا وہ نہیں مرسکتا۔جتنی آدمی کے مقدر میں روزی لکھی جاچکی ہے جب تک اس کو نہیں ملتی آدمی کی موت آہی نہیں سکتی ہے اس لئے فرمایا کہ ذرا بچ بچ کر رہو، اور روزی کے اختصار میں اور روزی کے کم کرنے کی کوشش کرو یہ نہیں کہ چوبیس گھنٹہ اسی میں لگے ہوئے ہوں صبح میں جب جارہے ہیں تو بچہ سویا ہوا ہے اور شام کو جب آرہے ہیں تو بچہ سویا ہوا ہے سالہا سال بچوں کو باپ کی شکل وصورت نہیں دِکھتی ہے اور یہ بچوں پر ظلم ہے ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ بچوں کو دیکھ کر دل بہلا لینے کا ،اور کبھی سنڈے کو مارکیٹ میں لے گئے تو سمجھتے ہیں کہ میں اس کو مارکیٹ میں لے گیا میں نے ان کا حق ادا کردیا۔

بچوں کے لئے بہترین تحفہ

میرے بھائیو۔حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں مشکوۃ شریف کی روایت ہے کہ باپ کی طرف سے اپنی اولاد کو سب سے اچھا دیا جانے والا

ہدیہ اگر کوئی ہے تو وہ اس کی اچھی اور اسلامی تربیت ہے، باپ کتنا بھی بڑا ہدیہ دے لیکن اسلام کی نظر میں سب سے اچھا ہدیہ اپنے بچے کی تریت ہے آج کل اگر کوئی اپنے بچہ کو ہدیہ دیتا ہے تو کیا دیتا ہے؟ کوئی تین ہزار کی سائیکل دے گا کوئی اچھا اور عمدہ لباس دے گا وہ تو اس کا حق ہے وہ کیا ہدیہ ہوا، اگر کچھ ہدیہ دینے کے قابل اور سب سے بہترین ہدیہ ہے تو وہ بچوں کی اسلامی تربیت ہے۔

تربیت کے فضائل

اور بچوں کی اچھی تربیت کرنے پر حضور اکرم ﷺ نے کتنے اچھے اچھے وعدے فرمائے ہیں چنانچہ فرمایا کہ کسی نے اپنے بچی کی اچھی تربیت کی، وقت آنے پر اس کی شادی کردی حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میری طرف سے اس کو جنت کی بشارت ہے تو بچوں اور بچیوں کو ہمیں اچھی تربیت کے ساتھ علم کے زیور سے آراستہ کرنا ضروری ہے اور ہم ان بچوں کی تربیت کریں گے تو یہ تربیت مستقبل میں ہمارے ہی کام آئیگی آپ دیکھئے جو لوگ اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں ان کی تربیت کرتے ہیں تو وہ بچے ان کی کتنی خدمت کرتے ہیں ان کا ہر اعتبار سے خیال رکھیں گے انہیں بیماری کے اندر بھی کوئی تکلیف نہیں ہونے دیں گے اور اس کے بالمقابل اگر کوئی جاہل ہے اس کی تربیت نہیں ہوئی ہے تو وہ بھلے پیسے کتنے ہی دے گا لیکن اس محبت سے اس عقیدت سے نہیں پوچھے گا جو ایک تربیت یافتہ پوچھتا ہے اس لئے کہ اس کے پاس اسکے باپ کی دی ہوئی تربیت ہے۔

دنیا میں انسان کا کمال علم سے ہے

اورانسان کا اس دنیا میں اگر سب سے بڑا کوئی کمال ہوسکتا ہے تو وہ علم ہے اپنے بچوں کو دین اور دنیا دونوں کا ایجوکیشن دو، میں ایسانہیں کہتا ہوں کہ صرف دین کی ہی تعلیم دو، بلکہ میں کہتا ہوں کہ دونوں تعلیم دو، حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں ہر بچہ کا حافظ عالم مفتی قاری بننا ضروری نہیں ہے لیکن ہر بچہ کا بنیادی مسلمان بننا ضروری ہے اس کا مومن ہونا ضروری ہے دین کی اتنی تعلیم جس سے وہ حلال وحرام کی تمیز کر لے اس کو دینا ضروری ہے لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ بچہ جب نرسری سے اسکول اوراس سے تھوڑا آگے جاتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اس کو ہوم ورک اتنا دیدیا جاتا ہے اس کو مدرسہ میں جانے کا ٹائم نہیں ملتا، اب وہ دور آگیا کہ دن میں بھی اسکول اور رات میں بھی اسکول وروہ رات میں بھی ہوم ورک کرتا ہے۔

انٹرنیٹ اور میڈیا کی سازش

ہم کہتے ہیں کہ ہمارا بچہ ہوم ورک کررہا ہے وہ رات رات بھر ہوم ورک کررہاہے اور وہ کیا کرتا ہے انٹرنیٹ کا شکار ہوجاتا ہے جس سے اس کی زندگی خراب ہوجاتی ہے اور یہ انٹرنیٹ اور پرنٹ میڈیا نے ہمارے بچوں کے دماغ پر ایسی خراب پرنٹنگ کی ہے کہ وہ بچہ اپنے درس کے نام سے اپنے ہوم ورک کے نام سے اپنے نیٹ پر اپنے کمپیوٹر پر کیسے کیسے مناظر کو وہ دیکھتا ہے اور ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا ہے اس وقت جہاں انٹرنیٹ اور پرنٹ میڈیا دنیا کی بہت بڑی ایجاد ہے وہیں مسلمانوں کے لئے بہت بڑی مصیبت بھی ہے اس کے فائدوں سے کسی کو انکار نہیں ہے لیکن اس کے

بے شمار نقصانات سے بھی انکار نہیں ہے ہاں جس بچے کی تربیت اچھی ہوتی ہے اس بچہ کا ایمان اس کو اندر سے روکتا ہے کہ اسلام نے اس کو دیکھنے سے منع کیا ہے وہ فوراً بٹن بدل دیتا ہے لیکن ہمیں کچھ نہیں معلوم کہ ہماری اولاد کہاں جا رہی ہے ہماری اولاد کیا کر رہی ہے۔

پیسوں کی کثرت گناہ کی کثرت

اور ہم تو بس یہی سمجھتے ہیں کہ بچوں کو پیسے دیتے رہو ان کا حق ادا ہوتا رہے گا، اور یہ جتنے زیادہ اس کو پیسے دیتا ہے اتنا زیادہ اس کو بگاڑتا ہے اس لئے کہ دیکھو آپ کے پاس پیسہ ہے آپ اس بچہ کو پیسہ دے رہے ہیں اب وہ بچہ پیسہ کا استعمال غلط کرتا ہے پکچر میں جائیگا شراب نوشی کا عادی بنے گا سینیما بینی کرے گا اور بھی دوسرے بچوں کو اپنے ساتھ ملائے گا تو ان سب چیزوں کا خلاصہ یہ ہے کہ پیسہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے اگر ہم پیسہ دے بھی رہے ہیں تو اس کی مکمل نگرانی رکھیں۔

علم باعمل اسلام کا پہلا پیغام

سب سے بڑا تحفہ اگر بچہ کو دیا جا سکتا ہے تو وہ ایجوکیشن کا تحفہ ہے وہ علم کا تحفہ ہے اور یہ علم ایسا تحفہ ہے میرے بھائیو۔ کہ اسلام کا سب سے پہلا پیغام جو حضور اکرم ﷺ نے اس امت کو دیا وہ علم کا تحفہ ہے، نہ نماز پڑھنے کا دیا نہ روزہ کا دیا نہ حج کا دیا اور نہ زکوۃ کا تحفہ دیا سب سے پہلا جو تحفہ اس امت کو دیا اور اسلام کی تعلیمات کا آغاز اور اس کی ابتدا ہی ایجوکیشن اور تعلیم کے نام سے ہوتی ہے سب سے پہلی وحی جو نازل ہوئی آپ لوگوں کو معلوم ہے وہ ہے اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ اور اقرا کا

معنی ہوتا ہے پڑھو۔ اسلام کی ابتدا اسلام کا آغاز تعلیم سے ہو رہا ہے لیکن کمال ہے اللہ تعالی کے کلام کا کہ اس نے صرف پڑھنے کے لئے نہیں کہا ساتھ میں ایک جامع لفظ بڑھا دیا ہے، بِا سْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَق، کہ پڑھتے پڑھتے ایجوکیشن حاصل کرتے کرتے اپنے رب کا تصور ذہن میں ہمیشہ ہونا ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ آدمی تعلیم کے میدان میں آگے بڑھتا جائے اور اللہ تعالی سے دور ہٹتا جائے اس لئے اللہ تعالی نے پڑھنے کا حکم دیتے وقت اپنا پورا تعارف کروا دیا ہے کہ پڑھو لیکن اس رب کے نام سے پڑھو جس نے تم کو پیدا کیا ہے، اسلام کی نظر میں تعلیم کوئی اہم چیز نہیں ہے ایسا کہنا غلط بات ہے وہ لوگ غلط فہمی میں مبتلاء ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام تعلیم سے روکتا ہے، وہ لوگ اسلام کو صحیح سمجھتے ہی نہیں ہیں۔

اسلام نے تو اس قلم کی قسم کھائی ہے جس قلم پر تعلیم اور ایجوکیشن کی بنیاد ہے انتیسویں پارے کی دوسرے نمبر کی سورۃ میں فرمایا۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ، اور اسی اِقرأ والی سورۃ میں فرمایا کہ اَلَّذِی عَلَّمَ بِا لْقلم عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ،تو پڑھنے کو بھی کہا لکھنے کو بھی کہا، انسان کا سب سے بڑا زیور جس کی وجہ سے وہ دنیا کے اندر فضیلت حاصل کرسکتا ہے وہ اس کی پڑھائی اور لکھائی ہے۔

اللہ تعالی نے حضرت آدمؑ کو علم سکھایا تھا

اور یہی تو چیز تھی میرے بھائیو۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالی نے فرشتوں کو خاموش کر دیا تھا جب اللہ تعالی نے حضرت آدمؑ کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں نے کہا کہ اے اللہ آپ آدمؑ کو کیوں پیدا کر رہے ہیں؟ ہم آپ کی تسبیح بیان

کرنے والے ہیں ہم آپ کی عبادت کرنے والے ہیں اتنی عبادت کرتے اتنی عبادت کرتے ہیں کہ روزانہ ستر ہزار فرشتے عرش کا طواف کرتے ہیں اور پھر دوسری مرتبہ ان کی باری نہیں آتی تو انہوں نے کہا کہ، وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ ، تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ آدم اور اسکی اولاد کے اندر کیا کمال ہے تمہیں کیا معلوم ہے تمہارا تسبیح کرنا کوئی کمال کی بات نہیں۔ اس لئے کہ فرشتوں میں گناہ کرنے کی سکت اور طاقت ہی نہیں ہے، ایک آدمی اندھا ہے یا اسکی نظر بالکل کمزور ہے اور اس کے سامنے سے کوئی لڑکی گزرے اور وہ کہے کہ دیکھی میری بزرگی میں نے اس کی طرف دیکھا ہی نہیں، تو ہم کہیں گے کہ اس میں کونسی کمال کی بات ہے اس لئے کہ پاور ہی نہیں ہے وہ دیکھ ہی نہیں سکتا ہے۔

ایک آدمی کو ہاتھ ہی نہیں ہے اور وہ کہے کہ میں نے کسی کو کبھی نہیں مارا ہے تو اس کے پاس مارنے کے لئے ہاتھ ہی کہاں ہیں؟ کمال تو آنکھ والے کا ہے کہ آنکھ ہونے کے باجود نہ دیکھے اور کمال ہاتھ والے کا ہے کہ ہاتھ ہونے کے باوجود کسی کو نہ مارے ایسے ہی اللہ تعالی نے فرشتوں کے اندر گناہ کرنے کا مادہ ہی نہیں رکھا ہے لہذا اگر وہ اللہ تعالی کی تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں تو یہ اتنے کوئی کمال کی بات بھی نہیں ہے ان کو تو اس کے بغیر دوسرا کوئی کام ہی نہیں ہے ان کے اندر نہ نفسانیت ہے، نہ شیطانیت ہے، نہ خواہش ہے یہ تو انسان کا کمال ہے کہ ایک طرف نفس ہے اور ایک طرف شیطان ہے دونوں برابر کھینچ رہے ہیں اور انسان بیچ کے راستہ سے اللہ تعالی کی اطاعت کرتا ہے یہ اس کا کمال ہے تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ اِنِّی اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ کہ میں جانتا ہوں

کہ آدم کے اندر کیا خوبیاں ہیں وہ کیا خوبی تھی؟ وہ خوبی علم ہے وہ قوت اور وہ طاقت ہے جس کے ذریعہ وہ اچھائی اور برائی کے درمیان فرق کرتا ہے حلال اور حرام کے درمیان فرق کرتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب فرشتوں نے میرے سامنے یہ آواز اٹھائی کہ یہ آپ کیسی مخلوق پیدا فرما رہے ہیں جو دنیا میں جا کر جنگ کرے گی آپس میں لڑے گی ایک دوسرے کا خون بہائیگی ہم تیری تسبیح کرنے کے لئے کافی ہیں اللہ تعالیٰ نے دوسری طرف حضرت آدمؑ کو قیامت تک آنے والی چیزوں میں سے ہر ایک کا نام سکھلا دیا۔

اب اللہ تعالیٰ نے دونوں کو امتحان ہال میں بلایا حضرت آدمؑ کو بھی بلایا اور فرشتوں کو بھی بلایا اس لئے کہ حضرت آدمؑ کو اول نمبر دینا تھا چنانچہ پہلے فرشتوں سے پوچھا کہ یہ سب چیزوں کے نام بتاؤ اس کو چمچہ بولتے ہیں اسکو ہانڈی بولتے ہیں اس کو کیا بولتے ہیں؟ (اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ چمچوں کو تو لٹکایا ہی جاتا ہے پتہ چلا کہ چمچوں کو یعنی چاپلوسی کرنے والوں کو عزت نہیں دینی ہے بلکہ ان کو بھی لٹکانا ہی چاہیئے) تو حضرت آدمؑ نے اللہ تعالیٰ کے پوچھنے پر سب کچھ بتلا دیا فرشتے نہیں بتلا سکے وہ فوراً بول اٹھے کہ سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ کہ اے اللہ آپ کی ذات پاک ہے ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں جتنا آپ نے ہم کو سکھلایا ہے اب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو بلایا اور فرمایا کہ آدم ذرا ان سب چیزوں کے نام بتاؤ؟ حضرت آدمؑ نے فوراً بیان کرنا شروع کر دیا اللہ تعالیٰ نے

فرشتوں سے فرمایا کہ دیکھا میں نے تم کو کہا تھا اس چیز میں تم مار کھا گئے اور آدم کو دنیا میں جا کر یہی تو کام کرنا ہے۔

پتہ چلا کہ دنیا میں جا کر خلیفہ بننے کی بنیاد نائب بننے کی بنیاد عبادت نہیں ہے بلکہ علم ہے بزرگوں کی بہت قیمتی بات میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ اس دنیا میں اللہ تعالی نے حضرت آدمؑ کو اپنا نائب بنایا ہے، اور انسان کو اس دنیا میں اللہ تعالی نے اپنا نائب بنایا ہے قرآن مجید نے فرمایا کہ، **وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً** ، کہ اللہ تعالی نے اس دنیا میں انسان کو اپنا نائب بنایا ہے اپنی جگہ پر اللہ تعالی نے اس دنیا میں انسان کو بھیجا ہے اسکو سب سے بڑی جو چیز دی ہے وہ علم ہے انسان کو سب سے بڑی خوبی علم کی دی گئی گھر بنانے کی نہیں وہ تو جانور بھی بناتے ہیں اور ایسا بناتے ہیں کہ بڑے بڑے آرٹیکل فیل ہو جائیں گے وہ خوبی میڈیکل کی نہیں اس لئے کہ جانور بھی ایسا میڈیکل جانتے ہیں کہ کیا ہم اور آپ جانیں گے بلکہ انسان کو میڈیکل کی دنیا میں جانور کا سہارا لینا پڑتا ہے کہ آپریشن کی پریکٹیکل ہی مینڈک سے ہوتی ہے نہ کہ جانور کو انسان کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

واقعہ

ایک جگہ کا واقعہ ہے کہ کسی گاؤں میں بندر بہت آتے تھے بستی والوں نے روٹیوں میں زہر ملا کر رکھدیا اب بندر آئے اور انہوں نے دیکھا کہ آج خلاف معمول روٹیاں پڑی ہوئی ہیں روزانہ تو ہمیں چھیننے کی ضرورت پڑتی ہے لیکن آج تو پہلے سے ہی موجود ہیں انہوں اپنے دل میں سوچا کہ ضرور دال میں کچھ کالا ہے چنانچہ ان

بندروں نے روٹیاں سونگھی تو انہیں اندر زہر کی آمیزش کا اندازہ ہوا وہ سب کے سب جنگل میں گئے۔ اور وہاں سے انہوں نے جڑی بوٹی جس کو آپ کے یہاں ہربل کہتے ہیں اس کو توڑ کر لائے اور ایک ہاتھ میں وہ جڑی بوٹی رکھتے تھے اور دوسرے ہاتھ سے روٹی کھاتے تھے اور بستی والوں کو چڑا چڑا کر کھاتے تھے کہ ایک لقمہ روٹی کا اور دوسرا لقمہ اس جڑی بوٹی کا کھاتے تھے جو زہر کو توڑنے والی تھی اب سب حیران رہ گئے تو میڈیکل ہم سے اچھا تو جانور بھی جانتے ہیں یہ کوئی کمال نہیں ہے کمال تو میرے بھائیو علم ہے کہ اس دنیا میں حضرت انسان کو علم دیا گیا۔

بے علم حضرات کا انجام

اگر اس انسان کے پاس علم نہیں ہے اگر اس کے پاس قوت تمیز نہیں ہے دو چیزوں کے درمیان فرق کرنے کی طاقت نہیں ہے تو ایسا انسان وہ ہے جس کو قرآن پاک ایک جگہ پر کہتا ہے کہ، **لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا اُوْلٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ** ، قرآن پاک نے دھتکار دیا اور کہا کہ جو لوگ دین کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے ہیں ان کا انجام ایسا ہے کہ ان کے پاس دل تو ہے مگر سمجھتا نہیں آنکھ تو ہے مگر دیکھنے کی چیزوں کو نہیں دیکھتا اور نہ دیکھنے کی چیزوں کو دیکھتا ہے کان تو ہے مگر سننے کی چیزوں کو نہیں سنتا ہے اور نہ سننے کی چیزوں کو سنتا ہے قرآن پاک کہتا ہے کہ ایسے لوگ جانور تو کیا جانور سے بھی بدتر ہیں کیوں جانور سے بدتر ہیں؟ اس لئے کہ جانور اپنے نفع اور نقصان کو سمجھتا ہے وہ کچھ کھاتا ہے تو پہلے سونگھتا ہے کہ صحیح ہے یا نہیں۔

اور جب انسان نیچے اترتا ہے تو ایسا اترتا ہے کہ نفع اور نقصان کی طرف نظر بھی نہیں کرتا ہے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سب سے بڑی زینت سب سے بڑی دولت جو آپ اپنے بچے کو دے سکتے ہیں وہ علم ہے وہ ایجوکیشن ہے وہ اللہ تعالی کے ساتھ کا تعلق ہے آپ اپنے بچے کو ڈاکٹر بھی بنائیے اس کو وکیل بھی بنائیے سولی سیٹر بھی بنائیے اوراس کو دنیا کا ایجوکیٹیٹ شخص بنائیے مگر ساتھ ساتھ اس کو اسلام کی بنیادی تعلیم دینا بھی مت بھولئے اللہ جزائے خیر دے ان حضرات کو بھی اور ان دوستوں کو جو ایسے ملک میں رہ کر بھی اسلامی مدارس کا تصور کر کے برابر اس کے پیچھے محنت کرتے رہتے ہیں، اور گلوسٹر کے بھائیوں کو تو میں خاص طور پر مبارکباد دیتا ہوں کہ ان کی کوششوں سے یہاں ایک اسلامی اسکول وجود میں آئی جہاں چھوٹے بچے اور بڑے بھی ماشاء اللہ دینی تعلیم حاصل کرتے رہتے ہیں۔

لیکن جب میں نے پتہ لگایا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہاں پڑھنے کے لئے باہر سے لوگ زیادہ آتے ہیں اور شہر کے لوگ کم فائدہ اٹھاتے ہیں ہم لوگوں کو اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے ہم یہ نہ سمجھیں کہ حکومت کے اسکولوں میں ہمارے بچوں کو مفت تعلیم ملتی ہے، میرے بھائیو آپ سمجھو یا نہ سمجھو لیکن اس مفت تعلیم کے پیچھے آپ کے بچوں کی (BRAIN WASH) اسلام کے خلاف ذہن سازی کی جاتی ہے جس کی طرف ہمارا ذہن بھی نہیں جاتا ہے بچے کا ذہن کوری سلیٹ کی طرح ہوتا ہے۔

اسلام کے خلاف سازش کا واقعہ

میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں آپ سوچتے رہ جانا کہ کیسا خطرناک واقعہ ہے ہندوستان میں ایک اخبار نکلتا ہے ٹائمز آف انڈیا میرے خیال سے انٹرنیٹ پر بھی

آتا ہوگا اور آپ حضرات نے اس پر اس کو پڑھا بھی ہوگا جنکے بچے ابھی پیدا ہو رہے ہیں وہ بھی اور سب اس واقعہ کو غور سے سنیں تو اس ٹائمز آف انڈیا میں مدراس کے ایک بہت بڑے ریسرچ کرنے والے نے اپنی ایڈیٹوریل کالم لکھی تھی اس میں اس نے یہ لکھا ہے کہ ہندوستان اسرائیل امریکہ اور برٹین یہ چار ملکوں کے لوگوں نے باقاعدہ بیٹھ کے اس بات پر تحقیق اور ریسرچ کیا کہ مسلمان کو اتنا زیادہ دبایا جاتا ہے اس کو دینداری کی بنا پر اتنا زیادہ مارا جاتا ہے ڈاڑھی ٹوپی کے اوپر اس کو مارا جاتا ہے مزید فسادات وغیرہ میں اگر وہ مسلمان نکلا تو اسکو مارا جاتا ہے اس کو کاٹا جاتا ہے پوری دنیا میں مسلمانوں کو مارا جاتا ہے پھر بھی کیا بات ہے کہ آج تک کوئی مسلمان اپنے مذہب سے نعوذ باللہ مرتد نہیں بنا وہ اسلام کو چھوڑ کر دوسرا مذہب کیوں اختیار نہیں کرتا ہے؟ اور اس بات کا الحمدللہ چیلینج بھی ہے دیکھو اسلام جس کے دل میں گھر کر جاتا ہے وہ آدمی اپنی جان تو دے سکتا ہے لیکن اسلام کو نہیں چھوڑ سکتا دنیا میں آپ دیکھئے کتنے مظالم ہو رہے ہیں مسلمانوں کو مارا جا رہا ہے لیکن ایک نے بھی اپنا مذہب نہیں چھوڑا بلکہ اس کے برعکس ہزاروں کی تعداد میں لوگ اسلام کے اندر داخل ہو رہے ہیں تو ان لوگوں کو سوال پیدا ہوا کہ ایسا کیوں؟ کہ اتنے زیادہ ظلم وستم کے باوجود اسلام سے کوئی مسلمان نہیں پھرتا ہے اب ہر ایک اپنی اپنی رائے دے رہا ہے ایک بہت بڑا اسکالر تھا اس نے کہا کہ تمہاری سمجھ میں آئے یا نہ آئے ایک بات ہے کہ جب مسلمان کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جاتی ہے جو ان کے پیغمبر نے ان کو سکھلایا ہے۔

بس وہ پہلی آواز اس کان کے ذریعہ ان کے دل پر ایسی پڑتی ہے کہ دنیا کی تمام چیزیں اس آواز پر پردہ تو ڈال سکتی ہیں لیکن اس آواز کو مٹا نہیں سکتی کسی چیز پر پردہ تو ڈالا جاسکتا ہے اس کو چھپایا جاسکتا ہے لیکن پردہ ہٹا دو تو وہ چیز پھر نکل کر آئیگی اب اس رائے کے بعد ان سب نے اس کو قبول کیا کہ ہاں یہی بات ہے کہ اس کے کان میں سب سے پہلے دنیا میں آنے کے بعد ایک کان میں اللہ تعالی کی توحید اور دوسرے کان میں اقامت کہی جاتی ہے، تو وہ چھوٹے بچے کے قلب اور اس کے دل کے اوپر برابر جم جاتا ہے۔

انہوں نے کہا جب یہی بات ہے تو اس کے لئے کوئی توڑ پیدا کرنا چاہئیے یہ لوگ تو ایسی ہی چیزوں پر ریسرچ کرتے رہتے ہیں اور ہم لوگ ہیں کہ لحاف اوڑھ اوڑھ کر سوتے رہتے ہیں ہمیں اپنی کوئی فکر نہیں یہ لوگ اسلام کے مٹانے کی پوری پوری فکر میں ہیں اور ہم لوگوں کو اسلام کے بچانے کی کوئی فکر نہیں تھوڑی بہت فکر کر لی تو ایسا سمجھتے ہیں کہ ہم ماشاء اللہ بہت محنت کرتے ہیں چنانچہ ان لوگوں نے ایک اسکیم بنائی اور وہ اسکیم ہندوستان میں شروع بھی ہوگئی ہے یہاں (لندن) کا مجھے علم نہیں ہے انہوں نے یہ طے کیا کہ جتنے ڈلیوری ہاسپٹل ہیں ان ہاسپٹل میں جہاں بچہ پیدا ہوتا ہے وہاں میوزک کا انتظام کرو جب عورت سے بچہ پیدا ہونے کا وقت آئے تو اس کی چاروں دیواروں سے میوزک بجنا شروع ہو جائے جیسے بچہ پیدا ہوگا تو اس کے کان میں اذان کی آواز بعد میں جانی چاہیئے پہلے اس کے کان مین میوزک اور شیطان کی گندی آواز جانی چاہیئے تا کہ وہ اسلام کا کلمہ جو اس کے کان میں پڑتا ہے وہ دب

جائے، اور یہ اسکیم میرے بھائیو شروع بھی ہوگئی ہے۔ لیکن اللہ تعالی جزائے خیر دے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو کہ کیسی بنیاد ڈال گئے ہیں فرمایا کہ بچہ جب پیدا ہو تو اس کے کان میں اذان و اقامت کہو، اور کسی اللہ والے کے پاس لے جا کر اسکی تحنیک کرو، تحنیک یعنی وہ اللہ والا اپنے منہ میں کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبائے اور بچہ کے منہ میں ڈالدے اب پہلی بنیاد ہی جب مضبوط ہے تو اخیر تک انشاء اللہ محفوظ اور مضبوط ہی رہے گی یہ وہ چیز ہے کہ اس کی وجہ سے اس کے اسلام پر پردہ تو پڑ سکتا ہے لیکن جب وہ پردہ ہٹ جائیگا تو پھر وہ اسلام کی شان کو بتلاتا ہے۔

قیامت میں ہم سے سوال ہوگا

بہر حال میرے بھائیو۔ اولاد کی تربیت کرنا اولاد کو وقت دینا ان کی توجہ رکھنا یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے حضور اکرم ﷺ نے صاف فرمادیا ہے کہ، كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ، تم میں سے ہر آدمی ذمہ دار ہے اور قیامت کے دن اس آدمی سے اس کے ہر ماتحت آدمی یعنی جو بھی آدمی اس کی نگرانی میں ہوگا اس کے بارے میں اس سے سوال کیا جائیگا کہ تو نے اپنے بچے کے ساتھ کیا کیا؟ اس کی تو نے کیا تربیت کی؟ اس لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھیں وہ اسکول مدرسے میں کیا پڑھتے ہیں اس کو سننے کی کوشش کریں ان کی پوری تربیت کریں اور کبھی آنکھ دکھانے کی باری آئے تو آنکھ بھی دکھا دینی چاہیئے میں ہاتھ نہیں کہہ رہا ہوں آنکھ کہہ رہا ہوں کھلاتے وقت اس کو سونے کا لقمہ کھلاؤ لیکن تربیت کے اندر اس کی پوری نگرانی رکھو، ذرہ برابر بھی رعایت مت کرو، انشاء اللہ یہی اولاد بڑی

ہونے کے بعد آپ کی ایسی خدمت کرے گی کہ آپ بھی کہو گے کہ میں نے دنیا میں کچھ کام کیا ہے اور آپ بھی قبر میں تحفے لیتے لیتے تھک جاؤ گے اور یہ اولاد آپ کو تحفے بھیجتے بھیجتے نہیں تھکے گی یہ اس وقت ہوگا جب کہ آپ نے بچوں کی تربیت کی ہوگی ورنہ تو آج کل آپ دیکھتے ہیں کہ پوری بستی نماز جنازہ تو پڑھتی ہے اور مرنے والے کا بچہ ہی رومال باندھ کر ادھر کھڑا ہے کیوں؟ اسلئے کہ نماز جنازہ نہیں آتی ہے ایسا دنیا میں ہے مدرسے کے بچوں کو قرآن خوانی کرنے کے لئے بلانا پڑتا ہے کہ ہمارا باپ مرگیا ذرا اس کو ایصال ثواب کردو، اور جو گھر کا بچہ ہوتا ہے وہ رومال باندھ کر بیٹھتا ہے کہا کیوں بیٹھا ہے؟ تو کہتا ہے کہ ہم کو قرآن پاک نہیں آتا، ارے اللہ کے بندے اصل ذمہ داری تو تیری ہے۔

قرآن نے تجھے سکھلایا بھی ہے کہ تو اپنے ماں باپ کے لئے دعا کرے کہ۔ رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيۡرًا ، (اے اللہ میرے ماں باپ پر ایسے رحم فرمایا جیسے انہوں نے بچپن میں میری حفاظت فرمائی ہے) قرآن نے تو سکھایا ہے کہ تو دعا کر جیسے کہ حضرت ابراھیمؑ نے دعا کی تھی کہ، رَبَّنَا اغۡفِرۡلِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَوۡمَ يَقُوۡمُ الۡحِسَابُ (اے اللہ قیامت کے دن میری میرے ماں باپ کی اور تمام مؤمنین کی مغفرت فرمایئے) نیز حدیث پاک میں فرمایا کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے کام صرف تین چیزیں آتی ہیں جس کا ثواب اس کو پہونچتا رہتا ہے ان میں سے ایک ہے، وَلَدٌ صَالِحٌ يَدۡعُوۡ لَهٗ ، اچھا نیک بچہ مرنے کے بعد کام آئے گا جو اس کے لئے دعا کرے لیکن یہ سب کب ہوگا؟ جب ہم نے بچہ کا ذوق بنایا ہوگا۔ اللہ

کرے کہ ہم سب کے اندر یہ سب جذبات پیدا ہوں۔اللہ تعالی ہم سب کی اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔اللہ ان کو ہماری امیدوں پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔اللہ تعالی یہاں اور تمام عالم کے مسلمانوں کے ایمان اور اسلام کی حفاظت فرمائے۔۔امین

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولنا محمد وعلی واصحابہ وبارک وسلم

واٰخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عصر حاضر میں مکاتب کی اہمیت اور اس کی افادیت

حضرت کا یہ خطاب عام جالنہ بمقام پنشن پورہ میں مدرسہ تعلیم القرآن کے افتتاح کی مناسبت سے ہوا تھا جس میں دور دراز سے حضرت کے تلامذہ دوست احباب متعلقین اور بالخصوص علماء کرام کے ایک بڑے وفد نے شریک جلسہ ہو کر اکتساب فیض کیا

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستهديه ونتوكل عليه، ونعوذ با لله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا ها دى له، ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له، ونشهد ان سيدنا وشفيعنا وحبيبنا ومرشدنا ومعلمنا ومولنا محمدا عبده ورسوله ،ارسله الله تعالى الى كا فة الناس بشيرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا، صلى الله تبارک وتعالى عليه وعلى اله واصحابه وازواجه وذرياته ومن اهتدى بهديه واستن بسننته وبا رک وسلم تسليما كثيرا كثيرا،اما بعد فاعوذ با لله من الشيطن الرجيم، بسم الله الرحمن

الرحیم ،اَلَّذِینَ اٰتَینٰھُمُ الْکِتَابَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَا وَتِہٖ اُولٰٓئِکَ یُؤ مِنُونَ بِہٖ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخَاسِرُوْنَ ،وقال تعالی مَا کُنْتَ تَدْرِی مَاا لْکِتَابُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ نُوْرًا نَّھْدِی بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَا دِنَا وَاِنَّکَ لَتَھْدِی اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ، وقال تعالی اِنَّ الَّذِینَ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُورَ ،صدق اللہ مولنا العظیم وَعَنْ اَمِیْرِ الْمُومِنِینَ سَیِّدِنَا مُعَاوِیَۃَ بنِ اَبِی سُفْیَانَ وَعَنْ سَیِّدِنَا اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّینِ، صدق رسولہ النبی الامی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین، والشاکرین والحمد للہ رب العالمین.

اسٹیج پررونق افروزعلماءکرام۔مفکرین ملت۔دانشوران قوم،،میرے عزیزترین طلباء،،شہرجالنہ کےقرآن کریم کےشیدائی حضرات،،اورپس پردہ بیٹھ کراسلام اورقرآن پاک سےمحبت کاثبوت پیش کرنےوالی خواتین اسلام۔

سب سے پہلے میں اس جلسہ کے منعقد کرنے والے میرے عزیز طالبعلم اور ان کے رفقاء کارکواورشہر کے دیگرعلماء کرام اور اساتذہ کرام کو اور ان نوجوانوں کو ان مسلمانوں کو جنھوں نے قرآن کریم کی صحیح تعلیم کے لئے فکر کر کے مکا تب کو صحیح نہج پر چلانے کا بیڑا اٹھایا ان سبھی حضرات کو میں تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں ان تمام کے جذبات کی میں قدر کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ حق تعالی شانہ ان تمام حضرات کی مساعی

جمیلہ کو بابرکت بنائے پایہ تکمیل تک پہنچائے اور نظر بد سے بچا کر استقامت کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

جلسہ جلوس کا مقصد

میرے بھائیو! اس قسم کے پروگراموں کا مقصد مسلمانوں کی بیٹری کو چارج کرنا ہوتا ہے، اللہ رب العزت نے فطری طور پر اپنی معرفت اپنی پہچان، اپنی محبت، انسان کے دل میں پیدائش کے وقت ہی سے ودیعت فرما رکھی ہے، چاہے وہ کوئی بھی بچہ ہو مسلمان کے گھر میں پیدا ہوتا ہو، یا غیر مسلم کے گھر میں۔ اللہ تعالی نے عالمِ ازل میں ہم سے اور آنے والے تمام انسانوں کو جمع کر کے ان سے ایک عہد (Agriment) لیا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے بیک زبان کہا تھا کہ،، بَلٰی،، کیوں نہیں بیشک آپ ہمارے رب ہیں جی ہاں آپ نے ہی ہم کو پیدا کیا، آپ ہی ہمارے رب ہیں۔

لطیفہ

یہاں ایک لطیفہ کی بات سنیئے،، انسانوں کی زبان سے سب سے پہلا جو کلمہ نکلا تھا، وہ لفظ: بَلٰی: تھا پتہ چلا کہ اگر دنیا میں آنے کے بعد بلاؤں کا مقابلہ کرنا پڑے تو گھبرانے اور فکر کرنے کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ ہم نے پہلا کلمہ ہی بَلٰی کا کہا ہے اب یہ علماء کرام اعتراض نہ کریں کہ قرآن پاک کا بَلٰی اور ہے اور یہ مصیبت والی بلا اور ہے تو الحمدللہ میں بھی جانتا ہوں کہ قرآن پاک کا بَلٰی یہ حروف میں سے ہے، اور مصیبت والی بلا اسم میں سے ہے لیکن میں نے پہلے ہی کہدیا ہے کہ یہ ایک لطیفہ ہے، بہر حال بلائیں تو دنیا

میں آنے والی ہیں، وہ زندگی کس کام کی جس میں حالات کا مقابلہ نہ کرنا پڑتا ہو، فقیری کے بعد امیری آتی ہے تو اسی امیری کی قدر ہوتی ہے جس نے کبھی دھوپ نہ دیکھی ہو اس کو چھاؤں کی قدر کیسے ہوگی جس نے کبھی جہالت نہ دیکھی ہو اس کو علم کی قدر کیسے ہوگی۔

عقیدہ توحید فطری عقیدہ ہے

بہر حال اللہ رب العزت نے تمام انسانوں سے اپنی وحدانیت کا معاہدہ لیا ہے، اسی لئے علماء کرام نے بڑے پتہ کی بات لکھی ہے کہ عقیدہ توحید فطری ہے اسی لئے وہ مانوس عقیدہ ہے اور عقیدہ شرک غیر فطری ہے اسی لئے وہ انسان کی طبیعت سے میل نہیں کھاتا ہے توحید کو ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ فطری چیز ہے، اور ابھی گزشتہ کل ہی درس میں ایک بات آئی، حضرت امام رازیؒ کے حوالہ سے میں نے طلباء کو کہی کہ انسان کی طبیعت میں ہی توحید ہے کہ وہ ہر چیز میں ایک ہی چیز کو پسند کرتا ہے، میرا چشمہ میں اکیلا ہی پہنوں گا، میرا سگا بھائی بھی نہ پہنے، میرے کباٹ میں میرے کپڑوں کے سوا میرے باپ کے بھی کپڑے نہیں رکھے جانے چاہیئے،، بلکہ اب تو ایسے دن آرہے ہیں کہ میرے باتھ روم میں اور میرے بیت الخلاء میں میرا باپ بھی نہیں جانا چاہیئے، میرے بیڈ روم میں میرے سوا کوئی نہیں جانا چاہیئے، انسان کی طبیعت وحدانیت پسند ہے وہ ہر چیز میں اس کو پسند کرتا ہے، پتہ چلا کہ عقیدہ توحید اس کی فطرت میں ودیعت کیا گیا، لیکن بعد میں ماحول انسان کو گاڑ دیتا ہے، اَبَوَاهُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْیُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ۔

آمدم برسر مطلب یہ جو پروگرام کئے جاتے ہیں وہ اسی لئے کہ انسان اپنی فطرت پر آجائے

اور جو ماحول اس کو بگاڑنے کی کوشش کرتا ہے خدا فراموشی کی طرف اس کو لے جاتا ہے،قرآن سے غفلت کی طرف اللہ تعالی سے دوری کی طرف ماحول جواس کو لے جاتا ہے،اس طریقہ سے اس کی بیٹری ریچارج کر کے انسان کواس کی فطرت پر رکھا جائے یہ ان پروگراموں کا مقصد ہے، یہ دعوت وتبلیغ ، یہ مکاتب ،اور یہ مدارس،اور یہ خانقاہیں، کسی نئ چیز کوایجادنہیں کرتی ہیں بلکہ یہ اسی فطرت کی پکار ہے جس پر اللہ تعالی نے انسانوں کو پیدافرمایا ہے۔

اسلام امالہ کرتا ہے ازالہ نہیں

اور ایک بات یادرکھیئے کہ اسلام اِزالہ کرنے نہیں آیا بلکہ اِمالہ کرنے آیا ہے ،آپ متفکر نہ ہوں کہ یہ ازالہ اور امالہ کس کیپسول کا نام ہے یہ کہاں ملے گا تو یہیں ملے گا یہ روحانی کتابوں کی بات ہے،اسلام انسان کے فطری جذبات کوختم نہیں کرتا بلکہ امالہ کرتا ہے یعنی اس کو گھماتا ہے ازالہ نہیں کرتا ہے،زوال کہتے ہیں ختم کرنا اسلام انسانوں کے تقاضوں کوکبھی بھی دباتانہیں ہے انسان کی فطرت میں جتنے بھی تقاضے آتے ہیں انسان کی فطرت میں جتنے احساسات ہیں،اسلام اس کوختم نہیں کرتا ہے بلکہ اس کی قدر کرتا ہے ہاں ایک بات ہے کہ اسلام اس کوموڑتا ہے،اس کوصیح رخ پر لے جاتا ہے،خوش ہونا انسان کا فطری تقاضا ہے،کوئی پروگرام ہو، گھر میں کوئی خوشی کا موقعہ ہو،کوئی تقریب ہوتو انسان خوشی مناتا ہےاور اسلام اس سے اس کونہیں روکتا ہے۔سال میں کچھ مواقع ایسے ہونے چاہیئے ،جس میں انسان اپنی خوشی کا اظہار کر سکے اس کا موڈ فریش ہو جائے ،لیکن اس خوشی کواسلام نے موڑا کہ حد میں رہ کرخوشی منائی جائے جناب نبی اکرم ﷺ جب مدینہ

منورہ تشریف لائے، تو نبی کریم ﷺ کو اہل مدینہ نے یوں کہا کہ اللہ کے رسول یہ مدینہ کے لوگ سال میں دو دن خوشی مناتے ہیں آپ ہمیں بھی اجازت دیجئے کہ ہم بھی کوئی خوشی منائیں اگر آج کل کی طرح کوئی ادھورا مفتی ہوتا تو انکارر کر دیتا اپنی شیخیت بگھارتا۔

آپ ﷺ کا عید کی اجازت مرحمت فرمانا

لیکن اسلام تو انسانی مزاج کی رعایت کرتا ہے وہ صرف مزاج کو ٹرن دیتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے ان صحابہ کرام کے مطالبہ پر فرمایا کہ،، **اِنَّ اللّٰہَ اَبْدَلَکُمْ بِھِمَا یَوْمَیْنِ عِیْدَ الفِطْرِ وَیَوْمَ الاَضْحٰی** ،، اللہ رب العزت نے ان دو دنوں کے بدلہ میں جس میں مدینہ کے مشرکین عید مناتے ہیں ان دو دنوں کے بدلہ میں تم کو دو دن دیئے ہیں جس میں تم خوشی منا سکتے ہو، ایک عید الفطر اور ایک عید الاضحیٰ،، اب آپ بتلا یئے حضور ﷺ نے صرف دو عیدیں بیان فرمائی، مسلمان کے لئے صرف دو عیدیں ہیں اور کون کہہ رہا ہے کوئی دیو بندی، کوئی بریلوی، کوئی تبلیغی، کوئی قاسمی کوئی مظاہری کوئی ندوی کوئی اشاعتی نہیں کہہ رہا ہے بلکہ متفق علیہ شخصیت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں، پتہ چلا کہ جو بھی تیسری عید نکالے گا وہ حضور ﷺ کے خلاف جا رہا ہے چاہے اس کا نام محبت رسول کا ہو، یا اس کا نام دین اسلام سے ہی کیوں نہ ہو، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ خود ہی فرما رہے ہیں کہ عید صرف دو ہی ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ بہر حال آپ ﷺ نے خوشی منانے کی اجازت دی، اور کتنی اجازت دی فرمایا کہ اگر کوئی شخص عید الفطر کے دن روزہ رکھتا ہے تو گنہ گار ہو گا، فرمایا کہ کھاؤ اور ابھی آگے بقر عید کے دن آرہے ہیں، ان کے بارے میں حضور ﷺ فرمایا،، **اَلا لَا تَصُومُوا فی ھٰذِہِ الایَّامِ فَاِنھا ایامُ اَکُلٍ**

وشُرُبٍ وَّبِعَالٍ ،،خبر دار ان دنوں مین روزہ مت رکھنا اس لئے کہ یہ دن کھانے پینے اور مزے اڑانے کے ہیں ،بقرعید اور اس کے بعد کے دو دن ان دنوں میں روزے رکھنا درست نہیں اس میں خوب کھاؤ پیو مزے اڑاؤ۔اچھے طریقہ سے کھاؤ پارٹی کرو،اس میں اپنے رشتہ داروں کو کھلاؤ، یہ خوشی منانے کی اجازت ہی نہیں بلکہ خوشی منانے کا حکم ہے۔

اسلام کسی کی ملکیت نہیں ہے

درمیان میں ایک بات سن لیں کہ اب تو دو چار کتابیں پڑھکر لوگوں کو مفتی بننے کا شوق ہو رہا ہے اب فتوے اتنے سستے ہو گئے ہیں کہ دو چار کتابیں پڑھ لیں تو علماء کرام کے خلاف بھی فتوی چھپنا شروع ہو جاتے ہیں یاد رکھو اسلام کوئی ایسا مذہب نہیں جس میں کوئی بھی آدمی فتوی دے۔مسائل کے باب میں کوئی مداخلت نہیں کرسکتا ہمارے مدارس میں دس سال میں بچہ مولوی بنتا ہے پھر بھی اسکو اختیار حاصل نہیں ہوتا کہ وہ فتوی دے جب تک کہ وہ افتاء میں داخلہ لے کر مفتی کورس کر کے افتاء کی شہادت حاصل نہ کرلے اس وقت تک اس کو بھی فتوی دینے کی اجازت نہیں ہے،اسلام کو سمجھنے کی کوشش کیجئے اسلام کی بہت غلط ترجمانی ہو رہی ہے۔

اور لوگوں کے ذہنوں میں اسلام کی تصویر یہ بیٹھی ہے کہ اسلام یعنی روکھا سوکھا مذہب کہ بس اتنی نمازیں پڑھو،اتنی زکوۃ دو حج کرو،اور کہا جاتا ہے کہ اسلام ماڈرن ازم سے روکتا ہے، اسلام ترقی سے روکتا ہے،اسلام خوشی منانے سے روکتا ہے،اس طرح لوگوں کے ذہنوں میں اسلام کی تصویر بیٹھی ہوئی ہے، یہ بات سراسر غلط ہے،اسلام میں دو چار کتابیں پڑھ کر فتوی دینے کی اجازت بالکل نہیں ہے اگر میں دو چار کتابیں پڑھ کر میڈیکل کی دوائی دینا

شروع کردوں تو آپ یہی کہیں گے کہ،،نیم حکیم خطرہ جان،،اسی لئے تو اس کے بعد کسی نے کہا کہ،،نیم ملا خطرہ ایمان،،

طلباء کو سب فن سکھائے جاتے ہیں

مکاتب میں انگریزی بھی سکھائی جاتی ہے،مدارس میں طلباء کو رکھ کر ربودہ نہیں بنایا جاتا ہے،آج کل بہت سے لوگ کہتے ہیں ان مدارس میں طلباء کو ربودہ بنایا جارہا ہے ان کو انگریزی نہیں سکھائی جارہی ہے،میں جو کچھ انگریزی بول رہا ہوں وہ انہیں مدارس کی دَین ہے آجائے کوئی سامنے ہم چیلینج کرتے ہیں انگریزی کے ٹیچر کا بھی قلم انگلش میں لکھنے کے لئے ہلنے لگتا ہے،لیکن مدارس کی تعلیم مضبوط تعلیم ہوتی ہے اس لئے کہ اس کے معلمین اور اس کا نصاب پورا کے پورا اخلاص پر مبنی ہوتا ہے۔

شاہ عطاء اللہ بخاریؒ نے کتنی پتہ کی بات لکھی ہے کہ مدارس اسلامیہ بیت اللہ ہیں اور اس کے معلمین رسول اللہ ہیں اس کے ممتحن اللہ ہے اور اس کی سند اللہ تعالی کی طرف سے دی جاتی ہے،مدارس میں کتاب اللہ پڑھائی جاتی ہے اب یہ کہنا کہ مدارس میں ترقی سے روکا جاتا ہے خشک بنایا جاتا ہے،تو یہ الزام ہے قرآن کریم کے اوپر،اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارا بچہ اسلامی مدرسہ میں رہ کر ترقی سے دور ہے تو ہم یہ الزام قرآن کریم کے اوپر لگا رہے ہیں ایمان کے چلے جانے کا خطرہ ہوتا ہے،ہم ان دنیا والوں سے پوچھتے ہیں کہ دنیا کو ترقی کس نے دی؟ دنیا کو پروگریس اور ڈیولپ مینٹ کس نے سکھایا؟ قرآن کریم نے سکھایا، آپ تاریخ کو پڑھتے ہیں،کہ وہ کونسی بیماری تھی جو دنیا میں نہ پائی جاتی تھی شرک تھا زنا تھا کفر تھا،جہالت تھی ماں باپ کا (Respect) احترام نہ کرنا اور دنیا میں فساد برپا کرنا

ناپ تول میں کمی کرنا ماں بہنوں کی عزتوں عصمتوں اور عفتوں کے ساتھ کھلواڑ کرنا الغرض روحانی اور جسمانی تمام بیماریاں موجود تھیں، بتلایئے کس یونیورسیٹی نے ان بیماریوں کو ختم کیا؟ آکسفورڈ یونیورسیٹی نے ختم کیا؟ کیمبرج نے ختم کیا؟ ایم ایس نے ختم کیا؟ بومبے یونیورسیٹی نے ختم کیا؟ یا پونہ نے ختم کیا؟ نہیں بلکہ اس کو،، اِقْرَا بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ،، کے پیغام نے ختم کیا۔ میں یہ عرض کرر ہا تھا میرے بھائیو کہ اس قسم کے جو پروگرام ہوتے ہیں وہ کوئی نئی پکار نہیں ہے کہ جس کے لئے آپ کو تیار کیا جا رہا ہو۔

قرآن کریم کی دولت پر خوشی منانا چاہیئے

اسلام نے خوشی کی جگہ پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے، چنانچہ قرآن کریم کی دولت میسر ہو جائے تو خوشی منانے کا حکم دیا، اور کر کے بتلایا حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے جب سورہ بقرہ کو ختم فرمایا تو بکرا کاٹ کر اپنے ساتھیوں کی دعوت فرمائی، حضرت عمر فاروق ؓ نے اس پر عمل کر کے بتلایا اور اس آیت پاک کی عملی تفسیر فرمائی،، قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذَالِکَ فَلْیَفْرَحُوا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ،، حضور ﷺ کو فرمایا گیا کہ اے نبی آپ دنیا کو کہہ دیجئے، کہ اگر کسی کو قرآن پاک کی دولت مل جاتی ہے کسی کا بچہ اگر قرآن پاک حفظ کر لیتا ہے، کسی کا بچہ مکتب میں ناظرہ کے ساتھ قرآن پورا کر لیتا ہے، تو یہ نعمت اتنی بڑی ہے کہ قرآن نے فرمایا،، ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْن، یہ بہت بڑی دولت ہے سارا مال و دولت اکٹھا کر لو اس سے بھی بڑی نعمت کسی بچہ کا ناظرہ قرآن مجید کا ہونا ہے، اور قرآن پاک نے،، فَلْیَفْرَحُوا، کہہ کر خوشی منانے کی اجازت دی ہے۔

غمی کے موقعہ پر انسانی مزاج کی رعایت

غمی کے موقعہ پر انسان کی طبیعت رونے کو کرتی ہے انسان چاہتا ہے کہ اس وقت روئے ، کسی کا انتقال ہو گیا تھا عورتوں نے رونا شروع کر دیا حضرت عمرؓ بھاگتے تشریف لے گئے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رک جاؤ ان عورتوں کو مت روکو، ان کو رولینے دو، ہاں اتنا فرمایا کہ،، لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَمَنْ شَقَّ الْجُيُوبَ ،آواز کر کے مت روؤ، گریبان مت چاک کرو، اپنے رخسار پر پٹائی مت کرو، بغیر آواز کے کوئی میت پر روتا ہے، تو اسلام اس کو روکتا نہیں ہے۔

بلکہ حضور اکرم ﷺ نے رو کر بتلایا ہے، حضرت زینبؓ حضور ﷺ کی بیٹی کا نام ہے جب حضرت زینبؓ کی بیٹی یعنی آپ ﷺ کی نواسی بہت بیمار ہوئی حضور اکرم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ کسی میٹنگ میں تشریف فرما تھے تو حضرت زینبؓ نے پیغام بھیجا کہ ابا جان میری بیٹی آپ کی نواسی سخت بیمار ہے، آپ تشریف لایئے ، اس کو پڑھ کر کچھ دم کر دیجئے، آپ آئیں گے تو میرے دل کا غم ہلکا ہوگا، حضور اکرم ﷺ نے پہلے معذرت کی کہ میں بہت مصروف ہوں، لیکن جب ان کی بیٹی نے قسم دلوا کر بلایا، تو حضور ﷺ تشریف لے گئے، نواسی کو ہاتھ میں لیا تو وہ اپنا دم توڑ رہی تھی اس کے آخری سانس چل رہے تھے آپ ﷺ کی آنکھوں میں سے آنسو بہہ گئے مسلم شریف کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول آپ رو رہے ہیں، تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے جو اللہ اپنے خاص بندوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے دیکھئے ! کیا اسلام نے رونے سے منع کیا؟ نہیں، بالکل منع نہیں کیا۔

خوشی کے موقعہ پر انسانی مزاج کی رعایت

کسی مبارک موقعہ پر کسی خوشی کی تقریب پر اگر نئے کپڑے خرید کر پہنے جائیں اسلام اس سے بھی نہیں روکتا ہے حضرت عمر بن خطابؓ مدینہ منورہ کی مارکیٹ میں ایک مرتبہ تشریف لے جا رہے تھے کوئی نئے کپڑے بیچ رہا تھا ان کو ایک جوڑا پسند آ گیا اسکو اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے اور فرمایا کہ اللہ کے رسول مجھ کو یہ ایک جوڑا پسند آ گیا ہے میں آپ کے لئے لے کر آیا ہوں عید کے موقعہ پر اور جب آپ کے پاس باہر کے وفود آئیں تو آپ اس کو پہن لینا حضور ﷺ نے اس کو قبول فرمالیا تو اسلام ایک بہترین مذہب ہے اسلام ایک زبردست قسم کا دین ہے جو انسانوں کے جذبات پر بریک نہیں لگاتا ہے وہ اِزالہ نہیں کرتا ہے بلکہ اِمالہ کرتا ہے، لیکن ایک بات ضرور ہے کہ اس نے خوشی منانے کے لئے بھی مجھے اور آپ کو آزاد نہیں چھوڑا ہے پابند بنایا ہے۔ جالنہ والو! کان کھول کر سنو مسلمان کسی بھی قدم پر آزاد نہیں ہے، ہر چیز میں وہ پابند ہے یہاں تک کہ مسلمان جب بیت الخلاء میں جاتا ہے، تو وہاں بیٹھنے میں بھی وہ شریعت کا پابند ہے قدم رکھنے میں بھی شریعت کا پابند ہے آزاد نہیں ہے۔

پیشاب پاخانہ بھی نعمت ہے

ہم پیشاب پاخانہ میں آزاد نہیں ہیں اس وقت بھی شکر ادا کرنے کا حکم ہے اس لئے کہ یہ جو استنجا ہو رہا ہے یہ بھی اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے، پوچھو کسی سے اگر اس کا پیشاب دو گھنٹے کے لئے بند ہو جائے تو کیا حشر ہوتا ہے، ہم نے اللہ تعالی کے ساتھ کوئی اگریمینٹ تھوڑی ہی کیا ہے اور نہ ہمارے باپ کی پراپرٹی ہے، اگر کسی کے پیٹ میں

درد ہوتا ہے تو سیون اپ پیتا ہے پھر بھی ایک ڈکار بھی اپ (UP) نہیں ہوتی، سیون اپ کے بجائے سیون ڈاؤن ہو جاتا ہے پڑیا پھانکتا ہے انجکشن لیتا ہے، سارا علاج کرتا ہے لیکن کچھ نہیں ہوتا، اللہ تعالی کی کتنی بڑی مہربانی ہے میں ابھی راستہ میں اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا، کہ حضور ﷺ کی دعاؤں پر غور کرو کہ کتنی جامع دعا ہے جب آدمی استنجا خانہ سے باہر نکلتا ہے تو حضور ﷺ نے دعا بتلائی، **غُفرَانکَ اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَذھَبَ عَنِّی الاَذٰی وَعَافَانِی** اے اللہ میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اب یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ بیت الخلاء میں کونسا گناہ کرنے گیا تھا کہ باہر نکل کر استغفار کر رہا ہے، کیا پیشاب پاخانہ کرنا گناہ ہے؟ پھر استغفار کیوں کروایا گیا؟ فتح الباری نے یہ باری کھولی، ابن حجر عسقلانیؒ نے بڑی زوردار پتہ کی بات لکھی۔

کہ استغفار اس لئے کرایا گیا کہ بندہ کہے اے اللہ تیرا کتنا بڑا احسان ہے کہ تو نے پیٹ سے نجاست نکالی، اتنے بڑے انعام پر مجھے تیرا جیسا شکریہ ادا کرنا چاہیئے ویسا شکریہ میں ادا نہیں کر سکتا اس پر میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں اس کے بدلہ میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں، **غُفرَانکَ**، اے اللہ میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں اس کے بعد فرمایا کہ، **اَلحَمدُ لِلّٰہِ**، اور تعریف تو نعمت کے حاصل ہونے پر کی جاتی ہے پتہ چلا کہ یہ بھی ایک نعمت ہے ،تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے میرے پیٹ سے نجاست نکالدی، اور مجھ کو عافیت بخشی، پیشاب پاخانہ سے آدمی کا موڈ فریش ہو جاتا ہے۔

پیشاب پاخانہ باعث ثواب بھی بنتا ہے

اور یہ پیشاب پاخانہ ثواب کا باعث بھی بنتا ہے کیسے؟ اس طرح کہ نماز کا وقت

ہے اور آپ کو پیشاب پاخانہ کا تقاضا ہے تو اسلام کہتا ہے کہ پہلے ضرورت سے فارغ ہو جاؤ بعد میں نماز پڑھو، تاکہ اطمینان سے نماز ادا کر سکو، اب اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر وقت دیر سے جاؤ، اور کہو کہ وہ جو اکل کو اسے مولانا آئے تھے، انہوں نے کہا کہ پہلے ضرورت سے فارغ ہونا ہے، بعد میں نماز ادا کرنا ہے، تو وہی مولانا کہہ رہے ہیں کہ اذان سے پہلے مسجد میں جانے کی کوشش کریں، تاکہ تمام ضروریات سے فارغ ہو کر پہلی صف میں جگہ مل سکے، میں تو یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ بیت الخلاء میں بھی ہم پابند ہیں، ہماری پرائیویٹ لائف میں بھی ہم پابند ہیں۔

آج کل پوری دنیا میں جو ہم مسلمانوں پر حالات آرہے ہیں، ہم مارے جارہے ہیں پیٹے جارہے ہیں ہماری حالت بدترین ہے ابتر حالات سے ہم گزر رہے ہیں، لیکن کوئی ہماری طرف سے بدلہ لینے والا نہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو آزاد کردیا۔

اسلام مذہب نہیں بلکہ دین ہے

اسلام ہر ترقی کا ضامن ہے اسی لئے کسی صاحب دل نے ایک پتہ کی بات لکھی ہے، آپ اس کو غور سے اپنے دل پر نوٹ کیجیئے، کہ اسلام مذہب نہیں ہے بلکہ اسلام دین ہے، مذہب اور دین میں فرق ہے مذہب تو چند معتقدات چند عقائد اور مانیتاؤں کا نام ہے، اور دین کہتے ہیں معاملات، معاشرت، عبادات تجارت انسان کی زندگی کے تمام پہلو اور تمام اجزاء کو شامل حقیقت کا نام دین ہے۔

اسلام رہبانیت سے روکتا ہے

اسی لئے فرق دیکھو۔ دیگر مذاہب میں دھارمک آدمی اسی کو کہا جاتا ہے جو دنیا کو

چھوڑ کر سنیاس اختیار کرے رہبانیت اختیار کرے دنیا سے کٹ جائے دو چادر باندھ لے پیر میں سے چپل بھی اتار دے، شادی نہ کرے گھر میں نہ رہے، ہاتھ میں بوریا بستر لپیٹ کر روڈ پر چلتا رہے نہ کسی سے تعلق ہو، نہ یہ کھائے اور نہ وہ کھائے، اندر کھاتا ہی ہوگا دمادم مست قلندر چلتا ہی ہوگا وہ بات اور ہے، لیکن ظاہر میں تو نہیں کھاتے ہیں، ان کو دھارمک لوگ کہتے ہیں، اسلام میں اسکی اجازت نہیں ہے، اسلام میں بالکل اس کے برعکس ہے، الٹا معاملہ ہے ایک مرتبہ صحابہ کرام کی کچھ جماعت نے حضرت عائشہؓ کے یہاں آکر سوال کیا کہ حضور اکرم ﷺ کا دن بھر کا معمول کیا ہے؟

آپ ﷺ صبح سے لے کر شام تک کیا کرتے ہیں؟ جضرت عائشہؓ نے بتلایا کہ حضور ﷺ اتنی نمازیں پڑھتے ہیں اور اتنا قرآن پڑھتے ہیں اور اتنی تسبیحات پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں وغیرہ، صحابہ کرام نے آپس میں گفتگو کی کہ حضور ﷺ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو چکے ہیں پھر بھی آپ ﷺ اس قدر کثرت سے عبادات کرتے ہیں، ہمارا حال تو خراب ہے اس لئے ایک صحابیؓ نے قسم کھائی کہ میں گوشت کبھی نہیں کھاؤں گا ،ایک صحابی نے قسم کھائی کہ میں شادی نہیں کروں گا، تیسرے نے قسم کھائی کہ میں بستر پر نہیں جاؤں گا، چوتھے نے قسم کھائی کہ میں کبھی نہیں سوؤں گا۔ اگر آج کل کی طرح کوئی پیشوا ہوتا جس کی اس طرح تقلید اور اس کے پیچھے اتنا مضبوط عمل کیا جاتا تو وہ ان حضرات کے اعزاز میں جلسہ کرتا، اور اعلان کیا جاتا کہ سماج کے پانچ لوگوں نے سنیاس لینے کی شپتھ لی ہے اس لئے ان کے لئے اسٹیج پر پروگرام ہو رہا ہے، ایسا ہوتا کہ نہیں بھائی؟ (جی ہاں) اور اسلام کا معاملہ الٹا ہے آپ ﷺ کو ان کے اس طرح قسم کھانے کا علم ہوا تو

آپ ﷺ ناراض ہو گئے ،اور حضور ﷺ نے ان تمام صحابہ کرام کو بلایا اور آپ کا چہرہ آگ بگولہ ہو گیا، اور ان کو اب سب چیزوں کے کرنے کے لئے فرمایا جن کے نہ کرنے کی انہوں نے قسم کھائی تھی اور قرآن پاک کی آیت اسی وقت اتری ساتویں پارہ کے پہلے رکوع کی دوسری آیت ہے علماء کرام سے اس آیت کا شان نزول پوچھئے ،یَا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَیِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُو اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ،وَکُلُوا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلاَلًا طَیِّبًا ،،اے ایمان والو! تم حرام مت قرار دو ان پاکیزہ چیزوں کو جو اللہ تعالی نے تمہارے لئے حلال قرار دی ہے،اور حد سے تجاوز مت کرو،،کھاؤ جو اللہ تعالی نے تمہیں بطور رزق کے دی ہے، یہ دین ہے،شادی کرنا دوسرے مذہب میں دھارمکتا کے خلاف ہے،اور اسلام میں شادی نہ کرنے والا دھارِمکتا کے خلاف جا رہا ہے،نکاح کو شریعت نے سنت فرمایا،، اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِی ،،اور دوسری جگہ فرمایا کہ،، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِی فَلَیْسَ مِنِّی ،،کہ جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ میری سنت پر نہیں ہے۔

اسلام پیسہ کمانے سے نہیں روکتا ہے

آپ ایسا سمجھتے ہو کہ اسلام پیسہ بنانے سے روکتا ہے؟ نہیں بالکل نہیں ،اگر کوئی ایسا کہتا ہے تو اس نے اسلام کو سمجھا ہی نہیں ،معاشی نظام فائینسی نظام کو مضبوط کرنا اسلام کا عین مقتضا ہے،اور صرف تقاضا نہیں میں آپ کو حدیث سناؤں گا تو آپ حیران رہ جائیں گے،حضور ﷺ نے تجارت کرنے کی صرف اجازت ہی نہیں دی بلکہ فرمایا،، اَلتَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْاَمِیْنُ مَعَ السَّفَرَۃِ الْکِرَامِ الْبَرَرَۃِ،، کہ وہ تاجر جو تجارت کرتا ہے لیکن سچ

بولتا ہے، ایمانداری کے ساتھ تجارت کرتا ہے جھوٹ نہیں بولتا ہے، ڈنڈی نہیں مارتا ہے ایک کلو کہا تو اتنا ہی دیتا ہے، بلکہ دس گرام زیادہ دیتا ہے ڈنڈی نہیں مارتا ہے، نوسو پچاس گرام نہیں دیتا ہے ترازو کے نیچے کچھ نہیں لگاتا ہے، رکشہ چلاتا ہے میٹر میں ڈنڈی نہیں مارتا ہے، تو بظاہر ایسا سچا اور امانت دار تاجر تجارت کر رہا ہے لیکن ادھر سے بشارت آئی کہ قیامت کے دن خدا تعالی کے عرش کے سایہ کے نیچے خدا تعالی کے مخصوص اسٹاف کے ساتھ وہ بیٹھا ہوگا، لوگوں کو سمجھانے کے لئے میں نے، مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ کا یہ ترجمہ کر دیا، تو امانت دار تاجر اللہ تعالی کے وی آئی پی اسٹاف کے ساتھ ہوگا دیکھو تجارت کرنے میں کتنا بڑا ثواب فرمایا نیز آپ ﷺ نے تجارت کر کے بتلائی۔

مال آنے پر اترانا غلط ہے

ہمارا کیا حال ہے؟ ہمارے پاس تھوڑا سا پیسہ آجائے تو ہمارا مسلمان آپے سے باہر ہو جاتا ہے، پیسہ دیکھا نہیں تھا ذرا دیکھ لیا تو موٹر سائیکل پر بھی سینہ تان کر جاتا ہے، اور اگر تھوڑی سی سیکنڈ گاڑی لے لی ساٹھ ستر ہزار کی تو پورا بدن تان کر چلتا ہے، جیسے اس کی طرح دنیا میں کوئی ہے ہی نہیں، کیا ان دو پیسوں میں ہم بہت بڑے ہو گئے؟ صحابہ کرام کتنے بڑے مالدار تھے، آپ کو معلوم ہے، یہ انبانی ٹاٹا یہ برلا صحابہ کرام کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بارے میں آتا ہے کہ جب ان کا تجارتی قافلہ آتا تھا، تو اتنا لمبا قافلہ ہوتا تھا کہ پہلا اونٹ مدینہ میں داخل ہوتا تو آخری اونٹ ابھی ملک شام ہی میں ہوتا تھا، سیریاء کی سرحد پر ہوتا تھا اور ملک شام، مدینہ منورہ سے لگا ہوا ملک نہیں ہے، بہت دور ہے بہت دور، مکہ سے شام تک کا جو سفر ہوا تھا جس کو

اسراء کہا جا تا ہے، تو وہاں تک حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے لمبے لمبے کنٹینر ہوتے تھے، لیکن حال یہ تھا میرے بھائیو کہ جب دسترخوان لگتا تھا اور الگ الگ قسم کے کھانے دسترخوان پر سجائے جاتے تھے، جب کھانے کے لئے بیٹھتے تھے تو زاروقطار روتے تھے اور فرماتے تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ پر کئی کئی دن ایسے گزرتے تھے کہ آپ ﷺ کے دسترخوان پر روٹی ہوتی تھی تو سالن نہیں ہوتا تھا سالن ہوتا تو روٹی نہیں ہوتی تھی، اللہ تعالی نے آج ہمارے لئے اتنی نعمتیں کھولدی کہ آج ہمارے دسترخوان پر کتنے قسم کے سالن ہیں، روتے تھے روتے تھے اور ایسا ہی دسترخوان لپیٹ لیا جاتا۔

مال و دولت کو صرف نعمت مت سمجھو

میرے بھائیو! مال و دولت کو صرف نعمت مت سمجھو، عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت مشکوۃ شریف میں آئی، کہ جب اللہ تعالی نے صحابہ کرام پر دنیا کو کشادہ اور فراخ کردیا تو وہ یوں فرماتے تھے کہ، **اِنّا نَخافُ اَنْ بُسِطَتْ عَلَيْنَا الدُّنيا**، اور کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن ہم کو کہا جائے کہ،، **اَذهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُم فِي حَيٰوتِكُمُ الدُّنيا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَا لْيَومَ تُجْزَوْنَ عَذابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ** ،قیامت کے دن کچھ لوگوں سے یوں کہا جائیگا کہ تم نے تمہارے مزے دنیا میں لوٹ لئے ،عیش پرستی کی زندگی گزاردی ،عیاشیاں کرلی، دنیا میں تم نے اپنا حصہ لوٹ لیا، آج جہنم کے اندر جاؤ۔ نعوذ باللہ، عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کے الفاظ ہیں کہ،، **نَخْشٰى اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا قَدْ عُجِّلَتْ لَنَا فِي الدُّنْيَا** ، صحابہ فرماتے تھے کہ ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں دنیا میں ہی

نہ مل گیا ہو،تھوڑا سا مال ملنے پر آدمی کیوں اترائے جب کہ اس کی اجازت زیادہ مال ملنے پر بھی نہیں ہے۔

حضرت عثمان غنی کا واقعہ

حضرت عثمان کا تو لقب ہی غنی تھا،یعنی بہت مالدار تھے،آواز ہوتی تھی تو مدینہ کی جائداد خرید لیتے تھے ،پورے مدینہ کے لئے کنواں خرید کر پانی کا انتظام کر دیا تھا،لیکن زندگی بالکل سادہ تھی آج کل مسلمانوں میں فضول خرچی بھی بہت آ گئی ہے ،ہمارے پاس دو پیسے آجاتے ہیں تو ہم تو گھر کی لائٹ بھی بند نہیں کرتے ہیں، پانی بھی چالو رہنے دیتے ہیں حضرت عثمان کے بارے میں دار قطنی میں واقعہ ہے منقول ہیکہ ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس ایک صحابی اپنی کچھ ضرورت لے کر تشریف لے گئے ،کہ اللہ کے رسول ﷺ مجھے پیسوں کی ضرورت ہے مجھے یہ پریشانی ہے میرا افلاں کام اٹک گیا ہے،آپ کچھ دیدو، یا دلا دو، یا دکھا دو،میرا کچھ کام کرو،حضور اکرم ﷺ نے حضرت عثمان غنی کے نام پر چی کر دی کہ جاؤ حضرت عثمانؓ کے پاس تمہارا کام ہو جائیگا،وہ صحابی عزت دار آدمی تھے،اس لئے دن کے وقت میں وہ جانا پسند نہیں کرتے تھے کہ لوگ کہیں گے کہ یہ فقیر بن کر جا رہے ہیں،انہوں نے رات کا وقت منتخب کیا عشاء کے بعد والا وقت منتخب کیا جب حضرت عثمان غنیؓ کے گھر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ دروازہ بند ہے، اور اندر کچھ تو تو میں میں کی آواز آرہی ہے،(میں صحابی کے لئے لفظ جھگڑا استعمال نہیں کر رہا ہوں اس لئے کہ صحابی تھے ان کا احترام لازم اور ضروری ہے،ہمارا تو عقیدہ ہے کہ صحابی تنقید سے بالاتر ہے،یہ ہم اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ ہر صحابی تنقید سے بالا

تر ہے،کوئی چھوٹے سے چھوٹے صحابی کی بھی ہم پیروی کرلیں گے انشاءاللہ ہماری زندگی بن جائیگی اور یہ نبی کا فرمان ہے) بہرحال حضرت عثمانؓ کے گھر میں تو تو میں میں ہورہا تھا وہ صحابی نے کان لگا کر سنا تو کچھ تو تو میں میں ہورہی تھی انہوں نے سوچا کہ حضرت عثمان ابھی موڈ میں نہیں ہیں میں اگر ابھی حضور ﷺ کی پرچی لے کر جاؤں تو کام نہیں بنے گا ،واپس چلے گئے دوسرے دن گئے تو وہی تو تو میں میں کی آواز آرہی تھی ،انہوں نے دھیان سے کان لگا کر سنا کہ کیا ہورہا ہے، جب غور سے سنا تو پتہ چلا کہ حضرت عثمان اپنی بیوی کو ڈانٹ رہے تھے اور حضرت عثمانؓ کی بیوی کون؟

خواجہ کائنات سرور کونین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی،حضرت عثمان ڈانٹ رہے تھے کہ تم نے پرسوں رات کو چراغ بجھایا کیوں نہیں ، رات بھر چراغ جلتا رہا تم نے تیل برباد کردیا،تو ان صحابیؓ نے سوچا کہ یار جو اپنی بیوی کو ایک رات کے تیل کے لئے ڈانٹ رہا ہو، وہ میرا کیا کام کرے گا، وہ واپس چلے گئے،ایک آدھ ہفتہ گزرنے کے بعد حضور ﷺ کے پاس گئے کہ اللہ کے رسول میرا وہ کام باقی ہے،حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو پرچی لکھ دی تھی انہوں نے حضور ﷺ کو پورا ماجرا کہہ سنایا، پورا واقعہ سنایا حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو شاباشی دی، گلے لگایا اور فرمایا کہ آج تم نے امت کو زندگی گزارنے کا طریقہ بتلادیا،تو وہ صحابی اور تعجب میں پڑ گئے ،اگر آج کل کی طرح کا کوئی باپ ہوتا تو کیا بولتا، اچھا صرف ایک رات کے تیل کے لئے میری بیٹی کو ڈانٹا، بیٹی تو اپنے شوہر سے کہدے کہ پورا بل یا تیل میں دیا کروں گا ، یہ بات اور ہے کہ ساتھ میں میٹر بند کرنے کا طریقہ بھی بتلادیگا۔

الکٹرک کا بند کرنا جائز نہیں ہے

لگے ہاتھ ایک بات سن لیجئے کہ میٹر کسی بھی حال میں بند کرنا حرام ہے، اس بند میٹر سے جو ہیٹر کا پانی گرم ہوگا اور اس سے جو غسل جنابت ہوگا وہ بھی گڑبڑ، آپ معمولی مت سمجھیئے، اس میٹر سے نماز ادا ہوگی اس میں بھی گڑبڑ، اس لئے اس سے پرہیز کریں اگر آپ کہو گے کہ بل زیادہ آتا ہے تو کس نے کہا اتنا زیادہ جلاؤ، بلا وجہ لائٹ کا ستعمال کیوں کرتے ہو، ایک کمرہ میں بیٹھے ہو، کھانا پینا کچھ بھی نہیں ہے تو کم والٹ کی لائٹ جلاؤ،

لطیفہ

یہاں ایک لطیفہ سن لیں کہ انگریزی میں شوہر ہسبنڈ (Husband) کہا جاتا ہے یعنی کہ جس کی ہنسی بند ہو جائے لفظ ہوگا، ہنس بند، تجھ سے شادی کی کہ ساری ہنسی بند ہوگئی، اور اردو میں عورت کو بیگم کہا جاتا ہے، وہ اصل میں ہے، بے غم، تجھ سے شادی کی کہ سارے غم میں نے لے لئے، اور تو بے غم ہوگئی اب سارے غم مجھے ملیں گے۔

دنیا دل میں نہیں اترنی چاہیئے

بہرحال آپ دیکھئے۔ اسلام ہر ضرورت کو پورا کرنے کا قائل ہے، زندگی جینے کا طریقہ بتلاتا ہے، تجارت کرنے سے اسلام روکتا نہیں ہے، ہاں ایک بات یاد رکھو کہ دنیا خوب کماؤ، لیکن یہ دنیا دل میں نہیں اترنی چاہیئے، مثال سے سمجھاؤں، کشتی تو جانتے ہو، کشتی پانی کے بغیر نہیں چل سکتی، لیکن وہی پانی کشتی کے اندر گھس جائے تو کشتی ڈوب جائیگی، ہوائی جہاز ہوا کے بغیر نہیں اڑ سکتا، اس کا نام ہی ہوائی جہاز ہے جو ہوا کے بغیر نہ

اڑے، لیکن وہی ہوا اگر ہوائی جہاز کے اندر گھس جائے تو ہوائی جہاز تباہ ہو جائیگا، اسی لئے ہوائی جہاز کو بالکل پیک رکھا جاتا ہے، جو لوگ حج عمرہ میں گئے ہیں انہوں نے دیکھا ہوگا کہ باہر کی بالکل ہوا نہیں آتی ہے، اندر مسافرین کے لئے بھی وہ لوگ آکسیجن لے کر اڑتے ہیں، تو جس طرح کشتی میں پانی گھس جائے تو کشتی ڈوب جائیگی اور جس طرح ہوائی جہاز کے اندر ہوا گھس جائے تو ہوائی جہاز تباہ ہو جائیگا اسی طرح زندگی پیسے کے بغیر نہیں گزر سکتی ہے، لیکن یہی پیسہ اگر دل کے اندر اتر گیا تو وہ روحانیت کو ختم کر دیتا ہے، دنیا کماؤ خوب کماؤ، اس نیت سے کماؤ کہ خدا تعالی مجھ کو دنیا دے گا میں اس کی نعمتوں کو استعمال کروں گا اس کا شکر ادا کروں گا اس کے غریب بندوں کے لئے کام کی چیزیں کروں گا، لیکن اس کی محبت دل میں اترنی نہیں چاہئے اسلام یہ تعلیمات دیتا ہے۔

شیخ الہند کی زبانی مکاتب کی قدردانی

میری بات یہاں سے شروع ہوئی تھی یہ جتنے جلوس ہیں یہ سب ہماری بیٹری کو چارج کرنے کے لئے ہیں تو آج کا جو پروگرام آپ کے سامنے پیش کیا جارہا ہے وہ ایک مقدس ترین اور مبارک ترین مقصد کے پیش نظر پیش کیا جا رہا ہے، اس وقت امت اسلامیہ اس خطرناک بیماری کی طرف جارہی ہے جس بیماری کی نشاندہی ہندوستان کے بہت بڑے محسن جس نے اس انسانیت کو انگریز کے چنگل سے نکالنے کے لئے انتھک کوشش کی، میری مراد سیدنا ومولانا شیخ الہند حضرت مولنا محمود الحسن دیوبندیؒ ہیں انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک پیغام دیا تھا جب وہ مالٹا کی جیل سے قید کے ایام گزار کر تشریف لائے تو انہوں نے دیوبند کی جامع مسجد میں ایک پیغام دیا تھا، مسلمانو اس کو

بڑے غور سے سنو، اللہ والوں کی سوچ بہت بلند ہوتی ہے، ہماری آپ کی طرح نہیں، کہ دس کے پندرہ کیسے ہونگے، یہ بات اور ہے کہ وہ دس کے بھی ہم پانچ کر دیتے ہیں، اللہ والوں کی سوچ تو بہت بلند ہوتی ہے اور یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں ترمذی شریف کی روایت میں آیا، ،اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰهِ ، ،مومن کی دانشمندی سے ڈرتے رہو، مومن کی عقلمندی سے ڈرتے رہو، اس لئے کہ وہ ایسے ہی نہیں سوچتا ہے بلکہ اس کی سوچ میں اللہ تعالی کا نور شامل حال ہوتا ہے۔

بہرحال یہ سوچنے والے شیخ الہند تھے انہوں نے فرمایا کہ میں نے جیل کی زندگی میں رہ کر سوچا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کا مستقبل کیسے سلامت رہے گا؟ اللہ تعالی نے میرے دل میں دو باتیں ڈالی (اس پروگرام کی اہمیت بتلا رہا ہوں جس کے لئے ماشاء اللہ آپ حضرات کھڑے ہوئے ہیں) فرمایا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کا مستقبل دو چیزوں سے سلامت رہ سکتا ہے، نمبر ایک آپس کا اتحاد اور اتفاق، اور نمبر دو، قریہ قریہ، بستی بستی، دیہات دیہات، مکاتب کو قائم کرنا، قرآن کریم کی تعلیمات کے لئے اگر یہ دو چیزیں ہندوستان کے مسلمانوں نے کرلیں، تو پھر مسلمانوں کے مستقبل کو کوئی برباد نہیں کرسکتا۔

آپ دیکھیئے! لورڈ میکالے جب ہندوستان چھوڑ کر جا رہا تھا، تو وہ ایک پیغام دے کر گیا تھا، اس نے کہا کہ گھبراؤ نہیں ہم ہندوستانیوں کو جسمانی طور پر تو آزاد کر کے جا رہے ہیں لیکن ان کا دماغ (Brain) ہمارے قبضہ میں ہے، چنانچہ ہوا وہی، ایک اللہ والا دو چیزوں کا پیغام دے کر گیا ہمیں بتلایا گیا، آج کل بہت سی کانفرنس ہو رہی ہیں بہت سیمنار ہو رہے ہیں کہ مسلمانوں کو کیسے ترقی (Progress) دلائی جائے ان کے اندر قوت نمو پیدا

کرنے کے لئے ،ڈیولپ مینٹ کرنے کے لئے نئی نئی باتے سوچ رہے ہیں ،لیکن میں
نے آپ کو جواب پہلے سنا دیا ایک اللہ والا بہت پہلے یہ پیغام دے کر گیا کہ ہندوستان کے
مسلمان کی سلامتی بنگلے بنانے میں نہیں ہے گاڑیاں بسانے میں نہیں ہے بلکہ جناب محمد
رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت میں ہے۔

قرآن پاک کی تعلیم ذاتی گھر سے بھی افضل

میں تو اکثر بیانات میں کہا کرتا ہوں کہ اگر قرآن پاک کی تعلیم جاری کرنے کے
لئے ہمیں اپنا مکان بیچ کر کرایہ کے مکان میں رہنا پڑے تو یہ ستا سودا ہے کیوں ابھی
مثال کے ذریعہ سمجھا تا ہوں ،اگر آپ کے گھر میں کسی کو(خدانہ کرے) ہارٹ اٹیک ہو گیا
ہو ،اللہ سب کی حفاظت فرمائے (امین) بہت سے لوگ کہتے ہے اٹیک کا حملہ ہوا
،انگریزی بولنا بھی نہیں آتا ہے ارے بھائی بولتے ہی کیوں ہو، قلب کا دورہ کہو، اس لئے
کہ اٹیک کا معنی ہی حملہ ہوتا ہے، اب اٹیک کا حملہ بولتا ہے تو مطلب ہوا کہ حملہ کا حملہ،
بہر حال کسی کو ہارٹ اٹیک ہو جاتا ہے تو آئی سی یو (I C U) میں ڈالا جاتا ہے، مشینری
کے اوپر رکھا جاتا ہے، کیوں کہ حملہ دل پر ہوا ہے اب بیٹا بولتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب میرے
ابا کو دل کا حملہ ہوا ہے، Please ,Please، برائے مہربانی آپ ان کی زندگی کو
بچا لیجئے ڈاکٹر بولتا ہے کہ پہلے ایک لاکھ روپیہ ٹیبل پر رکھو، بیٹا بولتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب پیسہ
نہیں ہے کیا کریں؟ ڈاکٹر کہتا ہے اسکے بغیر علاج نہیں ہوگا، بیٹا کہتا ہے کہ کوئی بات نہیں
، میں میرا کھیت گروی رکھ دیتا ہوں ، میں اپنا مکان بیچ ڈالتا ہوں ، بولتے ہیں یا نہیں ؟
(بولتے ہیں) میں میرے گاڑی بیچ ڈالتا ہوں، اس لئے کہ حملہ دل پر ہوا ہے، اس دل کو

بچانا ضروری ہے، اس لئے کہ دل ہے تو اس کی زندگی سلامت ہے، پتہ چلا کہ زندگی باقی رکھنے کے لئے آدمی پراپرٹی بھی بیچ ڈالتا ہے، کئی لوگ تو گھر کے برتن تک بیچ ڈالتے ہیں ،اس لئے کہ زندگی بچانی ہے قلب کا دورہ پڑا ہے، ہماری اور آپ کی زندگی میرے بھائیو ،قرآن کریم کے اندر ہے اور یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں (آپ سمجھیں گے کہ مولانا لوگ اپنے مطلب کی بات برابر نکالتے ہیں) بلکہ قرآن کہہ رہا ہے، میں نے خطبہ میں ایک آیت پڑھی تھی،، وَكَذَالِكَ اَوحَيْنَا اِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ اَمْرِنَا ،،اس میں قرآن کریم نے اپنے آپ کو روح کہا ہے۔

علماء اس بات میں بالاتفاق میری حمایت کریں گے کہ یہاں روح سے مراد قرآن پاک ہے،وہ روح نہیں ہے جس کے اوپر میری اور آپ کی زندگی کا دارومدار ہے،اس لئے کہ اس روح کے لئے تو، نَفَخْنَا، کا لفظ آتا ہے اور یہاں اَوحَيْنَا ہے،اگر یہاں روح سے مراد زندگی والی روح ہے تو ہر صاحب روح پیغمبر بن جائیگا، پتہ چلا کہ یہاں روح سے مراد قرآن کریم ہے،اور عجیب بات ہے کہ قرآن پاک کو لیکر آنے والے فرشتے کا نام بھی روح ہے،،وَاِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ ،،جبرئیل امین کا نام بھی روح ہے،اور اسیطرح فرمایا کہ،، تَنَزَّلُ الْمَلَآئِكَةُ وَالرُّوحُ ،،قرآن تو روح ہے اور قرآن پر اگر حملہ ہو رہا ہے تو گویا روح پر حملہ ہو رہا ہے،ابھی میں نے مثال دی کہ روح پر حملہ ہوا تو آدمی اس کو صحت مند بنانے کے لئے لاکھوں روپئے داؤ پر لگا دیتا ہے، کروڑوں روپئے داؤ پر لگا دیتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ دل سلامت تو زندگی سلامت، اور دل سے بھی زیادہ قیمتی روح ہے،آج کل

مفتیوں کے ٹیبل پر ایک سوال پڑا ہوا ہے ابھی تک اس کا فیصلہ نہیں ہو رہا ہے، کہ موت دماغ کے مرجانے کا نام ہے یا روح کے مرجانے کا نام ہے، پانچ سال سے یہ مسئلہ پڑا ہوا ہے، ڈاکٹر لوگ بھی اس میں اختلاف کر رہے ہیں اس لئے کہ کبھی کبھی کسی میت کا دماغ کام کرنا بند کر دیتا ہے، اور قلب میں دھڑکن رہتی ہے اور کبھی کبھی قلب کی حرکت بند ہو جاتی ہے لیکن دماغ کے سیلس کام کرتے ہیں۔

اور آپ نے ایک لفظ سنا ہو گا بہت سے ڈاکٹر لوگ بھی یہاں بیٹھے ہونگے ایک وینٹی لیٹر مشین آتا ہے، ہارٹ کے اسپیشلسٹ لوگ اس کو استعمال کرتے ہیں، کہ اگر دل کی حرکت بند ہو جائے تو وینٹی لیٹر پر رکھ کر اس کی پمپنگ کر کے اس بند ہارٹ کو جاری کیا جاتا ہے، میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ دل کا حملہ کتنا خطرناک حملہ ہوتا ہے، اور آدمی کو اس میں کتنا پابند رکھا جاتا ہے، آئی سی یو، کے کمرے میں، اولاد بھی نہیں جائیگی ادھر سے مشین، ادھر سے مشین، کپڑے بھی چینج کروادئے جاتے ہیں، کھانا آپ اپنے گھر سے بھی نہیں لے جاسکتے پانی کھانا سب جو ہاسپٹل دیگا وہی کھانا پینا پڑے گا، جس کو ہاسپٹل اندر جانے کی اجازت دے گا وہی پاس لے کر اندر جائے گا اور فوراً باہر آنا پڑیگا کیوں اس لئے کہ بادشاہ سلامت (دل) پر حملہ ہوا ہے سنئیے صرف ہنس کر مت ٹالئیے، قلب پر حملہ ہوا تو اتنی ساری پابندیاں کروڑوں روپئے داؤ پر لگا دیئے۔ ان سب باتوں سے معلوم ہوا کہ اگر اپنا گھر بیچ کر ان مکاتب کو چلانا پڑے تو یہ سستا ہے اس لئے کہ قرآن ہماری روح ہے ہمارا دل ہے اور دل کو بچانے کے لئے کیا کچھ کرنا پڑتا ہے آپ نے سن لیا اور میرے بھائیو!! اس وقت ہماری روح (قرآن پاک) پر حملہ ہو رہا ہے، ہماری زندگی جس چیز پر موقوف ہے اس پر حملہ ہو رہا ہے یعنی قرآن پاک پر حملہ ہو رہا ہے۔

مسلمانو سنو! خدائے پاک کی قسم کتنی ہی یونیورسیٹیاں قائم کرلو، کتنے ڈاکٹر بنالو، کتنے سائنس دان پیدا کرلو، لیکن جب تک قرآن پاک کے ساتھ تعلق قائم نہیں کروگے زندگی بھی چین سے نہیں جی سکوگے، آخرت تو برباد ہو ہی جائیگی، یہ اوپن چیلینج کرر ہا ہوں، کہاں ہے وہ یونیورسیٹی کی تعلیم، کہاں ہے وہ کالجوں کی تعلیم، جس نے ماں بہنوں کی عزتوں کو خاک میں ملادیا، جس نے ماں باپ کے ادب واحترام کو ختم کردیا جس نے سماج کے بندھارن کو تہس نہس کردیا، اگر ایجوکیشن کیرکٹر پیدا کرتا ہے تو جب سے اپنی بیٹی گھر سے نکل کر کالج میں جاتی ہے جب تک وہ واپس نہیں آتی ماں باپ کا کلیجہ منہ کو رہتا ہے، اگر اسی کا نام ایجوکیشن ہے تو ہم سو دفعہ اس پر تف کرتے ہیں۔

مکاتب سے اصلاحی اعمال بھی ہوتے ہیں

ماں باپ اگر اپنا احترام چاہتے ہیں اگر سماج اپنے کیرکٹر کے ساتھ رہنا چاہتا ہے اگر سماج میں سلامتی چاہیئے، امن چاہیئے تو یہ پیغام ان مکاتب سے ہی ملے گا اس لئے کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا چھوٹا سا بچہ جب مکتب میں جاتا ہے تو اسی مکتب کا معلم اسکو سکھاتا ہے، ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے اور باپ جنت کا دروازہ ہے، چھوٹے سے بچہ کو یہ سکھایا جاتا ہے میں ہندوستان کی گورمینٹ کو بھی ہندوستان کی پولس لابی کو بھی یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے ان مکاتب سے شانتی کا پیغام دیا جاتا ہے، ملک سے وفاداری سکھائی جاتی ہے ہمارے ان مکاتب میں وطن کی محبت کو ایمان کا جزو بتایا جاتا ہے، لیکن بات یہ ہے کہ پھلدار درخت پر ہی پتھر مارے جاتے ہیں، جس درخت پر پھل اگتے ہیں اسی پر لوگ پتھر مارتے ہیں۔

بتایئے کسی مدرسہ کے کسی طالب علم نے ملک سے غداری کی ہو؟ ہندوستان احسان نہیں

بھول سکتا ہے اگر وہ انصاف کے ساتھ یہ بات نوٹ کرنا چاہے تو، دلی تک یہ پیغام پہنچادیجئے کہ ان مدارس ہی کا احسان تھا جس نے تم کو انگریز کی غلامی سے نجات دی، ورنہ کون باپ تھا؟ کس نے یہ سانس لی تھی؟ اب تک غلامی کی زندگی بسر کرتے، لال قلعہ پر جو جھنڈا لہرایا جاتا ہے یہ رہین منت ہے دارالعلوم دیوبند اور اس کے رجال کار کا، سو دفعہ سلامی دینی پڑے گی، لیکن اگر تاریخ اور اتہاس کو بھلا دیا جائے تو اس کو تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا ہے، مکاتب میں آپ کی عزتیں سکھائی جاتی ہیں ماں باپ آج کل شکایتیں کرتے ہیں کہ میرے بچہ کو میں نے پڑھایا اس کو ڈاکٹر بنایا اس کو سائنس دان بنایا اور یہ تو ہم کو چھوڑ کر چلا گیا، ہماری کیفیت ہی نہیں پوچھتا یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اس لئے کہ آپ نے اس کو دین کی تعلیم ہی نہیں دی، آپ نے اس کو مسائل نہیں بتلائے۔

آپ نے اس کو جنت نہیں بتلائی، آپ نے اس کو خدا تعالی کا پیغام نہیں دیا یہ کہاں بتایا جاتا ہے ان مکاتب میں ہی بتلایا جاتا ہے۔آپ کے پاس تو فرصت نہیں ہے اس لئے کہ آج کل انسان پیسہ بنانے کی مشین بن گیا ہے، صبح سے لے کر رات تک یہی سوچتا ہے کہ کیسے نوٹ چھاپوں، اور پھر گھر آکر کھایا پیا بتی بجھائی سو گیا، ان مکاتب کا اور ان مولانا لوگوں کا احسان ہے کہ صبح سات سے لے کر دس تک عصر سے مغرب تک یا مغرب سے عشاء تک میری اور آپ کی اولاد کو بٹھا کر قرآن پاک سکھاتے ہیں۔

مکاتب ,I C U, وارڈ ہے

اگر کوئی مجھ سے پوچھتا ہے کہ یہ مدارس اور مکاتب کیا ہے؟ تو میں ان کو کہتا ہوں یہ آئی سی یو روم ہے، جس میں وینٹیلیٹر مشین ہوتا ہے جس میں آکسیجن کے سیلنڈر رہوتے

ہیں ،اوراس میں خصوصی اسٹاف ہوتا ہے جو آپ کے اندر روح پیدا کرتا ہے، اب ظاہر بات ہے کہ آئی سی یو کے روم میں وہی لباس پہننا پڑے گا جو ہاسپٹل نے طے کیا،تو مدرسہ بھی وہی لباس پہنائیگا جواس نے طے کیا ہوگا،اب اگر آپ کہو گے کہ میرا بچہ کسی بھی لباس میں جائیگا تو آئی سی یو کے کمرہ میں اپنی کیوں نہیں چلاتے ہو؟ کہ میرا مریض یہ کپڑے نہیں اتارے گا وہاں کسی کا نہیں چلتا ہے اچھے اچھوں کو اتارنے پڑتے ہیں،اور وہاں کوئی کہنے نہیں جاتا ہے کہ میرے مریض کو جلدی ہاسپٹل سے چھٹی دیدو، کیوں اس لئے کہ معلوم ہے کہ اس کے قلب کی دھڑکن کو جاری کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔

مکاتب میں ایمان سکھایا جاتا ہے

میرے بھائیو! ہماری روح قرآن کریم ہے،اور مکاتب میں قرآن پاک کی تعلیم ہوتی ہے اور یہی قرآن ایمان بھی سکھاتا ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن سے ایمان کہاں سمجھ میں آتا ہے،، **لا حول ولا قوة الا با لله العلى العظيم** ،،ابھی جو آیت میں نے پڑھی اس میں یہ مضمون ہے کہ،، **مَا كُنتَ تَدْرِی مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيْمَانُ** ،، کہ اے محمد ﷺ اس قرآن پاک کے اترنے سے پہلے تمہیں معلوم نہیں تھا کہ یہ قرآن کیا ہے اور یہ ایمان کیا ہے، پتہ چلا کہ قرآن کو اور ایمان کو سمجھنا ہو تو بھی قرآن پاک کا دامن تھامنا پڑے گا،اور اللہ تعالی کا کتنا بڑا احسان ہے کہ پندرہ بیس سال سے اور خصوصاً اخیر کے پانچ سال سے ہمارے ہندوستان میں اور خصوصی طور پر آپ کے اورنگ آباد اطراف وجوانب اور جالنہ میں قرآن پاک کو صحیح طور پر پڑھنے اور پڑھانے کا ایک نظام جاری ہوا ہے، اللہ تعالی ان تمام مدارس کی محنت کو بارآور فرمائے ،(امین)

پہلے ہم قرآن پاک کے الفاظ صحیح کریں

میرے بھائیو، ایک تو ہے قرآن پاک کا ویسے ہی پڑھ لینا اور ایک ہے اس کو اس کے حروف کی ادائیگی کے ساتھ پڑھنا کسی بھی زبان کا سمجھنا اس کے الفاظ پر موقوف ہے، اس کا تلفظ بہت ضروری ہے، ہر زبان کے اندر ضروری ہے انگریزی میں، S، ہو تو س بولا جاتا ہے، اور ش کرنا ہو تو، S کے ساتھ H، بھی ملانا پڑتا ہے کتنا بڑا فرق ہے انگریزی میں اگر آپ کہو, See، تو اس کا معنی ہوا اس کو دیکھو، اور اگر آپ کہو, She تو مطلب ہو گا کہ وہ ایک عورت،، جب انگریزی جیسی زبان میں اتنی حساسیت ہے تو عربی تو اللہ کی زبان ہے، جنتیوں کی زبان ہے، اس میں تو بڑا فرق پڑتا ہے، میں آپ کو صرف ایک مثال دیتا ہوں، اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں،، اِنَّـا اَعْـطَيْـنٰـكَ الْـكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ، اگر آپ نے اس کو پڑھا، فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْهَرْ، تو پورا ترجمہ بدل جائے گا نماز بھی ٹوٹ جائیگی، اس لئے کہ اصل ترجمہ ہے اے نبی ہم نے آپ کو حوض کوثر کی نعمت دی اس کے شکرانہ کے طور پر تم اللہ کے لئے نماز پڑھو، اور، وَانْـحَرْ، اور قربانی کرو، اور اگر آپ پڑھیں،، فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْهَر،، تو اب ترجمہ ہو گا کہ اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور جھڑک دو (نعوذ باللہ من ذالک) کتنا خطرناک معنی بگڑ گیا اور فَصَلِّ لِرَبِّكَ، ہے اس کو آپ نے اگر س سے پڑھا، فَسَلِّ لِرَبِّكَ، تو اس کا مطلب ہوا تلوار نکالو، کتنا معنی بگڑ گیا عربی زبان غیرت مند زبان ہے اس لئے کہ اللہ غیور ہے اس کا کلام اس کی صفت ہے وہ بھی غیور ہے، معمولی سی غلطی پر پوری نماز کا کباڑا ہو جاتا ہے، تو ہم اپنے آپ کو قرآن پاک کو صحیح طور پر پڑھنے والا بنائیں، یہ مکاتب

جو آج کل ماشاء اللہ ایک نئی محنت پر آ رہے ہیں، قرآن پاک کو صحیح طور پر پڑھنے کے لئے محنت ہو رہی ہے، ہمارے ایمان کے کمال کا تقاضا ہے کہ ہم قرآن پاک کو صحیح طور پر پڑھیں۔

صحیح قرآن پڑھنا ایمانی تقاضا ہے

میں نے خطبہ میں ہی وہ آیت پڑھی تھی میں کیوں ان آیتوں کو بھولوں، اَلَّذِینَ اٰتَینٰھُمُ الْکِتَابَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ اُوْلٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ ، ہم نے جس کو کتاب دی وہ اس کی تلاوت ایسی کرتے ہیں جیسی کرنی چاہئیے، اگر وہ ایسی تلاوت کرتے ہیں جیسی کرنی چاہئیے تو اب وہ ایمان والے کہے جائیں گے، اگر کسی نے اپنی مرضی سے پڑھ لیا بغیر تجوید کے کسی بھی طرح پڑھ لیا تو وہ ایمان کے خلاف ہو جائیگا، اس لئے قرآن پاک کے پیچھے محنت کرو، قرآن پاک کے بغیر زندگی کبھی نہیں بن سکتی، میں خاص طور پر مسلمانوں کی عام پبلک کو یہ میسیج دینا چاہتا ہوں کہ قرآن پاک کو سائڈ میں رکھ کر مکاتب کا کباڑا کر کے مکاتب کی طرف دھیان نہ دیکر دوسری کتنی بھی اصلاح کی کوششیں کی جائیں گی خدا پاک کی قسم کھانے کی ہمت کر رہا ہوں وہ ساری کوششیں فیل ہو جائیں گی، اس لئے کہ روح نکل جانے کے بعد جسم کو سلامت رکھنے کی کوئی کوشش کریں گے تو وہ نا کام ہو گی ،روح نکل گئی ہاتھ پیر تو سلامت ہے لیکن اصلاح کی کوشش کرو گے تو نا کام ہو گی اس لئے کہ روح ہی نہیں ہے۔ روح نکل جانے کے بعد وہی بیٹا جو اپنی ابا کی صحت کے لئے مکان بیچنے کو بھی تیار تھا وہی بیٹا اپنے ابا کی قبر کھودنے کی تیاری کرتا ہے اور جلدی جنازہ تیار کرتا ہے اس لئے کہ روح نکل گئی، پیر کٹ گیا ہو کوئی بات نہیں ہاتھ کٹ گیا ہو کوئی بات نہیں

لقوہ ہوگیا کوئی فکر کی بات نہیں کیوں؟ اس لئے کہ اس کے اندر روح ہے، جب روح ہے تو اب سدھرنے کے امکانات ہیں شفا ہوسکتی ہے۔

اور اگر روح نکل گئی تو ہاتھ پیر چاہے کتنے ہی سلامت ہوں لیکن کوئی کوشش کام کی نہیں ،یہیں سے مکاتب کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ مکتب اگر مضبوط ہے تو ساری کوششیں کارگر ہونگی ،مکتب کو سائڈ میں رکھ کر کتنی کوشش کروگے کوئی کام کی نہیں، بیسک فاؤنڈیشن ، پہلا بنیادی مرحلہ ہی مکتب ہے،تو میں اپنی ماں بہنوں سے اور سرپرست حضرات سے کہوں گا کہ مکتب کی تعلیم کو مضبوط کرنے کے لئے دامے، درمے، سخنے ،قدمے، جو قربانی دینی پڑے اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھ کر کیجئے ،اور اپنے مستقبل کی سلامتی کی ضمانت اگر لینا ہے تو انہی مکاتب کے اندر اپنے آپ کو دید یجئے ،علامہ اقبال بہت سے ممالک کی یونیورسیٹیاں دیکھ دیکھ کر آئے تھے انہوں نے ہندوستان میں آکر انہیں مکاتب کے بارے میں کہا تھا کہ ان مکاتب کو اور ان دریوں پر اور تاٹ پٹریوں پر بیٹھ کر ان لوگوں کو ان کا کام کر لینے دو،تو ہی ہندوستان کا مستقبل سلامت رہ سکتا ہے۔

آج کی اس مجلس میں ہر شخص اس بات کی نیت کرے کہ میں اپنے مکاتب کو مضبوط کرنے کی محنت کروں گا ،اور میں ان مکاتب میں اپنے بچوں کو بھیجوں گا،اور اپنے بچوں کے پیچھے ان مکاتب کی لائن سے محنت کروں گا ،اگر اس کے مدرسین بڑھانے کی ضرورت ہو تو ہم اپنے پیسے بھی لگائیں کب تک ہم روتے رہیں گے کہ ہم غریب ہیں غریب ہیں ،اتنے بھی غریب ہم نہیں ہیں ارے بھائی روح کو سلامت رکھنے کے لئے کتنے بھی پیسے لگانے پڑے تو آدمی لگا دیتا ہے، اگر ہم قرآن کریم کی تعلیم کو زندہ رکھنے کی کوشش کریں تو یہ سستا ہی سودا ہے،حق تعالی شانہ ہم سب کو اس پر محنت کرنے کی توفیق

نصیب فرمائے۔ ہم میں احساس پیدا فرمائے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ ہمارا احساس رخصت ہوگیا ہے، اقبال بہت پہلے اس کی شکایت کر گئے ہیں کہ۔۔۔۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

ہم لوگوں میں احساس نہیں ہے ہم سست پڑ گئے ہیں اور ہمارے ایک استاذ حضرت مولانا ابرار صاحب دھولیویؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہم سن سن کے سست پڑ گئے ہیں اور بعض لوگ تو بولتے بھی ہیں کہ اللہ تعالی نے دو کان کیوں دیئے اس لئے کہ ایک کان سے سننے کا دوسرے کان سے چھوڑ دینے کا، میرے بھائیو!! اگر یہ بات ہے تو پھر خطرے کی گھنٹی ہے ،اس لئے عمل کی نیت سے مجھے بولنا بھی چاہیئے آپ کو سننا بھی چاہیئے ،ان مکاتب کو عزت کی نگاہوں سے دیکھو اس کی قدر کرو، اس کے پیچھے اپنی ساری قربانیاں دینے کی فکر کرو ،اللہ رب العزت آپ کے اس شہر کے تمام مکاتب کو استقامت نصیب فرمائے ،اس میں برکت نصیب فرمائے ،حق تعالی شانہ محنت کرنے والوں کی عمروں میں صحت و عافیت کے ساتھ برکت نصیب فرمائے ، بہت خوش نصیب ہیں وہ نوجوان اور وہ لوگ جو اپنے کاروبار کے ساتھ ان مکاتب کی تعلیم کو مضبوط کرنے کی فکر کرتے ہیں اللہ تعالی ان کے روزگار میں بھی برکت نصیب فرمائے۔۔۔۔

این دعا از من واز جملہ جہاں امین باد،

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولانا محمد بن عبداللہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علم دین کی اہمیت اور اس کے فوائد

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم امابعد،وَاُدْخِلَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِی مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ،صدق الله العظيم

حالات مختصر ہوتے ہیں

گرامی قدر علماء کرام !اور میرے پیارے بچو۔ ابھی شروع میں ایک طالب علم نے قرآن پاک کی چند آیتیں پیش کی،اس میں اللہ تعالی مجھے اور آپ کو ایک بہت بڑی خوشخبری سنا رہا ہے،ابھی ہم لوگ مدرسوں کی دنیا میں ہیں آپ بھی اور میں بھی، مجھے مہوہ والوں نے قید کیا تو میں رات اور دن ایک کر کے اسلام کی خاطر چل رہا ہوں اور آپ کو آپ کے اساتذہ نے قید کیا تو آپ جمعہ کے دن بھی قربانی دے کر مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں،آپ کے اساتذہ کو بھی اسلام کی محبت نے قید کیا اس بنا پر آپ سب اپنے اوقات کو اٹکائے ہوئے ہیں تو یہ زندگی میں ہم لوگوں کو معمولی سی تکلیفیں ہیں ہم لوگ یہاں مصیبتیں محنتیں مشقتیں برداشت کرتے ہیں، میرے بچوں۔ یہ محنتیں مصیبتیں تھوڑے دن ہیں، یہ تکلیفیں ہمیشہ نہیں ہیں اور نیت کرو کہ ہم انشاء اللہ

علماء بنیں گے، ایک مولوی کو اپنے پڑھنے کے زمانہ میں زیادہ سے زیادہ دس سے پندرہ سال کچھ کچھ تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں، اور اگر بہت پڑھا جیسے کہ میں نے اب تک اپنی زندگی کے بائیس سال طالب علمانہ زندگی میں گزارے اس لئے کہ ابھی بھی میں طالب علمانہ زندگی میں ہی ہوں، آپ ہی کی طرح میں بھی کتابیں پڑھتا ہوں پھر سبق پڑھانے جاتا ہوں کتاب پڑھنے سے کبھی کسی کو استغنا اور بے نیازی نہیں ہے، بہرحال ان چند دنوں کے اندر آپ تکلیف اٹھاؤ گے اس کے بعد پھر مزا ہی مزا ہے پھر دنیا آپ کے تابع ہو جائے گی۔

فرشتے پر بچھاتے ہیں

دنیا اللہ تعالی ان علماء اور اہل علم کے تابع کر دیتے ہیں اور دنیا کتنی تابع ہوتی ہے ابھی گزشتی ہفتہ نسائی شریف میں ایک حدیث آئی تھی جناب نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ، اِنَّ الْمَلٰٓائِکَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا عَلٰی طَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا صَنَعَ ، علماء کرام ذرا توجہ دیں اس میں محدثین نے بہت پتہ کی بات لکھی ہے کہ فرشتے طالب علم کے لئے پر بچھاتے ہیں یہ حدیث تو میں اور آپ سنتے ہیں، لیکن پر بچھانے کا مطلب کیا ہے؟ ہمارے بزرگوں میں سے ایک بزرگ علامہ سندھیؒ کے نام کے گزرے ہیں، انہوں نے بخاری شریف پر حاشیہ لکھا ہے انہوں نے ایک علمی بات لکھی ہے کہ فرشتے طالب علموں کی طلب علمی کی راہ میں آنے والی مصیبتوں کو آسان کر دیتے ہیں یہ ہے فرشتوں کے پر بچھانے کا مطلب، اسی لئے ہمارے مدارس دینیہ کے طلباء کسی بھی طرح رہتے ہیں سردی گرمی کی ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی ہے، پیروں

میں چپل نہیں وغیرہ وغیرہ تو ان سب چیزوں سے حفاظت کے لئے اللہ تعالی نے فرشتوں کو مقرر کردیا ہے، ورنہ کسی بچہ کو اس کے ماں باپ نے مدرسہ میں کھانے پینے کے لئے نہیں بھیجا ہے، اب آپ اپنے ذہن سے یہ بات نکالدیں کہ ہم یہاں کھانے پینے آئے ہیں اور یہ بھی نکالدیں کہ کسی کو کسی کا باپ نہیں کھلاتا اور نہ کسی کو کسی کی ماں کھلاتی ہے، سب اللہ تعالی کی طرف سے ہے۔

حصول علم کی برکتیں

آپ لوگوں کو یہاں آپ کے ماں باپ نے اپنا مستقبل بنانے کے لئے بھیجا ہے اگر مجھ کو میرے ماں باپ نے پڑھایا نہ ہوتا تو آپ لوگ مجھ کو اتنی عزت کے ساتھ کرسی پر نہ بٹھاتے آپ کے ماں باپ آپ کو پڑھا رہے ہیں انشاء اللہ آپ ہوا میں اڑو گے، آگے اللہ تعالی نے خوشخبری بھی سنائی کہ محنتیں اٹھانے کے بعد جنت میں ہی رہنا ہے، بات سے بات یاد آگئی اللہ تعالی بائیسویں پارے میں میری اور آپ کی فضیلت بیان کرتا ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالی نے اپنی کتاب یعنی قرآن پاک کا علم دیا ان کو جب جنت میں داخل کیا جائے گا تو ان کو سونے چاندی ہیرے اور جواہرات کے کپڑے اور کنگن پہنائیں جائیں گے، جس کو فرمایا کہ،، **جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا یُحَلَّوۡنَ فِیۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّلُؤۡلُؤًا وَلِبَاسُهُمۡ فِیۡهَا حَرِیۡر** ، ان کا لباس ریشم کا ہوگا اس طرح اور بھی آیتیں ہیں، اور جنت میں جانے کے بعد انسان کیا کہے گا کہ یار دنیا میں تو استاذ اور ناظم بہت کام لیا کرتا تھا کہ یہ کرو اور وہ کرو بہت تھک گئے تو سب مل کر کہیں گے انشاء اللہ،، **اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ اَذۡهَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ** ، کہ اب تو

ساری تکلیفیں دور ہوگئیں اب تو آرام ہی آرام ہے، کیوں اس لئے کہ ہم نے دنیا میں اللہ تعالی کی خاطر مشقتیں برداشت کیں۔

نیت صاف رکھیں

آپ لوگ اپنی منزل طے کرو کہ ہم مدرسہ میں پڑھنے کیوں آئے؟ ہم اپنے دل میں یہ نیت کریں کہ ہم جو علم دین حاصل کررہے ہیں وہ محض اللہ اوراس کے رسول ﷺ کو راضی کرنے کے لئے ہے، یہ نیت نہیں کرنا کہ میں بڑا بنوں گا، گاڑیوں میں گھوموں گا مجلسوں کا صدر بنوں گا اور لوگ میرے آگے پیچھے رہیں گے یہ سب نیتیں فانی ہیں ہم ایسی نیت کریں کہ ہم یہاں اس لئے آئے ہیں تاکہ ہمارے پیدا کرنے والے کے ساتھ ہمارا تعلق مضبوط ہو جائے، ابھی جو بچہ تقریر کررہا تھا اس نے آیت پاک پڑھی کہ،، **اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَا دِہِ الْعُلَمٰؤُ** ،اللہ کا ڈر علماء کو ہی ہوتا ہے اس لئے کہ علماء اللہ تعالی کو پہچانتے ہیں جو پولس والے کو پہچانتا ہی نہ ہو وہ پولس والے سے ڈرے گا بھی نہیں، وہ اس کے سامنے چوری بھی کرے گا ڈکیتی بھی کرے گا اسی طرح اللہ تعالی سے وہ ڈرے گا جو خدا تعالی کو پہچانتا ہو، جس کے دل میں اللہ تعالی کی عظمت اور خدا کا استحضار ہو وہ ڈرے گا اور جب ڈرے گا تو قانون کی پابندی کرکے چلے گا اس کو کوئی ٹینشن نہیں ہوتا، اس کو سکون ہوتا ہے ٹینشن اس کو ہوتا ہے جو قانون توڑتا ہو یا جو قاعدے کے مطابق نہ چلتا ہو۔

ساری دنیا طلباء کی فکر کرتی ہے

ہم لوگوں کے لئے انشاء اللہ دنیا میں بھی آسانی ہے اور آخرت میں بھی،

آپ لوگوں کے لئے تو فرشتے بھی خدمت میں ہیں اور فرشتے کوئی چھوٹی مخلوق نہیں ہیں اللہ تعالی کا V I P اسٹاف ہے اور پوری دنیا آپ لوگوں کی خدمت میں ہیں آپ لوگ تو یہاں پڑھتے ہو لیکن بمبئی، انگلینڈ، افریقہ، اور دنیا بھر کے لوگ آپ کی خدمت میں ہیں اور وہ لوگ سب کے سب مولانا وستانوی صاحب کو آپ کے اساتذہ کو آپ کے ناظم صاحب کو آپ کی خبر پوچھتے ہیں کہ ہمارے بچے تو برابر ہیں ان کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے ان کے کھانے کا رہنے کا اچھا انتظام کرو کچھ لوگ تو اتنا کہتے ہیں کہ مولانا ہم لوگ زیادہ اس لئے کماتے ہیں کہ زیادہ کمائیں گے تو مدرسہ کو پانچ روپیے زیادہ دیں گے، یہ سب آپ کی خدمت ہو رہی ہے آپ تو کتنے بڑے لوگ ہو، آپ اسلام کے خادم ہو، لیکن پوری دنیا کے مخدوم ہو۔

ہم دعا کرنے والے بنیں

اب آپ سے ایک ہی کام لینا ہے وہ یہ کہ اسلام کے خادم بننے کی نیت کرو، اور اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری کرو، صاف ستھرے رہو، اور اللہ تعالی سے دعا کرنے کی عادت ابھی سے ڈالو، ہمارے مدرسوں میں سے ایک چیز آج کل بہت جلد ختم ہو رہی ہے، اور تقریباً اَسی فیصد ختم ہوگئی کہ بچے دعا نہیں مانگتے ہیں بلکہ معاف کیجئے ہم علماء بھی دعا نہیں مانگتے ہیں، درخواست لکھنے کے لئے ہمارے پاس پچیس منٹ کا ٹائم ہے لیکن دعا مانگنے کے لئے ہمارے پاس ٹائم نہیں ہے، کسی بڑے کی ڈاڑھی میں ہاتھ ڈال کر چاپلوسی کرنے کے لئے ہمارے پاس ٹائم ہے لیکن دعا کرنے کے لئے اور اللہ تعالی سے مانگنے کے لئے ہمارے پاس ٹائم نہیں ہے، اس لئے میں اپنے پیارے بچوں سے کہتا ہوں کہ ابھی سے دعا کی عادت ڈالو اور تم لوگ اپنے لئے

بھی دعا کرو اور اپنے ماں باپ کے لئے بھی دعا کرو اپنے اساتذہ کے لئے اپنے سرپرستوں کے لئے اور پوری دنیا کے اصحابِ خیر حضرات کے لئے اور پوری دنیا کی انسانیت کے لئے دعا کرو اور تمہاری معصوم دعاؤں پر تو آسمان کو بھی ترس آتا ہے اس لئے اچھے بنو دنیا ابھی بھی آپ کو ہاتھ کرنے کے لئے تیار ہے۔

دین کا علم کبھی ختم نہیں ہوگا

دیکھو دنیا کے علوم تو ختم ہو جانے والے ہیں لیکن اللہ تعالی کا علم کبھی ختم ہونے والا نہیں، اللہ تعالی کبھی ختم ہونے والے نہیں اس لئے اس کا علم بھی کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے، تم مر بھی جاؤ گے اس دنیا میں تمہارا نام باقی ہوگا آپ حضرات فضائل اعمال کو جانتے ہونگے جس کی پوری دنیا میں تعلیم ہوتی ہے، اس کے لکھنے والے حضرت مولانا شیخ زکریا صاحبؒ تقریبا چھبیس ستائیس سال سے انتقال فرما گئے لیکن ابھی بھی ان کی قبر مبارک میں ہدیئے پہنچ رہے ہیں تحفے پہنچ رہے ہیں ،ثواب پہنچ رہا ہے اس لئے کہ انہوں نے کام کیا اور کام کب کیا جب انہوں نے مدرسہ میں پڑھا آپ بھی مدرسوں میں پڑھو گے تو انشاء اللہ کام کرو گے۔

علم کا درخت ہمیشہ پھلدار رہتا ہے

وہ بچہ جو آیت پاک کی تلاوت کر رہا تھا آگے کی آیت پاک کا ترجمہ کر کے بیان پورا کرتا ہوں اس لئے کہ آج جمعہ کا دن تمہارے کھیل کود کا دن ہے اس لئے زیادہ وقت نہیں لوں گا، اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اچھی بات کی مثال اللہ تعالی نے یوں دی کہ جیسے کوئی اچھا درخت ہو، اس کی جڑیں زمین میں ہوں لیکن اس کی شاخیں آسمان

میں پھیلی ہوئی ہوں آپ تو یہ مدرسہ پکڑ کر بیٹھ جاؤ گے لیکن آپ کا فیض پوری دنیا میں پھیلے گا یہ ہے، اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرۡعُهَا فِى السَّمَآءِ ، یہ علماء کرام کا فیض پوری دنیا میں پھیلتا ہے اور آگے اللہ تعالی نے کتنا زبردست لفظ استعمال فرمایا ہے، تُؤۡتِىۡۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِيۡنٍۢ بِاِذۡنِ رَبِّهَا ، کہ وہ درخت بھی ایسا ہوتا ہے جو ہمیشہ اپنا پھل دیتا ہے میں ایک مرتبہ ناریل پانی پی رہا تھا تو میرے ذہن میں آیا کہ یہ درخت تو ہمیشہ پھل نہیں دیتا ہے، آم کا درخت صرف گرمی کے زمانہ میں آم دیتا ہے گیہوں کی فصل صرف سردی ختم ہونے پر گیہوں پکاتی ہے، لیکن میرے اور آپ کے پاس جو علم کے پھل ہیں اس کے بارے میں قرآن پاک نے بیان فرمایا کہ،، كُلَّ حِيۡنٍۢ بِاِذۡنِ رَبِّهَا ، ہمارا علم تو ہر وقت فائدہ دے گا دیہات میں بھی، شہر میں بھی، سردی میں بھی ، گرمی میں بھی، تو محنت سے پڑھو، اللہ تعالی آپ سب کو بہترین داعی حضور ﷺ کے پیغام اور آپ ﷺ کے مشن کو لے کر چلنے والا جامعہ اکل کوا کے عظیم ترین مشنِ قرآنی کو لے کر چلنے والا بنائے۔ اور ہم سب لوگوں میں ہمارے اسلاف اور بزرگوں کی فکریں زندہ فرمائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ امین

وصلی اللہ سلم علی سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان اپنی انسانیت کی قدر کرے

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ با لله من شرور انفسنا ومن سياٰت اعمالنا من يهده الله فلامضل له ومن يضلله فلا ها دی له ونشهد ان لااله الا الله وحده لا شريک له ونشهد ان سيدنا ومو لناومُرْشِدَنَا وَقَائِدَنَاوَمُعَلِّمَنَا مُحَمَّدًا عبده ورسوله صلى الله تبا رک وتعالى عليه وعلى اٰله واصحابه وازواجه وذرياته وبا رک وسلم تسليما كثيرا،اما بعد فاعوذ با لله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمَاعِيل رَبَّنَاتَقبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ رَبَّنا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ اٰيَاتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.صدق الله العظيم وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال اَنَا دَعْوَةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ صدق رسوله النبی الامی الكريم ونحن على ذالک لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين .

نعمت کا باقی رکھنا مشکل کام ہے

معزز علماء کرام، بھائیو بزرگو اور دوستو۔

اللہ رب العزت نے مجھے اور آپ کو بڑا قیمتی بنایا ہے، دیکھیئے کسی نعمت کا پالینا بہت آسان ہے لیکن اس نعمت کا اپنے پاس باقی رکھنا اپنے پاس اس نعمت کی مرتے دم تک حفاظت کرنا بہت زیادہ مشکل کام ہے آپ حضرات میں سے اکثر لوگوں نے یہ سنا ہوگا کہ قرآن کریم کا یاد کرلینا تو آسانا ہے لیکن اس کا یاد رکھنا بہت مشکل ہے، یاد کرنا تو خدا تعالی نے آسان بنایا ہے،، وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرْ، ، پیسے بنالینا کچھ لوگوں کے لئے چٹکی کا کھیل ہوتا ہے لیکن ان پیسوں کو سنبھالنا بہت مشکل کام ہوتا ہے۔

یہاں بھی میمن برادری بستی ہے ہمارے یہاں اکل کواں میں ستر پچھتر سال کے ایک بوڑھے میمن حاجی صاحب تشریف لائے، میں ان کے ساتھ کسی دستر خوان پر دعوت میں شریک ہو گیا میری عادت ہے کہ میں بوڑھوے لوگوں سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تمہاری زندگی کا کوئی تجربہ ہو تو ہمیں بتلاؤ، وہ میمن تھے، تو میں نے ان بڑے میاں صاحب سے بھی پوچھا تو انہوں نے کہا کہ بیٹا تم مفتی ہو سب کچھ ہو لیکن تم میرے سامنے میرے پوتے کی طرح ہو، میری ایک نصیحت یاد رکھنا پیسہ سنبھال کر رکھنا، پیسوں کی حفاظت کرنا، جیسے عورتیں فریج کے فریجر بوکس میں برف کو جما کر رکھتی ہے، بار بار کھولتی نہیں ہیں اور سخت ضرورت پڑے تو برف کی لادی نکالتی ہیں، اور پھر اس کو پانی سے بھر کر دوبارہ رکھدیتی ہیں۔

خیر میں آپ کو اس مثال کے ذریعہ یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالی نے مجھے اور آپ کو انسان بنا کر پیدا فرمایا بے شک یہ اس کا فضل وکرم ہے لیکن دنیا میں انسان بن کر رہنا مرتے دم تک انسانیت کی صفت پر باقی رہنا یہ آسان کام نہیں ہمارا کوئی حق نہیں تھا کہ ہم انسانوں کے ہی گھروں میں پیدا ہوتے، اللہ رب العزت چاہتے تو ہمیں گدھے کی اولاد بھی بناتے، اللہ تعالی چاہتے تو ہمیں کتے کی اولاد میں پیدا فرماتے کسی کے باپ نے کوئی ٹھیکہ تھوڑی لے رکھا ہے۔ لیکن ہم انسان بن کر پیدا ہوئے یہ اللہ تعالی کا فضل ہے کہ اس نے مجھے اور آپ کو انسان اور عقلمند انسان بنا کر پیدا فرمایا۔

نعمت باقی رکھنا بندے کے ذمہ ہے

اللہ تعالی نے پیدا تو کر دیا لیکن انسان بن کر زندگی گزارنا اس انسانیت کو اپنی زندگی میں باقی رکھنا ہمارا کام ہے، باپ نے اپنے بیٹے کو اسکول میں داخلہ دلا دیا اس نے اپنا کام کر لیا اب محنت کرنا، اور اپنے آپ کو بنانا بیٹے کے ذمہ ہے، کسی مالدار نے اپنے بیٹے کو دوکان کھول کر دیدی اب بیٹے کا کام ہے دوکان کی نگرانی کرنا۔ اس کو بڑھاوا دینا دوکان سنبھالنا، بزنس کو ڈیولپ کرنا، اس کو ترقی دینا مارکیٹ میں اپنا نام کمانا، یہ سب بیٹے کا کام ہے، اب کوئی بچہ جب جی میں آتا ہے دوکان کھولتا ہے جب جی میں نہیں آتا ہے دوکان نہیں کھولتا ہے جس گراہک کے ساتھ جیسی چاہے ویسی بات کر لیتا ہے باپ کے لگائے ہوئے گلشن کو ختم کر دیتا ہے تو اس میں باپ کا کوئی قصور نہیں ہے بیٹے کا قصور ہے، ایسے ہی اللہ تعالی نے مجھے اور آپ کو ایک مقام عطا فرمایا ہے، اس نے ہمیں انسان بنایا اور ایک بہت بڑا مقام دیا اب اس مقام کو باقی رکھنا اس کی قدر کرنا ہمارا کام ہے۔

انسان کے مرتبہ کو قسم کھا کر بتایا گیا

اللہ تعالی نے تو ہمارے مرتبہ اور ہمارے مقام کو اجاگر فرمایا اس نے تو قسم کھا کر کہا ہے کہ،، لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِی اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ،، قسم ہے کہ ہم نے انسان کو بہترین خوبصورت سانچے میں پیدا کیا عربی زبان جاننے والے جانتے ہیں اس آیت پاک میں، لَقَدْ ، کے اندر لام لامِ قسم استعمال ہوا ہے، اور قَدْ، بھی ہے اس سے اور زیادہ تاکید ہوگئی یہاں ایک بات یہ بھی سن لیں کہ قسم تو وہ کھاتا ہے جس کی بات میں کچھ شک وشبہ کی گنجائش ہو، اور سامنے والے کو یقین دلانے کے لئے قسم کا سہارا لیتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ رب العزت قسم کیوں کھا رہے ہیں اس کی بات میں تو کوئی شک نہیں ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ بات میں وزن ڈالنے کے لئے اللہ تعالی قسم کھا رہے ہیں اس لئے کہ خدا تعالی کو بھی معلوم ہے کہ انسان اپنی قدر کو نہیں پہچان سکے گا۔

اللہ تعالی نے چار چیزوں کی قسم کھائی

اللہ تعالی نے انسان کے لئے چار چیزوں کی قسم کھائی ،، وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ، وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ، وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ،، یہ چار چیزیں ہیں، وَالتِّیْنِ انجیر کی قسم اور وَالزَّیْتُوْن زیتون کی قسم، مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ انجیر اور زیتون سے حضرت ہود کا وہ باغ مراد ہے جو مسجد اقصی کے قبلہ کی سمت میں واقع تھا بہر حال انجیر اور زیتون کو انسان کی تندرستی کے ساتھ بہت زیادہ نسبت ہے۔ تیسری چیز وَطُوْرِ

سِیْنِیْنَ ، ،طور سیناء کی قسم ،اور رہی سہی کسر بھی پوری کردی اس شہر کی قسم کھا کر جس کے آگے کسی شہر کا مقام نہیں اور وہ ہے مکہ مکرمہ، وَھٰذَاالْبَلَدِ الْاَمِیْن ،سے جس کا تذکرہ ہورہا ہے ان چاروں کی قسم کھا کر اللہ تعالی نے فرمایا کہ ہم نے انسان کو بہترین ڈھانچہ میں پیدا فرمایا،خوبصورت دھانچہ میں پیدا فرمایا۔

انسان کے خوبصورت ہونے کی دلیل

اور میرے بھائیو! انسان کتنا پیارا ہے جس کو خوبصورت ڈھانچہ میں پیدا کیا جارہا ہے اور یہ انسان اتنا پیارا اتنا پیارا ہے کہ خود اس کی نظر اس کو لگ جاتی ہے،اسی لئے اس کو بدنظری سے بچانے کے لئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا،کہ جب کبھی آئنہ میں اپنا چہرہ دیکھو تو یہ دعا پڑھو،،اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِی فَحَسِّنْ خُلُقِی ، کہ اے اللہ تو نے ہی میری تصویر میرا ڈھانچہ میری شکل وصورت خوبصورت بنائی ہے اب میرے اخلاق کو بھی خوبصورت بنا دیجئے ،ماں باپ کی بھی نظر انسان کو لگتی ہے خود کی نظر بھی لگتی ہے اپنی خود کی گاڑی پر بھی انسان کی نظر لگتی ہے اپنے خود کے بنگلے پر بھی انسان کی نظر لگتی ہے،اپنے خود کے کھیت پر بھی انسان کی نظر لگتی ہے۔دلیل اس کی یہ کہ سورہ کہف جو پندرہویں پارے میں ہے اس کے اندر دو بھائیوں کا تذکرہ ہے پورے واقعہ کی تفصیل میں نہیں جاتا ہوں،اس میں ایک بھائی کی نصیحت کو جو اس نے اپنے دسرے بھائی کے لئے کی تھی قرآن کریم نے اس نصیحت کو نقل کر کے بتلایا ہے ،،وَلو لاَ اِذْدَخلتَ جَنّتَکَ قلتَ مَاشآءَ الله لاقوۃ الابا لله ،،کہ ایک بھائی جب اپنے باغ میں داخل ہوا تو اس نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کبھی یہ باغ فنا ہوگا

اور قیامت نہیں آئے گی اس طرح اس نے قیامت کا انکار کیا اس پر اللہ کا عذاب آیا اور پورا باغ تہس نہس ہو گیا دوسرے دن جب کہ اس کا باغ تہس نہس ہو چکا تھا اور وہ کفِ افسوس مل رہا تھا اس کے بھائی نے اس سے کہا کہ اے میرے بھائی۔ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو تجھے ماشاء اللہ کہنا چاہئیے تھا کہ ماشاء اللہ کتنا اچھا میرا باغ ہے تجھے گھمنڈ نہیں کرنا چاہئیے تھا اگر تو ماشاء اللہ کہتا اور گھمنڈ نہ کرتا تو تیرا باغ ہلاک نہ ہوتا اس سے پتہ چلا کہ ماشاء اللہ کہنے سے نظر نہیں لگتی ہے۔

یہاں سے ہمارے بزرگوں نے ماشاء اللہ کا ایک وظیفہ پکڑ لیا کہ جب کبھی انسان کو کوئی چیز پسند آجائے کوئی چیز اس کو بھا جائے کوئی چیز اس کی نظروں اور اس کے رگ وریشہ میں رچ بس جائے تو اسے دیکھ کر ماشاء اللہ کہنا چاہئیے۔

شیخ ذوالفقار صاحبؒ کا ملفوظ

بات یہ چل رہی ہے کہ ماشاء اللہ کہنے سے نظر نہیں لگے گی میں بروڈہ کا رہنے والا ہوں ہم لوگوں نے ہمارے گھر کی جب تیسرے منزلہ کی عمارت مکمل کر لی اور وہ اس لئے کہ پہلے دو منزلہ میں ہم لوگ رہتے تھے جب ضرورت پڑی تو تیسرا منزلہ ایک ہال کی شکل میں بنایا، جب وہ مکمل ہو گیا تو میرے استاذ حضرت مولانا سید ذوالفقار صاحب نور اللہ مرقدہ تشریف لائے تو حضرت نے پہلی فرصت میں میرے والد صاحب سے فرمایا کہ عباس بھائی ،،ماشاء اللہ،، کی تختی بنا کر یہاں لگادو، ورنہ میری بھی نظر اس کو لگ سکتی ہے دوسرے کی تو بعد میں لگے گی ،تو مجھے یاد ہے کہ ہمارے والد صاحب دوڑے دوڑے شہر میں گئے اور پتھر پر کندہ کرنے والوں کے

پاس لکھوا کرلائے وہ تختی آج بھی ماشاءاللہ موجود ہے، ہمارے بزرگوں کی نظر قرآن پاک پر جاتی ہے۔

سورہ کہف کی فضیلت

اور دیکھو یہ جو ماشاءاللہ کی بات آئی، دو بھائیوں کا قصہ سنایا تو یہ سورہ کہف میں ہے،اور سورہ کہف ماشاءاللہ وہ سورت ہے کہ جو شخص ہر جمعہ کو اس کی تلاوت کرے گا تو وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا اور دجال بڑا نہیں نکلا تو کیا ہوا چھوٹے چھوٹے دجال وجود میں آچکے ہیں، مثلاً موبائل کی شکل میں انٹرنیٹ کی شکل میں،آپ نے نہیں سنا کہ کسی بھی لشکر کا کمانڈر آنے سے پہلے چھوٹی چھوٹی جماعت میں اپنے لشکر کو بھیجتا ہے جس کو ہم لوگ مدارس دینیہ میں مقدمة الجیش کہا کرتے ہیں۔

انسان کی ظاہری خوبصورتی

بہر حال میں یہ عرض کرر ہا ہوں کہ انسان اتنا خوبصورت بنایا گیا ہے کہ قرآن کریم نے اس کی خوبصورتی کے لئے قسم کھائی،اور اس کی ظاہری خوبصورتی بھی ہےاور باطنی خوبصورتی بھی،سورہ والتین والزیتون میں چار چیزوں کی قسم کھا کر اس کی ظاہری خوبصوری کو بیان فرمایا اور دسری جگہ اس کی ظاہری خوبصوری کو یوں تعبیر کیا گیا کہ،، فَعَدَلَکَ فی اَیِّ صورَۃٍ ماشآ ءَ رَکَّبَکَ ،کہ اے انسان اللہ تعالی نے جس تصویر میں بھی تجھ کو ڈھالنا چاہا ڈھالا، بنانا چاہا بنایا، نہ جھکا ہوا بنایا نہ ٹیڑھا بلکہ بالکل بیلینس کے ساتھ بنایا، یہ بات اور ہے کہ ٹائر جب پرانا ہو جاتا ہے پھر اس کا کام

کرواناپڑتا ہے، اسی طرح انسان بھی جب بوڑھا ہوجاتا ہے تو اس کو بھی گاڑی وغیرہ پر بٹھاناپڑتا ہے، لیکن اللہ تعالی نے تو اس کو بہترین بنایا کہ ناک کی جگہ ناک بنائی کان کی جگہ کان بنائے، منہ کی جگہ منہ بنایا، آنکھ کی جگہ آنکھ بنائی، اگر مان لو اللہ تعالی ناک کو سر میں لگاتے، اور آنکھوں کو پیٹھ میں لگاتے، تو اب کھانا کھاتے وقت کتنی پریشانی ہوتی، سب سے پہلے ناک کو سونگھانے کے لئے سر میں لے جانا پڑتا اور اس کے بعد لقمہ صاف ہے یا نہیں اس کو بتلانے کے لئے آنکھ کی طرف لے جاتے اور پھر کھاتے لیکن اللہ تعالی نے بالکل سیدھا بنایا جیسی ضرورت تھی ویسا ہی بنایا، یہ تو ہوا ظاہری خوبصورتی کا تذکرہ۔

باطنی خوبصورتی کا تذکرہ

اللہ تعالی نے انسان کو باطنی اعتبار سے بھی خوبصورت بنایا اور باطنی خوبصورتی کو بھی قرآن پاک نے تاکید کے ساتھ بیان فرمایا، وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ، یہاں بھی، لَقَدْ ،تاکید کے ساتھ ہے اور اُدھر بھی، لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِي اَحْسَنِ تَقْوِيم ، میں بھی لَقَدْ لام تاکید کے ساتھ ہے، گویا کہ ظاہری اور باطنی دونوں خوبصورتی کے لئے تاکید در تاکید بیان فرمایا، اور لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي اٰدَمَ کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے انسان کو عزت والا بنایا صرف اہل ایمان نہیں بلکہ تمام انسانوں کو ہم نے مکرم بنایا اور ہم نے ان کے تابع کردیا خشکی کو بھی اور تری کو بھی۔

دنیا انسان کے تابع ہے

ان ساری مخلوقات کو اللہ تعالی نے حضرت انسان کے تابع فرمایا سمندری راستوں کو بھی اور ہوائی راستوں کو بھی اور ان کے علاوہ خشکی اور تری پر موجود تمام چیزوں کو اللہ تعالی نے اس انسان کے تابع کر دیا کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ٹنوں من وزنی ہوائی جہاز انسان ہوا میں لے کر اڑتا ہے حالانکہ زمین کے اندت قوتِ مقناطیس ہے وہ چیزوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے، لیکن اس انسان کو اللہ تعالی نے وہ کمال عطا فرمایا کہ سائنس کی عقل کو سائڈ میں کر دیتا ہے، اور تری یعنی سمندر کو انسان کے کیسے تابع بنایا دیکھو پانی میں اگر کوئی چیز گر جاتی ہے تو ڈوب جاتی ہے ہلکی چیز گر جائے تو اوپر رہے گی لیکن وزنی چیز گر جائے تو ڈوب جائے گی لیکن اللہ تعالی نے اس سمندر کو اور اس کے پانی کو بھی انسان کے اتنا تابع بنایا کہ لاکھوں من کا اور کروڑوں ٹن کا بحری جہاز سامان لے کر چلتا ہے مگر اس کو کچھ نہیں ہوتا ہے اور یہ چھوٹا سا آدمی اس کا رخ کسی بھی سمت موڑتا ہے۔

مخدوم کی خدمت کی جاتی ہے

اور دیکھو مہوہ والو! انسان مخدوم ہے، اور دنیا اس کی خادم ہے اور مخدوم کے لئے یعنی جس کی خدمت کی جاتی ہے اس کے لئے کچھ بھی قربانی دینی پڑ سکتی ہے جیسے کہ انسان کی خدمت کے لئے بڑے بڑے ہوائی جہاز کو اڑنا پڑتا ہے اور سمندر پر چلنا پڑتا ہے اسی طرح حضرت حسینؓ خادم تھے اور اسلام مخدوم ہے اسی لئے تو حضرت

حسینؓ نے اسلام کی خاطر اپنی جان کی بازی لگوادی، ماہ محرم الحرام کوئی سوگ منانے کا موقع نہیں ہے حضرت امام حسینؓ نے جان کی بازی لگوا کر اپنی قیمت بڑھا دی، میں پورے واقعہ میں نہیں جاؤں گا لیکن بیچ بیچ میں تذکرہ کرتا رہوں گا اس لئے کہ مجھے بھی یاد ہے کہ میں محرم الحرام کے پلیٹ فارم سے بول رہا ہوں، اور یاد رکھو۔

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جنہیں مرنا نہیں آتا انہیں جینا نہیں آتا

اور کسی دوسرے اردو کے شاعر نے کہا کہ۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانا خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

ایک مثال سے وضاحت

اگر گیہوں کے دانے کھیت میں سے نکل کر کھلیان میں آ کر دھوپ کے تھپیڑوں میں کسی مزدور کے ہاتھ میں رہ کر صوفے کی گرمی برداشت کر کے اپنے آپ کو کچرے سے الگ نہ کرے کھیت میں ہی آرام کرنا چاہے اور آگے کے جو مراحل ہیں، چھننا اس کو بوری میں بھرنا، اور اس پر دوا ڈالنا، تاکہ اس کے قریب کیڑے مکوڑے نہ جا سکیں پھر چکی کے خطرناک قسم کے کرنٹ کے اندر اپنے آپ کو پسوانا اور آٹا گرم گرم بن کے نکلنا اور ڈبے میں بند ہونا اور پھر روٹی زیادہ نرم بنانی ہو تو اس میں تھوڑا سا تیل اور ڈالو، پھر اس کو عورتیں مارتی ہیں کبھی سیدھا کبھی الٹا گوندتے وقت مارتے ہیں اور پھر اس کو بیلن کے ذریعہ بیلا جاتا ہے اور پھر امتحان کا زمانہ آتا ہے کہ اس کو گرم

گرم چولہے کے اوپر گرم توے کے پر رکھا جاتا ہے اور ایک طرف سے سینکا نہیں جاتا بلکہ دونوں طرف سے سینکا جاتا ہے، تھوڑا کچا رہ گیا تو پھر اور سینکا جاتا ہے، تب جا کر وہ روٹی بنتی ہے اور ایک انسان کی خوارک بنتی ہے اور اگر یہ سب حالات وہ برداشت نہ کرے تو وہ کسی کام کی نہیں ہے لیکن اگر وہ روٹی ان سب حالات کو برداشت کرتی ہے تو اس کو ایک مقام ملتا ہے اس کو سمجھاتا ہوں، حالات سے گزرنے کے بعد یہ روٹی مسلمان کے پیٹ میں جاتی ہے تو اب اس روٹی کو جنت تک کا بقامل گیا جنت تک یہ روٹی جائے گی آپ کہو گے کہ مولانا کیسی بات کر رہے ہیں، میں برابر بات کر رہا ہوں مسلمان نے روٹی کھائی اب اس روٹی سے خون بنا، خون سے گوشت بنا، گوشت سے آپ کے بدن کے حصے بنے، اور یہی حصے سجدہ کریں گے، حدیث پاک میں فرمایا کہ جو حصے سجدہ کرتے ہیں وہ کبھی جہنم میں نہیں جائیں گے، یہ روٹی کہاں گئی جنت میں گئی لیکن بتلاؤ یہ روٹی جنت میں کب جائے گی؟ جب اس نے اپنے آپ کی قربانی دی۔

شہادتِ حسین باعث سعادت ہے

فنا میں بقاء کا راز مضمر ہے، جب تک انسان اپنے آپ کو فنا نہیں کرتا اپنی انانیت کو نہیں مٹاتا اس کو بلند مقام نہیں حاصل ہوسکتا جو اپنی انانیت کو ختم نہیں کرتا اس کا نام دنیا میں باقی نہیں رہتا، امام حسین رضی اللہ عنہ کا تو مقام بڑھ گیا حسین رضی اللہ عنہ کی تو سعادت تھی اللہ کے رسول ﷺ کے دین کے لئے اللہ تعالی نے ان کو منتخب کرلیا اس لئے خوشی کے مارے ہم تو یہ کہیں گے اس دین کے لئے اللہ تعالی نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا ہے اور ڈنکے کی چوٹ پر کہیں گے کہ حسین تو نے تو ہمارا نام روشن کردیا اور اپنے

نانا جان کی لاج رکھ لی اور میں نے گزشتہ جمعرات کو دمن کے پروگرام میں کہا تھا کہ سوگ اور ماتم تو اس پر منایا جائے جو مر گیا ہو، اور امام حسینؓ مرے نہیں بلکہ شہید ہیں اور شہید زندہ ہوتا ہے اور یہ بات قرآن کہتا ہے اور قرآن پاک پر بریلوی دیوبندی مودودی اہل حدیث اور اگڑم بگڑم جتنی بھی جماعتیں ہیں سب متفق ہیں، تو قرآن پاک کہتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالی کے راستہ میں شہید ہوتے ہیں وہ مرے نہیں بلکہ وہ زندہ ہیں، اور صرف زندہ ہی نہیں بلکہ ان کو رزق دیا جاتا ہے ابھی شروع میں ہمارے ایک دوست بات کر رہے تھے، میں اوپر لیٹا لیٹا سن رہا تھا انہوں نے ایک بہترین آیت کریمہ کی تلاوت کی تھی کہ، بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ، کہ شہید اپنے رب کے پاس زندہ ہوتا ہے اس کو رزق دیا جاتا ہے۔

قبر میں روح کی حاضری کا مسئلہ

یہاں ایک مسئلہ اور سمجھا دوں کہ قبر میں جانے کے بعد تو ہر آدمی زندہ رہتا ہے اس کی روح کے ساتھ اس کا کنکشن رہتا ہے، قبر میں ہم کو دفن کیا جاتا ہے ہماری روح اوپر جاتی ہے لیکن اس روح کا قبر کے ساتھ کنکشن رہتا ہے جیسے آپ کے مہوہ میں لائٹ جل رہی ہے اس لائٹ کا مرکز پاور ہاؤس جسے کہتے ہیں کسی جگہ پر ہوگا (جی ہاں باہر ہے) لیکن ہے مہوہ میں، اگر پاور ہاؤس کا سوئچ بند کر دیا جائے تو آپ یہاں کے کتنے بھی سوئچ چالو کرو کچھ ہونے والا نہیں ہے لائٹ نہیں آئے گی، اور اگر پاور ہاؤس کی مین سوئچ چالو ہو گئی تو یہاں کی سوئچ چالو کرتے ہی یہ سب لائٹ وغیرہ چالو ہو جائے گی، ایسے ہی انسان کی روح مرنے کے بعد عالم ارواح میں چلی جاتی

ہے، اور دو جگہ پر روحیں ہوتی ہیں جس کا تذکرہ قرآن پاک نے کیا ہے ان میں سے ایک عِلّیِّین ہے اور دوسرا سِجِّینُ ہے۔

مومنوں کی روح علّیِّین میں جاتی ہے اور کافروں کی روح سِجِّین میں جاتی ہے (نعوذ باللہ) اب اس روح کا قبر کے مردہ کے ساتھ کنکشن رہتا ہے جیسے الکٹرک کا کنکشن رہتا ہے اللہ تعالی جب سوئچ چالو کرتے ہیں تو روح اس بدن کے ساتھ ڈائیریکٹ مل جاتی ہے، اور مجھے بتاؤ پاور کے اندر اسپیڈ کتنی زیادہ ہے؟ آپ نے بٹن چالو کیا اور ادھر پنکھا چالو ہو جاتا ہے، جب پاور میں اتنی اسپیڈ ہے تو اللہ تعالی نے جسم کے ساتھ کتنی زبردست اسپیڈ بنائی ہوگی، اور اسی مثال کو آگے سنئے۔ کبھی کبھی جب پاور کے اندر ہولٹیس زیادہ ہوتا ہے اور کبھی ہلکا ہولٹیس ہوتا ہے کبھی کبھی ہولٹیس اتنا ہائی ہوتا ہے کہ کامپریشر بھی جل جاتا ہے، لائٹ بھی اڑ جاتے ہیں حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ جمعہ کے دن عالم ارواح سے قبر میں سوئے ہوئے جسم کو ہائی ہولٹیس دیا جاتا ہے، کنکشن مضبوط دیا جاتا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ اپنے والدین کی قبروں پر جمعہ کے دن فجر کی نماز کے بعد جایا کرو اس لئے کہ عالم ارواح کے ساتھ اس کا کنکشن مضبوط ہو جاتا ہے، ماں باپ کو پتہ چل جاتا ہے کہ میرا بچہ آیا تھا کیا پڑھ کر گیا کچھ دیکر گیا۔

امام حسینؓ زندہ ہے

بہر حال حضرت امام حسینؓ شہید ہوئے اللہ کے راستے میں شہید کئے گئے، اور قرآن کہتا ہے کہ حسین تو زندہ ہے اور صرف زندہ نہیں بلکہ، عِندَ رَبِّهِمُ يُرُزَقُونَ، اُنہیں تو اللہ تعالی کے پاس رزق دیا جارہا ہے، حضرت امام حسینؓ جنت کی

سیر کر رہے ہیں اس پر ہائے پیٹنے کی ضرورت ہے یا خوش ہونے کی ضرورت ہے؟ (خوش ہونے کی) مسلم شریف کی روایت میں ایک ادنی درجہ کے شہید کے بارے میں آیا کہ، اِنَّ اَرْوَاحَ شُهَدَاءَ فِی حَوَاصِلِ طُیُورٍ خُضَرٍ تَفْرَحُ فِی الْجَنَّةِ حَیْثُ شَائَتْ ، کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے پپیٹوں کے اوپر سوار کرادی جاتی ہیں، وہ جنت میں جہاں چاہیں گے چڑھتے رہیں گے جب ادنی درجہ کے شہید کا یہ حال ہے تو امام حسین ؓ تو کتنے بڑے شہید ہیں۔

اللہ تعالی نے انسان کو مکرم بنایا

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالی نے انسان کو مکرم بنایا اس کو عزت سے نوازا، اس کے لئے آسمان زمین خشکی تری سب کو تابع کر دیا، اور یہ سب انسان کی خاطر ہو رہا ہے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ، اَلَمْ تَرَاَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً،، کبھی تم نے غور بھی کیا؟ کبھی سوچا؟ کہ اللہ تعالی نے آسمان وزمین کا پورا نظام تمہارے تابع کر دیا، اتنا تابع کر دیا کہ جبرئیل امین کو بھی ہماری خدمت کے لئے فرمایا کہ اپنی وی آئی پی سرکل چھوڑ کر تمہیں دنیا میں جانا پڑے گا اور محمد ﷺ کو دو دن تک رہ کر نماز سکھانی پڑے گی تاکہ ہمارے بندے نماز سیکھ لیں، فرشتوں کو بھی ہمارے تابع کر دیا ساری نعمتیں ہمارے تابع کر دی، اللہ تعالی نے انسان کو سب کچھ دیا اور فرمایا کہ ''وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ''ہم نے انسانوں کو پاکیزہ غذائیں دیں، بعض مفسرین نے ترجمہ کیا کہ ہم نے ان کو لذیذ غذائیں دیں۔

نعمت باقی رکھیئے

اللہ تعالی نے اس انسان کو دنیا کی تمام مخلوقات پر فضیلت عنایت فرمائی ، یہ تو اللہ تعالی نے اپنا کام کرلیا میں نے جہاں سے بیان شروع کیا تھا وہاں پھر آرہا ہوں ، کہ نعمت کا پالینا تو آسان ہے لیکن اس نعمت کو باقی رکھنا اور اس نعمت پر جمے رہنا بہت زیادہ مشکل ہے ایمان پالینا بہت آسان ہے لیکن ایمان پر جمنا اتنا مشکل اتنا مشکل ہیکہ سورہ ہود کی جب یہ آیت اتری تھی ،، فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ، اے نبی جیسے آپ کو حکم دیا گیا ہے ویسے آپ ایمان پر جمے رہئیے ، تو حضور اکرم ﷺ نے اس آیت پاک کے نازل ہونے کے بعد فرمایا کہ میرے سر کے بال سفید ہو گئے ، اس لئے کہ اس آیت پاک میں حکم دیا ہے کہ ایمان پر جمے رہو، اعمال صالحہ پر جمے رہو، جو حکم دیا جائے اس پر ثابت قدم رہو۔

ایک صحابی نے حضور اکرم ﷺ کے پاس آکر پوچھا کہ یارسول اللہ مختصر مفید کوئی نصیحت فرمادیجئے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ،، قُلْ اٰمَنْتُ بِا للّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ ، کہدے میں اللہ تعالی پر ایمان لایا اور اس پر ثابت قدم رہ ، استقامت بہت مشکل کام ہے اسی لئے کتابوں میں آیا کہ، اَلْاِسْتِقَامَةُ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ كَرَامَةٍ ، کہ استقامت ایک ہزار کرامتوں سے بہتر ہے، آج کل یہ بھی ایک مصیبت ہے کہ ہم لوگ کرامتوں کے چکر میں پڑ گئے ، ایک آدمی نماز کے اوپر جما ہے برسوں سے اس کے اوپر جم گیا یہ بہت بڑی استقامت ہے، اللہ تعالی ہم لوگوں میں دین کی استقامت نصیب فرمائے آمین ۔

نافرمان مرتے وقت انسان نہیں ہوتے

بات یہ چل رہی تھی کہ اللہ تعالی نے ہمیں انسان بنایا ہے انسان کے سارے اعضاء دیئے ہیں، لیکن ان پارٹ اور اعضاء کو سنبھالنا ان کو استعمال کرنا ان کو کام میں لانا اور پھر اس دنیا سے جاتے وقت انسان بن کر جانا یہ بہت مشکل ہے اب آپ کہو گے کہ جو انسان پیدا ہوتا ہے وہ انسان ہو کر ہی تو جاتا ہے، ایسا نہیں ہے وہ انسان دکھتا ہے لیکن معاملات اس کے خراب ہو جاتے ہیں احادیث طیبہ کی روشنی میں بزرگوں نے لکھا ہے، خبردار ہونے ضرورت ہے اس بات کو سننے کے لئے جاگنے کی ضرورت ہے کہ میری اس امت کے چہرے کو اللہ تعالی نہیں بگاڑے گا لیکن میری امت کے دل کو اللہ تعالی بدل دے گا پچھلی امتوں کے ساتھ جو ہوا وہ انشاء اللہ ہمارے ساتھ نہیں ہو گا پچھلی امتوں کو تو خدا تعالی نے بندر بنا دیا تھا، خنزیر بنا دیا تھا، فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ، اصحاب مائدہ جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ پر اترنے والے دستر خوان کی نا قدری کی تھی ان کے چہرے خدا تعالی نے سوروں کے بنا دیئے تھے، لیکن میرے اور آپ کے آقا خواجہ کائنات سب مل کر بولو، صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے صدقہ طفیل ہمارے چہرے تو نہیں بدلے جائیں گے، لیکن انسان کا دل بدل جاتا ہے جس چیز کا غلبہ ہوتا ہے آدمی کا دل ویسا بنا دیا جاتا ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ اگر طبیعت میں لالچ زیادہ ہے تو دل کتے کا بنا دیا جاتا ہے، دکھنے میں تو وہ انسان ہے لیکن اب وہ کتا بن چکا ہے، اگر اس کی طبیعت تکبر، فخر، گھمنڈ والی ہے تو اس کا دل مور یا شیر کا بنا دیا جاتا ہے، اس لئے کہ مور کے اندر بھی گھمنڈ ہے وہ اپنے آپ کو دیکھ کر ہی ناچتا ہے، شیر کے اندر بھی گھمنڈ ہے وہ اپنے آپ کو کنگ سمجھتا ہے جنگل کا راجا سمجھتا ہے۔

تکبر سے بچنے کے لئے اسلاف کا طریقہ

اسی لئے تو ہمارے بزرگوں نے لکھا ہے کہ شیر کا چمڑا ناپاک نہیں ہے لیکن اس کے چمڑے سے بنی ہوئی چیزوں کو استعمال کرنا مکروہ ضرور ہے، جب ناپاک نہیں ہے تو استعمال کیوں نہیں کر سکتے ؟ اس لئے کہ جانور کا اثر اس کے چمڑے میں بھی آتا ہے اگر آپ شیر کے چمڑے کے جوتے یا اس کا جاکٹ یا اس کی کوئی بھی چیز آپ استعمال کریں گے تو صحبت کی وجہ سے آپ کے اندر تکبر آئے گا، حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کا نام آپ نے بکثرت سنا ہوگا وہ بکری کا چمڑا استعمال فرماتے تھے، پوچھنے پر فرمایا کہ بکری کے اندر تواضع زیادہ ہوتی ہے میں بکری کے چمڑے پر بیٹھ کر سبق پڑھاتا ہوں بکری کے چمڑے پر سوتا ہوں تاکہ میری طبیعت کے اندر بھی تواضع آجائے ، نبیوں کے پاس بھی بکریاں چروائی گئیں، کوئی نبی ایسا نہیں ہے جس نے بکریاں نہ چروائی ہو۔

امام اعظمؒ کا واقعہ

دل بدل جاتے ہیں بھلے آپ ﷺ کی برکت سے چہرے نہ بدلتے ہوں ، میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں **امامنا الھُمام** امام اعظم سیدنا نعمان ابن ثابت ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ، جب مسجد میں تشریف لاتے تھے تو اپنے چہرہ پر پردہ ڈالتے تھے کسی نے کہا کہ ابوحنیفہ مسجد میں عورتیں تو نہیں ہیں اور ہمارے مسلک کے مطابق تو عورتیں مسجد میں نہیں آسکتیں، پھر آپ پردہ کس چیز کا کرتے ہو؟ امام

صاحبؒ نے فرمایا کہ مجھے تو مسجد میں کوئی کتا نظر آرہا ہے کوئی خنزیر نظر آرہا ہے، کوئی شیر نظر آرہا ہے کوئی مور نظر آرہا ہے میں نہیں چاہتا ہوں کہ میرے دل میں کسی کی برائی پیدا ہو، اس لئے میں پردہ ڈال دیتا ہوں، دِکھتا انسان ہے لیکن اس کے دل کے اوپر میری نظر ہے تو مجھے یہ سمجھ میں آرہا ہے کہ یہ آدمی خنزیر بن چکا ہے یہ آدمی کتا بن چکا ہے، اب میں اس کی برائی اپنے دل میں لانا نہیں چاہتا ہوں، جیسی جس کی طبیعت جیسی جس کی صفت اللہ تعالی ویسا ہی دل بدلتے ہیں یہ بات اور ہے کہ چہرے نہیں بدلتے ہیں پیدا ہوا ہے انسان بن کر، اور مر رہا ہے سور بن کر، مر رہا ہے کتا بن کر، مر رہا ہے شیر بن کر، مر رہا ہے مور بن کر، انسان بن کر نہیں مر رہا ہے، اس کی انسانیت ختم ہوگئی ہو جاتی ہے۔

آج کل شیطان کو آرام ہے

اور دیکھو!! کبھی انسان دنیا میں ایسے کام کرتے ہیں کہ شیطان بھی سر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتا ہے، اور وہ کہتا ہے اس نے تو مجھے آرام کا موقع دیدیا ہمارے حضرت مولانا سید ذوالفقار صاحب نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ چودھویں صدی کے بعد شیطان A C چالو کر کے سو گیا ہے، اس لئے کہ انسان شیطان سے دس قدم نہیں سو قدم آگے بڑھ چکا ہے، اور اس سے کہتے ہیں کہ اب تو سو جا اب تیرے نائب کام کریں گے اور کبھی کبھی نائب تو دادا سے بھی زیادہ دادا گری کرتا ہے جس کو محاورہ میں کہا جاتا ہے کہ، چائے سے زیادہ چائے کا گلاس گرم ہوتا ہے، حالانکہ بہکانے والا خود شیطان ہے لیکن شاگرد اتنا بڑھ گیا کہ استاذ کو آرام کا موقع دے رہا ہے۔

نافرمان انسان نہیں ہے

میں سمجھا نا یہ چاہتا ہوں کہ کبھی کبھی ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ کیا انسان بھی ایسے کام کرسکتا ہے جو شیطان کو آرام دلاتے ہوں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ انسان ہی نہیں ہے جو اس طرح کے شیطانی دھندے کرتا ہو، اور میری پوری تقریر کا خلاصہ یہی ہے کہ انسان کون ہیں؟ وہ انسان ہوتا تو ایسے کام نہ کرتا اور یہ بات میں نہیں بولتا ہوں بلکہ قرآن پاک کہتا ہے، قرآن پاک نے نویں پارہ میں فرمایا،، وَلَقَدْ ذَرَانَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ،أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ، ہم نے جہنم کے لئے بہت سے جناتوں کو اور انسانوں کو پیدا کیا ہے، اور یہ وہ انسان ہیں جو انسان بن کر نہیں رہتے ہیں جن کو ہم نے دل دیئے، لیکن ان کے دلوں میں سمجھ بوجھ نہیں، ان کے دلوں میں فقاہت نہیں ہے، اور ان کے پاس کان ہیں لیکن وہ سنتے نہیں ہیں اور ان کے پاس آنکھیں ہیں لیکن وہ دیکھتے نہیں ہیں ایسے لوگ انسان نہیں بلکہ جانور ہیں، بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں آپ کہو گے کہ ان کے پاس تو کان آنکھ دل سب ہیں پھر قرآن پاک کیسے کہہ رہا ہے کہ ان کے پاس دل آنکھ کان نہیں ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ حقیقی دل حقیقی آنکھ اور حقیقی کان وہی ہیں جو حق بات کو سنے اور اس پر عمل کرے ورنہ وہ دل کس کام کا جو حق بات کو نہ سمجھتا ہو اس کا ہونا اور نہ ہونا دونوں برابر ہیں وہ آنکھ کس کام کی جو حق بات کو نہ دیکھتی ہو، وہ کان کس کام کے جو حق بات کو نہ سنتے ہوں ان کا ہونا اور نہ ہونا

برابر ہیں اسی لئے قرآن پاک نے ان کو اندھا اور بہرا اور بے عقل فرمایا، ایسے لوگ انسانیت میں داخل ہی نہیں ہیں۔

لفظ فقاہت کا مطلب

قرآن پاک کہہ رہا ہے کہ ان کے پاس دل ہیں مگر سمجھتے نہیں اب یہاں میرے مہوہ کے دوستو توجہ دیجئے! سمجھ بوجھ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پیسہ کیسے بنانا ہے ورنہ آپ کہو گے کہ قرآن کہہ رہا ہے کہ ان کے پاس دل ہے لیکن وہ سمجھتے نہیں ہیں ان کو پیسہ بنانا نہیں آتا ہے، یہ مطلب نہیں ہے قرآن پاک نے فقاہت کا لفظ بھی عجیب وغریب استعمال کیا ہے عربی زبان میں جاننے پہچاننے سمجھنے اور سوچنے کے لئے اور بھی بہت سے الفاظ ہیں، عَرَفَ یَعرِفُ ،عَلِمَ یَعْلَمُ، دَرَا یَدْرِی ،ان سب کے معنی جاننا سمجھنا سب ہیں لیکن ان سب کو چھوڑ کر لفظ فقاہت کو استعمال فرمایا قرآن پاک بہت ہائی پاور کا لفظ استعمال کر چکا، لَّایَفْقَهُوْنَ بِهَا ،میں فقاہت کا لفظ ہائی درجہ کا ہو گیا اور اس لفظ فقاہت کا مطلب کیا ہے؟ امامنا الاعظم امام ابوحنیفہؒ نے اسکی تعریف کی ہے کہ،،مَعْرِفَةُ النَّفْسِ مَا لَهَا وَمَا عَلَيْهَا ،،کہ ہر انسان یہ جان لے کہ میرے نفع کی چیزیں کیا ہیں اور میرے نقصان کی چیزیں کیا ہیں انسان کا دل اس کو حقیقی معنی میں انسان بنائے، اس کے کان اور اس کی آنکھ اس کا ساتھ دے، غلط کاموں کو نہ اختیار کرے، اور نہ غلط کاموں کو دیکھیں، اور نہ سنیں، یہ مطلب ہے فقاہت کا اب آیت پاک کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کے پاس ایسا دل نہیں ہیں جو آنکھ

کان اور دیگر اعضاء کا برائیوں سے رکنے میں ساتھ دے۔ اگر ان کا دل برائیوں سے رکنے میں دیگر اعضاء کا ساتھ دے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کا دل ہے۔

ایک علمی سوال اور اس کا جواب

یہاں علماء کرام کی کام کی بات سناتا چلوں، یہ لوگ بھی تو قربانی دے کر بیٹھے ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن پاک نے ایک مقام پر فرمایا کہ ہم نے تو جناتوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے، وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ، اور اللہ تعالی ہی فرماتے ہیں کہ ہم نے بہت سے انسانوں اور جناتوں کو جہنم کے لئے پیدا کیا اس کا کیا مطلب؟ یہ تو ٹکراؤ ہو گیا تقریر میں سے جواب مل جائیگا، جواب یہ کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ میں نے ابتدائی طور پر تو انسان کو انسا بنا کر پیدا کیا ہے اگر وہ اپنی انسانیت پر قائم رہے، عبادت کرے تو جنتی بنے گا، لیکن اگر وہ اپنی انسانیت کھو بیٹھتا ہے تو وہ جہنمی بن جاتا ہے، علتِ غائیہ ایک ہوتی ہے، اس علت غائیہ کے طور پر اس کا انجام جہنم بن جاتا ہے۔

دل کی خرابی اعضاء کی خرابی

بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ فقیہ قلب وہ ہے جو برائیوں سے رکنے میں دیگر اعضاء کی مدد کرے، اگر دل خراب ہو جائے تو کان بھی خراب ہو جاتے ہیں اور آنکھیں بھی خراب ہو جاتی ہیں مجھے ایک بات یاد آ رہی ہے سبحان اللہ قرآن پاک سے کیا بات نکلتی ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ اگر کسی کو ہارٹ اٹیک ہو جائے کسی کی دل

کی نالی چوکپ ہو جائے تو کان بھی خراب اور آنکھیں بھی خراب ہو جاتی ہیں اسی کو تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ۔لوگو! انسان کے جسم میں ایک قلب والا حصہ ہے جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو پورا بدن خراب ہو جاتا ہے، اور جب دل صحیح ہوتا ہے تو پورا بدن صحیح ہوتا ہے، اور کسی کی دل کی نالی قلبی حملہ میں زیادہ چوکپ ہوتی ہے کسی کی کم، اسی طرح انسان کا دل جب اللہ تعالی کے احکامات سے دور ہو جاتا ہے معرفت الٰہی کے انوارات و برکات سے بھی دور ہو جاتا ہے۔

گناہ کر کے آنکھ کی نالی کو چوکپ کر دیا کان کی نالی کو چوکپ کر دیا اور جب نالیاں چوکپ ہو جاتی ہیں تو کان تک اس کا پاور سپلائی نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے کان خراب اور آنکھیں بھی خراب ہو جاتی ہیں کان اچھی باتوں کو سننا گوارہ نہیں کرتا ہے اور آنکھیں اچھی چیزوں کو دیکھنا گوارہ نہیں کرتی ہیں بیان کرنے والے بیان کرتے رہیں گشت میں آنے والے آتے رہیں لیکن معاملہ گڑ بڑ ہو جاتا ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان انسانیت سے نکل جاتا ہے اور انسان کے روحانی اعتبار سے جب قلب پر حملہ ہو جائے تو اس میں یہی کان اور آنکھ کی دو نالیاں زیادہ اہم ہوتی ہیں وہ چوکپ ہو جاتی ہیں، اسی کو قرآن پاک کہتا ہے ،خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ،،اور فرمایا کہ،،اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِىْ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ،،فقاہت کا مفہوم سنیئے اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہارے دل کو اس لئے نہیں بنایا کہ تم دنیا میں پولٹکس کھیلو کس کو نیچے اتارنا ہے اور کس کو اوپر چڑھانا ہے، کس کی ٹوپی کس کو پہنانی ہے اور اِدھر کا اُدھر کیسے کرنا ہے، اس

لئے ہم نے تمہارا دل نہیں بنایا ہے، بلکہ ہم نے دل اس لئے دیا ہے تا کہ تمہارا دل اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں دیگر اعضاء کی مدد کرے۔اور انسان کے بدن کی تیسری بھی ایک نالی ہے اور وہ ہے زبان، دو نالیاں یعنی کان اور آنکھ ہے تیسری نالی زبان ہے۔ یہ بھی اگر چوکپ ہو جائے تو پھر معاملہ ختم ہو جاتا ہے قرآن کہتا ہے کہ،، **صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ** ، آیت پاک ترجمہ یہ ہوگا کہ گونگے اور اندھے اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں لوٹ سکتے ہیں یہاں مفہومی ترجمہ یہ کیا جائے گا کہ جب انسان حق بات سننے سے بہرا ہو جاتا ہے حق بات بولنے سے گونگا ہو جاتا ہے حق بات دیکھنے سے اندھا ہو جاتا ہے تو اب یہ لوگ ہدایت کی طرف نہیں لوٹ سکتے ہارٹ میں بھی تین نالیاں چوکپ ہو جائے تو زندگی ناممکن ہوتی ہے، یہاں بھی تین نالیاں آنکھ کان زبان حق بات سے دور ہو جائے تو ہدایت کی طرف لوٹنا ناممکن، دوسرے پارہ میں اس کو یوں بیان فرمایا،، **وَمَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ** ،، ایسے لوگوں کو جنہوں نے خدا تعالیٰ کو فراموش کر دیا جو خدا تعالیٰ کو بھول گئے اگر انہیں کوئی سیدھے راستے کی طرف بلاتا بھی رہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے جانوروں کو چرواہا آواز دیتا رہتا ہے مگر جانور اتنا تو سمجھتا ہے کہ کوئی کہہ رہا ہے مگر یہ نہیں سمجھتا کہ کیا کہا جا رہا ہے۔

نافرمان جانور سے بدتر کیوں؟

ایسے لوگوں کو جو ہدایت کی آواز پر کان نہیں دھرتے ہیں ان کو قرآن پاک نے جانوروں سے بھی بدتر کہا سوال یہ ہے کہ جانوروں سے بھی بدتر کیوں کہا؟ اس

لئے کہ جانوروں کو آواز دو تو کچھ نہ کچھ سمجھتا ہے، اور چھوٹا سا بچہ ہوتا ہے اس کی ماں اس کو باتھ روم میں لے جاتی ہے وہ سمجھ جاتا ہے کہ پیشاب کرنا ہے لیکن بڑے انسان کو جب پردے پڑ جاتے ہیں جب اس کی تینوں نسیں بند ہو جاتی ہیں تو اس کو کوئی بات اثر نہیں کرتی ہے، اور کتا بھی روٹی اپنے منہ میں لینے سے پہلے سونگھتا ہے اور انسان سونگھتا تو کیا سوچتا بھی نہیں ہے اس لئے یہ جانور سے بھی بدتر ہو گیا، اسلئے قرآن کہتا ہے کہ دل کو زندہ کرو اس میں فقاہت پیدا کرو، اس دل کو امام صاحب کی اس تعریف کے ساتھ جوڑو جو انہوں نے فقہ کی فرمائی ہے کہ نفس کے نقصان اور اس کے فائدوں کو جاننا۔

قلب چالو ہوگا تو ہی ہدایت ملے گی

دیکھو آپ ﷺ نے رحمۃ للعالمین بن کر سب کو سمجھایا لیکن اگر کسی نے اپنے دل کا ریڈیو چالو ہی نہیں کیا تو اس کو ڈرانا اور نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں قرآن پاک نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ ، اِنَّ الَّذِینَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ، جو لوگ کافر ہیں آپ ان کو ڈراوٴ یا نہ ڈراوٴ دونوں برابر ہیں، قرآن پاک کی اس آیت سے پتہ چلا کہ ہدایت حاصل کرنے کے لئے دل کو چالو رکھنا پڑے گا دل کی نالی کو چوکپ ہونے سے بچانا پڑے گا سوال یہ ہے کہ پھر حضور ﷺ نے کیوں ڈرایا؟ اس کا جواب سیدھا سادھا ہے کہ آپ کتنا کمزور بچہ لا کر میرے پاس بٹھاوٴ مجھے تو مدرسہ والوں نے پڑھانے کی ذمہ داری دی ہے میرا تو کام ہی ہے پڑھانا، اب اگر وہ بچہ فیل ہوا، یا نا پاس ہوا تو مولوی کے اوپر کیوں

ٹینشن نکالتے ہو؟ ریڈیو والا جب ریڈیو بناتا ہے تو اس میں سب اسٹیشن فٹ کرتا ہے آکاش وانی، بی بی سی کا، انگریزی کا، لیکن اگر آپ نے وہ اسٹیشن برابر چالو نہیں کیا اور ٹینشن نکال رہے ہو ریڈیو بنانے والے پر تو کیا یہ عقلمندی ہے؟ جی نہیں، اس لئے اس سے بھی پرہیز ضروری ہے۔

اپنی فقاہت کا استعمال کریں

میرے بھائیو! اللہ تعالی نے ہمارے دلوں کے اندر فقاہت تو رکھی ہے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھنے کی طاقت رکھی ہے لیکن ہم اس کو استعمال نہیں کرتے ہیں، قرآن کہتا ہے کہ ان کے پاس آنکھیں ہیں لیکن وہ دیکھتے نہیں ہیں، آپ کہو گے یار ہمارے پاس تو آنکھیں ہیں اور ہم دیکھ بھی رہے ہیں تو سنو کہ قرآن کی نظر میں دیکھنا اس کو کہتے ہیں کہ دیکھنے کے بعد کسی عمل صالح کی توفیق ہو جائے، ہم اللہ کی مخلوق کو دیکھتے ہیں کیا ہم نے کبھی اللہ تعالی کی مخلوق میں غور کیا؟ اللہ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالی کی مخلوق میں صرف آسمان کو دیکھنا ہی کافی ہے، سورہ قاف میں اس غور وفکر کی دعوت دی کہ، اَفَلَمْ یَنْظُرُوْ اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَھُمْ کَیْفَ بَنَیْنٰھَا وَزَیَّنّٰھَا وَمَا لَھَامِنْ فُرُوْجِ ، کیا انسانوں نے آسمان کو دیکھا نہیں کہ ہم نے اس کو کیسا بنایا آسمان کو اللہ تعالی نے کتنا خوبصورت بنایا بیچ میں کوئی سوراخ نہیں اور ستاروں کی شکل میں قمقمے لگا دیئے بلکہ سورہ ملک تبارک الذی جس کا نام ہے اس میں اللہ تعالی نے فرمایا، ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْکَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّھو حَسِیْرٌ، آسمان کی طرف دیکھ کر آدمی غور کرے تو خدا تعالی یاد آئے گا مشین دیکھ کر مشین بنانے والے کی

عظمت دل میں بیٹھتی ہے جاپان کی چیز استعمال کر کے جاپان کی عظمت دل میں ایسے بیٹھ گئی کہ جب کہا جائے کہ یہ چیز میڈین جاپان ہے تو آدمی آنکھ بند کر کے لے لیتا ہے، اللہ تعالی کی چیزوں میں ہم نے غور نہیں کیا ہم دیکھتے نہیں ہیں۔

فقاہت کا غلط استعمال نہ کریں

ہم اللہ تعالی کی قدرت میں غور وفکر نہیں کرتے ہیں اللہ کی قدرت کو نہیں دیکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں تو ناجائز چیزیں دیکھتے ہیں، تصویریں دیکھتے ہیں ہماری جوانی برباد ہو رہی ہیں مسلمان نوجوانوں ! یہ موبائل اور انٹرنیٹ کے ذریعہ ہم مسلمانوں کی مردانگی کو بھی ختم کیا جارہا ہے، اس کی مرکزی قوت کو ختم کرنے کی سازش ہو رہی ہے جس کی وجہ سے اس کا نورِ علم بھی رخصت ہو جاتا ہے اور فرمایا کہ ہم نے انسانوں کو کان دیئے لیکن ان کانوں کے ذریعہ وہ کام کی باتیں نہیں سنتے ہیں بلکہ گانے سنتے ہیں غیبتیں سنتے ہیں گالیاں سنتے ہیں غیر محرم عورتوں کی آوازیں سنتے ہیں، قرآن نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ ایسے لوگ انسان نہیں ہیں آدم برسر مطلب یہی میری تقریر کا موضوع ہے کہ انسان دنیا میں انسان بن کر زندگی گزارے ،فرمایا کہ اُوْلَـٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ،ایسے لوگ جو اپنے انسانی اعضاء کو انسانی کام میں نہیں لاتے ہیں تو ایسے لوگ ہماری کتاب میں انسان نہیں جانور ہیں، بلکہ جانور سے بھی بدتر ہیں، کتا بھی روٹی اپنے منہ میں لینے سے پہلے سونگھتا ہے اور انسان سونگھتا تو کیا سوچتا بھی نہیں ہے اس لئے یہ جانور سے بھی بدتر ہو گیا۔

نافرمانی کی اصل وجہ

اور اس کی اصل بیماری کیا ہے آگے کے ٹکڑے کو قرآن پاک نے واضح کردیا، أُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ، ایسے لوگ سراپا غفلت میں پڑے ہوئے ہیں یہ غفلت اصل بیماری ہے سر درد کرتا ہے آنکھیں دکھتی ہے تو ڈاکٹر بھی پہلے سردی کا علاج کرے گا اسی طرح انسان کے دل میں سے فقاہت ختم ہوگئی آنکھوں نے بصیرت ختم کردی کانوں نے حق بات ختم کردی اس کی وجہ یہی غفلت ہے اور غفلت کو دور کرنے کے لئے اس کا علاج بیداری ہے، تدبر، تَیَقُّظ اس کا علاج ہے، جاگروتی پنا اس کا علاج ہے، نصیحت حاصل کرنا اس کا علاج ہے۔

انسان جب نصیحت حاصل کرے گا تو اس کے اندر جاگروتی آئیگی، قرآن پاک نصیحت حاصل کرنے کے لئے ہی اتارا گیا ہے، یہ مجلسیں غفلت دور کرنے کے لئے ہی ہوتی ہیں، اب اس غفلت کو دور کرنے کے لئے ان مدارس کے ذریعہ، گشتوں کے ذریعہ، مکاتب کے ذریعہ، فضائل اعمال کی تعلیم کے ذریعہ کوشش کی جا رہی ہے ،غفلت دور ہو جائیگی تو انشاء اللہ ہم انسانوں کی فہرست میں شامل ہو جائیں گے۔

انسانیت کیا ہے؟

اور انسانیت کیا ہے اپنے سر کو صرف اور صرف ایک اللہ کے سامنے جھکانا سب سے بڑی انسانیت ہے، توحید اسلام کا بنیادی اصول ہے اس کے بغیر کچھ نہیں اور رسالت کو تسلیم کرنا انسانیت ہے اپنی ذات سے کسی کو اذیت اور تکلیف نہ پہنچانے

کا نام انسانیت ہے، پڑوسیوں اور ہمسایوں سے حسن سلوک کا نام انسانیت ہے، قرآن پاک کو اپنی زندگی میں لانے کا نام انسانیت ہے، نبی سے محبت اور ال نبی سے محبت پیدا کرنے کا نام انسانیت ہے، اسلام اور اسلام کے سپوتوں سے محبت کرنے کا نام انسابیت ہے، مدارس مساجد خانقاہیں دعوت وتبلیغ سے محبت پیدا کرنے کا نام انسانیت ہے الغرض دنیا میں تمام مخلوقات بال بچے ماں باپ بہن بھائی رشتہ دار چرند پرند جانور حیوان سب کے حقوق ادا کرنے کا نام انسانیت ہے۔

امام حسین کا خون کیوں بہا؟

یہی باتیں اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنا خون بہایا، حضرت امام حسین ؓ کا مقصد یہی تھا کہ میں دنیا کو ایک سبق دے کر جاؤں کہ مسلمان جان کی بازی تو لگا سکتا ہے لیکن باطل کے سامنے کبھی نہیں جھک سکتا جیسا دیش ویسا بھیس اس نظریہ اور وِچار دھارا کو واقعہ کربلا نے ختم کردیا، اگر یہ بات ہوتی کہ جیسا زمانہ ہے ویسا رہنا پڑے گا تو حضرت امام حسین ؓ بھی کوفہ میں جا کر صلح فرما لیتے، اسلام مکمل ہو چکا اس میں بدلنے کی بدلاؤ کرنے کی نہ کسی مفتی کو اجازت ہے نہ کسی مولوی کو نہ کسی دعوت کا کام کرنے والے کو نہ کسی بڑے سے بڑے شیخ کو، فارسی میں ایک صاحب کہہ کر گئے ہیں کہ۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

کہ وہ آدمی کبھی نہیں مرتا ہے جس کا دل عشق الٰہی میں زندہ ہو گیا ہو کیونکہ عشق الٰہی کی

چنگاری کبھی بجھنے والی نہیں ہے جس دل میں عشق الٰہی ہو گا وہ دل کبھی مرنے والا نہیں ہے وہ دنیا سے جاتا بھی ہے تو دنیا پر اپنا نقش ثبت کر کے جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو حسین جیسا ایمان حسینؓ جیسا جذبہ اور حسینؓ جیسا حوصلہ نصیب فرمائے آمین اور ہمیں انسان بن کر زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولنا محمد وبارک وسلم

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین